قرآنی حوالاجات پر مبنی
تأویلی سبجیکٹ انڈیکس

مرتبہ

شمس الدّین جمعہ

ضروری قُرآنی حوالاجات پر مبنی تاویلی سبجیکٹ انڈیکس

☆

Quick Reference - Ta'wili Subject Index

مرتبہ

شمسُ الدّین جُمعہ

(shamskarima@gmail.com)

ISW
LS

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

Knowledge for a united humanity

عنوانات

صفحہ نمبر

☆ حرف آغاز ١٦

☆ آتشِ سرد ١٧

☆ آدم علیہ السّلام ١٨

☆ آرزُوئے مَوت ١٩

☆ آسمانوں کا لپیٹنا = خلافتوں کی تقسیم ١٩

☆ آفاق و انفُس میں علی اللہ کی نشانیاں (Nature Study) ٢٠

☆ آلِ ابراھیم علیہ السّلام ٢٠

☆ آلِ داؤد علیہ السّلام ٢١

☆ آنکھوں کی ٹھنڈک ٢٢

☆ آنکھیں اسکو پا نہیں سکتیں مگر وہ آنکھوں کو پا لیتا ھے ٢٣

☆ آیاتِ استخلاف (وعدۂ خلافت)[چند نمُونے] ٢٤

☆ آیاتِ تسخیر[چند نمُونے] ٢٤

☆ آیاتِ سماوات [چند نمُونے] ٢٧

☆ ابداعی تولید ٣٤

☆ ابراھیم علیہ السّلام ٣٥

☆ ابنآء و احبّآء ٣٦

☆ اِتمامِ نور کی دُعا ٣٧

☆ اَحَد اور واحد میں فرق ٣٨

☆ اسمِ اعظم میں حقیقی زندگی ۳۸
☆ اسماءِالٰہی ۴۰
☆ اَعرَاف ۴۰
☆ اَعُیُنِنَا وَ وَحُیِنَا (۱۱:۳۷ ؛ ۲۳:۲۷) ۴۱
☆ اَلُاَکُرَم (۱۱:۷؛ ۹۶:۳) ۴۲
☆ الٰہی سائنس ۴۳
☆ اَلَسُتُ بِرَبِّکُمُ (۷:۱۷۲) ۴۳
☆ اِمَامٍ مُّبِیُن (۳۶:۱۲) ۴۵
☆ اِمامُ النّاس ۴۵
☆ اُمّتِ واحدة ۴۶
☆ اِنَّ اللہَ جَمِیُلٌ یُّحِبُّ الُجَمَال (حدیث) ۴۷
☆ اِنس و جِنّ ۴۸
☆ انسان کو بڑی عجلت سے پیدا کیا گیا ھے ۴۹
☆ انصارانِ علی اللہ ۴۹
☆ اوّل، آخر، ظاھر، باطن ۵۰
☆ اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ھے اور نہ ہی وہ غمگین ھیں ۵۰
☆ اوّلین حشر ۵۰
☆ ایّوب علیہ السَّلام ۵۱
☆ بازار جنّت ۵۱
☆ بَدِیُع ۵۲

☆ بُرائیوں کو نیکیوں میں بدلنا ۵۲

☆ بُرُھَان (۴:۱۷۴) ۵۳

☆ بَعُوُضَہ (۲:۲۶) ۵۳

☆ بلقیس کا عرشِ عظیم ۵۴

☆ بہشت ۵۵

☆ بَیْتُ الْمَعْمُوْر ۶۴

☆ بُیُوُت (۲۴:۳۶) ۶۵

☆ پانی پر ظہورِعرش کا معجزہ ۶۵

☆ پچاس ہزار سال = ایک دورِاعظم ۶۶

☆ پرندے ۶۷

☆ پرواز ۶۹

☆ Pluralism/Globaliation ۷۳

☆ پہاڑ/ جبال ۷۳

☆ تخت= علی اللہ کی تجلّیات= Royal Thrones of Paradise ۷۶

☆ تختِ سُلمانؑ ۷۶

☆ تَلَذُّ الْاَعْیُن (۴۳:۷۱) ۷۷

☆ تھوسٔ گٹو جوٓ مئیٓنشرو جوٓ ۷۷

☆ [اپنی] جان کو علی اللہ کی رضا جوئی کے لئے بیچ ڈالنا ۷۷

☆ جسمِ لطیف ۷۸

☆ جشنِ جنّت ۸۱

☆ جعفر طیّار	۸۱
☆ جماعت خانه	۸۲
☆ جِنّات	۸۴
☆ چار قسم کی sciences کا انکشاف ہونے والا ہے	۸۵
☆ حج	۸۶
☆ حجاب	۸۶
☆ حدیثِ نوافل	۸۷
☆ حَرَمُ	۸۷
☆ حِزْبُ اللہ= علی اللہ کے گروپ	۸۷
☆ حُشِرَ (۲۷:۱۷)	۸۸
☆ حٰمٓ = اَلْحَیُّ الْقَیُّوْم	۸۸
☆ حوّاً کا معجزہ	۸۹
☆ حوران	۸۹
☆ اَلْحَیّ کو اپنا وکیل بناؤ	۹۹
☆ خاتَمُ النَّبِیّٖن (۳۳:۴۰)	۹۹
☆ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ (۵۶:۳)	۹۹
☆ خزائنِ الٰہی	۱۰۰
☆ خلق	۱۰۱
☆ خلقِ جدید	۱۰۲
☆ خلقِ رحمان	۱۰۴

☆ اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللہ ۱۰۴
☆ خَلَقَ اور جَعَلَ ۱۰۵
☆ خلّیات ۱۰۶
☆ خواب ۱۰۶
☆ خوشبوؤں کا معجزہ ۱۰۷
☆ خیال طائرِ برقی ھے ۱۰۸
☆ خَیْرُالرَّازِقِین ۱۰۹
☆ خَیْرُ الْمَاکِرِین (۳:۵۴) ۱۰۹
☆ دَابَّۃُالْاَرض ۱۰۹
☆ داؤد علیہِ السَّلام ۱۱۰
☆ دائرہ ۱۱۲
☆ دائمُ الذِّکر ۱۱۴
☆ دُرُود ۱۱۴
☆ دُعائے نور ۱۱۴
☆ دیدارِ الٰھی ۱۱۵
☆ دین کی بنیاد ۱۱۷
☆ دین میں کوئی رُکاوٹ نہیں ۱۱۷
☆ ذکر ۱۱۷
☆ ذِبِیْحُ اللہ/ ذِبْحٍ عَظِیم ۱۱۸
☆ رآوئل بنگلوز Royal Bunglows In Living Paradise ۱۱۹

☆ رَبِّ زِدْنِیْ تَحَیُّراً ۱۲۱
☆ رَبْوَہ ۱۲۲
☆ رَتْق وفَتْق (۲۱:۳۰) ۱۲۲
☆ رَحْمَةً لِلْعَالَمِین (۲۱:۱۰۷) ۱۲۳
☆ رسولان/ رُسُل ۱۲۴
☆ رضوان ۱۲۴
☆ رَفَعْنَاہ ۱۲۴
☆ روحانی جلا وطن ۱۲۴
☆ روحانی قیامت ۱۲۵
☆ رُوم ۱۳۰
☆ زَبُور ۱۳۰
☆ زمین اپنے ربّ کے نور سے مُنوّر ہو گی/ وَ اَشْرَقَتِ الاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا ۱۳۱
☆ زمین بھر فِدیہ ۱۳۲
☆ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائیگی ۱۳۳
☆ زندہ درگور کی گئی لڑکیاں ۱۳۵
☆ زندہ شہید ۱۳۷
☆ سات آسمان اور سات زمین ۱۳۷
☆ سائے کو پھیلانا ۱۳۹
☆ سُبُلُ السَّلام ۱۴۰
☆ ستاروں کے گرنے کی قسم ۱۴۱

☆ ستّر رجال ۱۴۲
☆ سُجُود ۱۴۴
☆ سراجِ مُنیر ۱۴۵
☆ سَرِیْعُ الْحِسَاب ۱۴۵
☆ سفید بادلوں کے سائبان ۱۴۵
☆ سُلیمان ۱۴۶
☆ سورج کا خاتمہ ۱۴۶
☆ سورۂ اِنْشِقَاق (۸۴) ۱۴۷
☆ سورۂ جِنّ (۷۲) ۱۴۷
☆ سورۂ عَادِیَات (۱۰۰) ۱۴۸
☆ سورۂ فَاتِحَہ (۱) ۱۴۸
☆ سورۂ فُرْقَان (۲۵:۷۰-۷۶) ۱۴۹
☆ سورۂ فِیْل (۱۰۵:۱-۵) ۱۴۹
☆ سورۂ قٓ (۵۰) ۱۵۰
☆ سورۂ کَوْثر (۱۰۸) ۱۵۱
☆ سورۂ مَاعُون (۱۰۷:۱-۷) ۱۵۱
☆ سورۂ وَاقِعَہ (۵۶) ۱۵۱
☆ سونے کا پُل ۱۵۲
☆ سیارے کا پیدا کرنا اور اس کا ختم کرنا ۱۵۳
☆ سیڑھیوں کا مالک ۱۵۳

☆ شبِ قدر ۱۵۴
☆ شبِ مُبارک ۱۵۵
☆ شفاء ۱۵۵
☆ شَقُّ الْقَمَرُ ۱۵۶
☆ شہد کی مکھی ۱۵۷
☆ شہید ۱۵۸
☆ صَابِرُ اللہ ۱۶۱
☆ صورِ اسرافیل ۱۶۲
☆ صَوَّرْناکُمْ ۱۶۳
☆ ضمیرِ واحد اور ضمیرِ جمع کا استعمال خدا کے لئے ۱۶۳
☆ طاؤس ۱۶۵
☆ طبق در طبق ۱۶۶
☆ طُوْرِ سِیْنِیْن (۹۵:۲) ۱۶۷
☆ عالمِ برزخ ۱۶۷
☆ عالمِ خلق اور عالمِ امر ۱۷۰
☆ عالمِ صغیراورعالمِ کبیر ۱۷۱
☆ عالمی قیامت ۱۷۱
☆ عبدالاحد خان کا معجزہ ۱۷۱
☆ عجائباتُ القدرت ۱۷۲
☆ عرش ۱۷۳

☆ عقلی شریعت ۱۷۹
☆ علامتی قربانی ۱۸۰
☆ علی اللہ تمہارے ساتھ ہے ۱۸۱
☆ علی اللہ کا علم بے پایان ہے ۱۸۲
☆ علی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ ۱۸۲
☆ علی اللہ کی مثل ۱۸۲
☆ علی اللہ کے عظیم احسانات ۱۸۳
☆ عِلِّیِّیْن (۸۳:۱۸) ۱۸۴
☆ عیسٰی علیہ السَّلام ۱۸۵
☆ غلبۂ قیامت ۱۸۷
☆ غیب کی کنجیاں ۱۸۷
☆ فَاطِمَۃُ الزَّھْراء علیہا السلام ۱۸۸
☆ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَۃٍ (۵۶:۳۴) ۱۸۹
☆ فرشتے ۱۸۹
☆ فِطْرَتُ اللہ ۱۹۱
☆ فعَّالٌ لِّمَا یُرِیْد (۸۵:۱۶) ۱۹۱
☆ فلائنگ بنگلوز ۱۹۱
☆ فلائنگ Horses ۱۹۲
☆ فناَ فِی اللہ ۱۹۳
☆ اَلقَابِض اَلبَاسِط ۱۹۴

☆ قانونِ فطرت اور قانونِ قیامت ۱۹۷
☆ قبلہ ۱۹۷
☆ قرآن ۱۹۹
☆ قرضِ حسن/ قرضِ حسنہ ۲۰۶
☆ قلبِ سلیم ۲۰۷
☆ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ (۸۲:۱۱) ۲۰۷
☆ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ (۲۱:۳۳؛ ۳۶:۴۰) ۲۰۸
☆ کلماتِ تامّات ۲۰۸
☆ كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ (۱۴:۲۴) ۲۰۹
☆ كُنْ فَيَكُوْن (۲:۱۱۷)،... ۲۰۹
☆ کوہِ طور ۲۱۰
☆ كٓهٰيٰعٓصٓ (۱۹:۱) ۲۱۱
☆ گریہ وزاری ۲۱۲
☆ گواہ ۲۱۲
☆ گھوڑے کے معجزات ۲۱۴
☆ لٹل اینجلز ۲۱۵
☆ لشکر ۲۱۹
☆ لوہے کی روح کا نازل کرنا ۲۲۱
☆ مالِ غنیمت ۲۲۲
☆ مِثالِ قائم، زندہ قرآن، زندہ بہشت ۲۲۳

☆ مَثیلِ ہارون ۲۲۳
☆ مَجۡمَعُ الۡبَحۡرَیۡن ۲۲۳
☆ محاریب = چھاؤنیاں = camps ۲۲۴
☆ مَرَجَ الۡبَحۡرَیۡن (۱۹:۵۵) ۲۲۵
☆ مریم علیہا السَّلام ۲۲۵
☆ مَصَابِیۡح ۲۲۷
☆ معجزاتِ عظیم ۲۲۷
☆ معراج ۲۲۸
☆ معرفت ۲۲۹
☆ مَغَانِمَ کَثِیۡرَۃ (۴۸:۲۰) ۲۲۹
☆ مقابلے کی چار آیات ۲۳۰
☆ مَقَامِ مَحۡمُود (۱۷:۷۹) ۲۳۱
☆ مَلَکُوت ۲۳۱
☆ ملکۂ بلقیس ۲۳۲
☆ مُلُوک ۲۳۳
☆ مَلیکٍ مُّقۡتَدِر (۵۴:۵۵) ۲۳۳
☆ مُنافق اور مومن ۲۳۳
☆ موت و حیات ۲۳۴
☆ موروثی فردوسِ برین ۲۳۷
☆ مونوریالٹی (Monoreality) ۲۴۰

☆ نٓ وَ الْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْن (۶۸: ۱)	۲۴۰
☆ نامۂ اعمال	۲۴۱
☆ نعمتیں	۲۴۴
☆ نطفۂ مخلوط	۲۴۴
☆ نطقاء	۲۴۵
☆ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ (۶۹: ۱۳)	۲۴۵
☆ نفس	۲۴۵
☆ نفسِ واحدہ = نورانی آدم	۲۴۶
☆ نور	۲۴۸
☆ نورانی تالاب	۲۵۲
☆ نورانی شادی	۲۵۳
☆ نورانی صدف	۲۵۵
☆ نیا سیّارہ	۲۵۶
☆ نیند	۲۵۷
☆ اَلْوَاحِدُالْقَهَّار ((۱۲: ۳۹)؛..	۲۵۷
☆ وارث/خیرالوارثین	۲۵۸
☆ والدہ کے حقوق	۲۵۹
☆ وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا (۷۸: ۹)	۲۶۰
☆ وَجْهُ الله (۲:۱۱۵)	۲۶۰
☆ وحوش	۲۶۰

☆ وحی کے تین درجے ۲۶۱
☆ الوَدُوُد (۱۱:۹۰) ۲۶۲
☆ وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهٖ (۶:۹۱)؛... ۲۶۲
☆ وَمَا كُنَّا غَآئِبِيْن (۷:۷) ۲۶۳
☆ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۲۶۴
☆ ہر چیز امامِ مبین میں سموئی ہوئی ہے ۲۶۵
☆ ہر چیز پر علی اللہ کا علم محیط ہے ۲۶۵
☆ ہر چیز کا سجدہ ۲۶۵
☆ ہر چیز کی تسبیح خوانی / ہر چیز کی گویائی ۲۶۶
☆ ہر نبی کو اپنی قوم کی زبان میں بھیجا گیا ۲۶۸
☆ ہونزا و نگر کے پہاڑوں پر زندہ نورانی بہشت کا معجزہ ۲۶۸
☆ یارقند ۲۶۹
☆ يَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوجُ (۲۱:۹۶) ۲۷۰
☆ يُدَبِّرُالْاَمْر = وہ (علی اللہ) اپنے کام یا حُکم کا اعادہ کرتا ہے ۲۷۰
☆ يَزِيْدُ فِى الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ط (۳۵:۱) ۲۷۰
☆ یو- ایف -اوز ۲۷۱
☆ یوسف علیہِ السَّلام ۲۷۲

حرف آغاز

انڈیکس کے عنوان سے ظاہر ہے کہ یہ حضرت استاد بزرگوار علاّمہ نصیر الدّین نصیر ہونزائی (ق۔س) کی قرآنی تاویلات پر مبنی کتابوں میں جن جن مضامین سے متعلق آیات اور ان کی تأویلات کا ذکر آیا ہے ان کا انڈیکس یا اشاریہ ہے۔ یہ کوئی جامع انڈیکس نہیں بلکہ ان کتابوں کے پڑھنے کے دوران ہماری دانست کے مطابق جو نہایت ضروری نکات نظر آئے ہیں، ان کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔

اس انڈیکس کی تدوین میں ہماری یہ کوشش رہی ہے کہ بزرگوار کی کتابوں کو دقّت سے پڑھنے اور سمجھنے کے لئے ہمارے جن بہنوں اور بھائیوں کے پاس وقت کی قلّت ہو تو اس انڈیکس سے کم وقت میں آسانی کے ساتھ بہت سارے تاویلی مضامین کا احاطہ کر سکیں۔ اس حقیر کوشش میں میری شریکۂ حیات ڈاکٹر کریمہ جمعہ ہر مرحلے میں ساتھ ہی رہی ہیں، بلکہ حق بات تو یہ ہے کہ زیادہ تر مواد کا جمع کرنا انہی کی مرہونِ منّت ہے۔

اس کام کی الفبائی ترتیب اور املائی غلطیوں کی اصلاح میں ڈاکٹر بحر العلوم نے بھی ہماری خاطر خواہ مدد کی ہے۔ ہم ان کے جان و دل سے شکر گزار ہیں۔ اس کے باوجود اگر اس انڈیکس میں کوئی غلطی رہ گئی ہے تو اس کے ذمّہ دار ہم ہی ہیں، اور قارئین سے گزارش کی جاتی ہے کہ اگر ان کی نظر سے کوئی غلطی گزرے تو براہِ کرم ہمیں اطلاع دی جائے تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی اصلاح کی جا سکے۔

آخر میں مولائے کریم کے حضور میں عاجزانہ دُعا ہے کہ وہ ہماری اس حقیر کوشش کو اپنی بارگاہِ عالی میں قبول فرمائے! اور قارئین کو قرآنی تاویلات کو سمجھنے کا ایک ذریعہ بنادے! آمین! یا ربّ العالمین!!

مؤمنات و مؤمنین کی دُعاؤں کا محتاج

شمس الدین جمعہ

۲۶، اکتوبر ۲۰۱۷ء

ضروری قُرآنی حوالاجات پر مبنی تاویلی سبجیکٹ انڈیکس

☆

Quick Reference - Ta'wili Subject Index

☆☆☆

” علی اللہ جمیل تمام حوران و غلمان کو آخرکار اپنی ذاتِ پاک سے واصل کرتا ھے اور زندہ قرآن بنا لیتا ھے. کوئی چیز اس کے خلاف نہیں، مبارکباد! ہاں شکر واجب ھے، عشقِ مولا واجب ھے. علی اللہ ھمارا معشوق ھے، وہ ھمارا معبود ھے. وہ پاک ھمارا محبوبِ جان ھے، ھم اُس کے بغیر بے جان ھیں. ھم اُس کے بغیر نہ ھونے کے برابر ھیں. بہشتِ حقیقی وہی ھے. ھم اُس کے دیدارِ پاک کے بغیر بے قرار ھیں، جگر سوختہ ھیں. علی اللہ زندہ قرآن اور زندہ بہشت ھے. اُس کے نور کے بغیر ھم تاریک ھیں، اُس کے علم کے بغیر ھم جاہل اور نادان ھیں. سلطانِ اعظم علی اللہ اور سلمانِ اعظم علی اللہ زندہ قرآن اور زندہ بہشت ھیں.“ (RB ۵۵۲)

آتشِ سرد:

سورۂ انبیأ (۶۹:۲۱): ” **قُلۡنَا یٰنَارُ کُوۡنِیۡ بَرۡدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤی اِبۡرٰہِیۡمَ** “۔ علی اللہ تعالیٰ نے خانۂ حکمت کے لئے آتشِ سرد کا بہت بڑا معجزہ کیا. دیکھیں کتابِ جماعت خانہ، صفحہ ۱۰۸.

سوال: علی اللہ نے آگ کو بُجھانے کی بجائے کیوں ٹھنڈی کی؟

جواب: کیونکہ کسی چیز کے مزاج کو تبدیل کرنا بہت بڑا معجزہ ھے، چنانچہ اس میں اجسامِ

لطیف بنانے کا اشارہ ھے، جبکہ پریاں اور جنّات آتشِ سوزان سے نہیں جسمِ لطیف سے ھیں اور بجھائی ہوئی آگ سے ھیں۔ مَیں نے دیکھا یہ آتش جلنے والی نہیں تھی پانی کی طرح بہنے والی تھی، اور جب یہ جسم سے لپٹ گئی تو تکلیف بھی ہوئی اور بہت سے واقعات بھی گزر گئے.

- اس آیت کے مطابق روحانی قیامت کے دوران لشکرِ روحانی میں جو جنّات تھے اور ان میں جو آگ کا عنصر تھا وہ بُجھ گیا تھا جس کی بدولت وہ تمام جنّات جو لشکرِ روحانی میں تھے وہ فرشتے ھوگئے تھے. کیونکہ حضرتِ ابراھیمؑ کے لئے جو آتشِ سوزان جلائی گئی تھی وہ برداً یعنی ٹھنڈی ھوگئی تھی جس کے معنی جسمِ لطیف یا علی اللہ کی تجلّی کے ھیں، اور سلامتی بن گئی تھی کا مطلب یہ ھے کہ وہ بھشت کی سلامتی ھوگئی تھی اور جنّات فرشتوں میں تبدیل ھوگئے تھے. یہ ایک نئی تاویل ھے! اس سے "یاجوج و ماجوج لاؤ" کے ذکر میں مزید پاور پیدا ھوگیا ھے. آپ کو بہت بہت مبارک ھو!

- علی اللہ نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا اور دَورِ قیامت میں آتشِ سرد سے پیدا کیا اور عیسیٰؑ کو بھی اسی طرح دو مرحلوں میں پیدا کیا.

<u>آدم علیہ السّلام:</u>

سورۂ اعراف (۷: ۱۱)، تاویل: علی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ھے: ھم نے تم سب کو پیدا کیا، بعد ازاں تم سب کو رحمانی صورت عطا فرمائی پھر ھم نے فرشتوں سے کہا: آدم کے لئے سجدہ کرو، تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، اور وہ اس جمعیت اور وحدت سے الگ ھو گیا. یہ بندۂ درویش اس کا گواہ ھے، کیونکہ میرے مَولا نے مجھے نمونۂ آدم بھی بنایا اور جمعیتِ ملائکہ میں سے ایک فرد بھی. چنانچہ مَیں گواہی دیتا ھوں کہ میرے تمام عزیزان اس وحدتِ آدم میں آدم بھی تھے اور وحدتِ ملائکہ میں فرشتے بھی (RBLP–۱۵۹).

آرزوئے موت:

سورۂ بقرہ (۲:۹۴-۹۵) تاویل: علی اللہ پاک کا یہ ارشاد زمانۂ نبوت میں یہود و نصاریٰ سے ھے کہ اے اھلِ کتاب! اگر تم سمجھتے ہو کہ دارُ الآخرت = علی اللہ کی زندہ موروثی بھشت صرف اور صرف تمھارے لئے ھے تو تم موت کی تمنا کرو. پھر وہ علیم و حکیم اُن ظالموں کے ارادوں کے حوالے سے خود ہی ارشاد فرماتا ھے کہ وہ یہ تمنا نہیں کر سکیں گے.

اَلْحَمْدُلِلّٰہ، علی اللہ تبارک و تعالیٰ جو ھمارا روحانی باپ اور روحانی وکیل ھے، اُس کریمِ کارساز اور رحیمِ بندہ نواز نے بمقامِ تاشغورغان آرزوئے موت کے سلسلے میں اپنے ایک روحانی فرزند کی علامتی قربانی کی، پھر آگے چل کر ۱۹۵۱ میلادی میں اُسی علامتی قربانی کے فِدیے میں عملی قربانی کی اور اسی کے ساتھ اُس قادرِ مطلق نے تقریباً ستّر کھرب زندہ باغاتِ بھشت کی تاویل کو منظور فرما کر اس عالمی موروثی بھشت کو نفوسِ خانۂ حکمت اور اسماعیلی جماعت کے نام کر دیا. شکراً للہ وَالْحَمْدُ للہ!

آسمانوں کا لپیٹنا = خلافتوں کی تقسیم:

سورۂ زُمر (۳۹:۶۷) : "**وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ**" علی اللہ نے ۱۹۵۱ کی روحانی قیامت میں ساری زمین کو اپنے دستِ راست = دستِ باطن میں لیا ھے، اور آسمان کو الگ الگ خلافتوں (نورانی Royal محلات) کے لئے لپیٹ لپیٹ کر رکھا ھے، کیونکہ علی اللہ کا ھر خلیفہ زمین اور آسمان دونوں پر ھے.

سورۂ انبیأ (۲۱:۱۰۴) - روحانی قیامت میں آسمان کو ایسے لپیٹنا جیسے سِجِلّ = طومار میں اوراق لپیٹے جاتے ھیں.

آفاق وانفُس میں علی اللہ کی نشانیاں (Nature Study):

سورۂ حم سجدہ (۵۳:۴۱)، "ہم اُنہیں عنقریب اپنی نشانیاں آفاق و انفس میں دکھائینگے یہاں تک کہ وہ کہہ اٹھیں کہ علی اللہ برحق ھے".

سورہ ٔیوسف (۱۰۵:۱۲) ، " آسمانوں اور زمین میں بہت سی نشانیاں ھیں جن سے یہ منہ موڑے گزر جاتے ھیں".

سورۂ حج (۷۳:۲۲) ، یہاں مکھی کی مثال دی گئی ھے!

قانون: علی اللہ نے قرآن میں جن جانوروں کا ذکر کیا ھے ان میں بہت بڑی حکمت پنہان ھے.

آلِ ابراھیم علیه السَّلام: (RB۱۱۰۱)

سُورۂ نساء (۵۴:۴)، "**فَقَدْ آتَیْنَا آلَ إِبْرَاهِیْمَ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَآتَیْنَاهُم مُّلْکاً عَظِیْماً**" ۔

آپ ترجمۂ ظاھر کو غور سے پڑھیں.

نورانی = کشفی تاویل: قرآنِ حکیم میں جہاں جہاں آلِ داؤدؑ کا تذکرہ ھے ، وہاں وہاں حضرت داؤدؑ اور اور اُنکے فرزندِ پاک حضرت سلیمانؑ کے سنگم معجزات کا بیان ھے. بالکل اسی طرح آلِ ابراھیم میں حضرت ابراھیمؑ اور ان کے فرزندِ دلبند حضرت اسماعیلؑ کے یکجا معجزات کا اشارہ ھے. خصوصاً معجزۂ ذبحٍ عظیم (۱۰۲:۳۷ - ۱۰۷) جو بصورتِ خواب حضرت ابراھیمؑ کے لئے اور بیداری میں حضرت اسماعیلؑ کے لئے پیش آیا تھا.

اَلْحَمْدُلله، اسی پاک معجزے کا انعام خانہ ٔ حکمت کے ایک نمائندے پر مقامِ تاشغورغان بصورتِ خواب علامتی قربانی اور بعداً بمقامِ یارقند عملی قربانی کی صورت میں ھوا، اور پھر یہ انعام ۷۰ کھرب کے عنوان سے جملہ نفوسِ خانۂ حکمت کے نام ھو گیا.

الغرض علی اللہ پاک نے اپنی عجیب و غریب حکمت سے نفوسِ خانۂ حکمت کو آلِ ابراھیم کا پیوند لگایا اور مذکورہ آیہ ٔ شریفہ میں آلِ ابراھیم کے لئے آسمانی کتاب، حکمت، اور عظیم سلطنت کے جن انعامات کا اعلان ھے، اُن تمام کرامات کا رُخ نفوسِ پاکانِ خانۂ حکمت کی طرف کر دیا. آپ سب کو معجزات کا یہ طوفان مبارک ھو.

آلِ داؤد علیه السَّلام:

سورۂ سبا (۳۴:۱۳) : "اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ط وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ"

کشفی تاویل: علی الله فرماتا هے: اے آلِ داؤد! یعنی حضرتِ سلیمان جیسے ترقی یافته لوگ! تم شکر کرو، کیونکه حضرتِ سلیمان جیسے روحانی ترقی یافته بادشاه علی الله کی خداوندی میں بہت کم هیں. حضرتِ سلیمان هر لحاظ سے بادشاه تھا اور جِنّات اس کے لئے کام کرتے تھے. یه جِنّات بڑی بڑی روحیں هو سکتی هیں. یه جنّات تماثیل بناتے تھے یعنی اجسامِ لطیف بناتے تھے اور ایسی بڑی بڑی دیگیں تیار کرتے تھے جس میں پورے گاؤں کے لوگوں کے لئے کھانا هو، یه کلماتِ تامّات هیں جس میں بہت سارا علم هے. پس جن لوگوں کے پاس نعمت کی بڑی کثرت هے اُن پر شکر واجب هے، کیونکه ایسے لوگ بہت کم هیں.

- حضرتِ داؤد علی الله کا خلیفه تھا. حضرتِ سلیمان داؤد کا وارث تھا، علی الله نے ان کو عظیم ظاهری اور باطنی بادشاه بنا دیا تھا. انسان، جنّات، اور پرندوں پر مبنی لشکرِ ارواحِ روحانی کا کمانڈر ان چیف بنایا (۲۷:۱۷) ، اور ہوا پر پرواز کرنے والا معجزانه تخت عطا کیا (۲۱:۸۱). اسی مثال پر نُفوسِ خانۂ حکمت کو آلِ داؤد کا ٹائٹل عنایت فرمایا، پس هم خانۂ حکمت والوں پر شکر واجب هے.

- لفظِ "آل" اولاد کے لئے بھی آتا هے اور متعلقه کام کرنے والے لوگوں کو بھی آل کہتے هیں، کیونکه قرآنِ حکیم میں جہاں آلِ فرعون آیا هے، وہاں آل سے فرعون کی اولاد مراد نہیں بلکه فرعون کے لوگ مراد هیں. چنانچه یہاں آلِ داؤد جو قرآنِ پاک کی ایک اصطلاح هے اس سے مرادحضرتِ داؤد کی اولاد بھی هے اور وه تمام ساتھی بھی هیں جو گانے، بجانے، اور ناچنے کا کام کرتے هیں جس میں چھوٹے بڑے سب شامل هیں. پس اس آیت کا مطلب یه هے که حضرتِ داؤد کے لئے کام کرنے والے یعنی نغمے گانے والے، بانسری اور ستار وغیره جیسے ساز بجانے والے، رقص کرنے والے، یه سب آلِ داؤد هیں اور علی الله ان سب سے بہت راضی هے، اس لئے ان

پر شکر واجب ھے کیونکہ علی اللہ کے شکر گزار بندے بہت کم ھیں.

- بحوالۂ سورۂ سبا (۳۴:۱۳): **"اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكۡرًا ط"** اور سُورۂ نَمل (۲۷:۱۷): **"وَ حُشِرَ لِسُلَيۡمٰنَ جُنُوۡدُهٗ"** نورانی = کشفی تاویل: آلِ داؤد کے معنی ھیں حضرتِ داؤد کی کاپیاں، جو ایک بڑا درجہ ھے - آلِ داؤد سے علی اللہ کے وہ عاشقان مراد ھیں جن کو حضرتِ سلیمان کے برابر کا درجہ ملا ھو، اور بہت ممکن ھے کہ علی اللہ نے خانۂ حکمت کو یہ درجہ عنایت کیا ھو - اور یاد رھے کہ بحوالۂ سورۂ نمل حضرتِ سلیمانؑ پر قیامت برپا ھوئی تھی اور یاجوج و ماجوج اُس کا لشکرِ جرار تھا اور ھے پس نفوسِ خانۂ حکمت پر شکرگزاری واجب ھے، کیونکہ یہاں ظاھراً وَ باطناً حضرتِ سلیمانؑ جیسے درجہ والے دوستدارانِ علی اللہ ھیں- (RBLP - ۲۰۶)

آنکھوں کی ٹھنڈک:

- سورۂ فرقان (۲۵:۷۴) اور مومنین اپنے پروردگار علی اللہ کے حضور دُعا کرتے ھیں کہ یا علی اللہ! تُو ہمیں ھماری دنیوی بیویوں اور قریبی خاندان سے آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی لٹل اینجلز عطا فرمانا جن میں تیری نورانی تجلیات ھیں. اور بہشت میں ہمیں جو حوران عطا فرمائے گا اُن سے بھی اطفالِ نورانی اور اپنی تجلیات عطا فرمانا! اور ھم کو اھلِ حق کے لئے معلم بنانا! یہاں ازواج کے معنی دنیا کے لئے بھی ھیں اور آخرت کے لئے بھی ھیں، اسی لئے دُعا کی گئی کہ ظاہری بیویوں اور بہشت کی حوران سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرمانا! (RB LP – ۲۱۸)

- قُرَّةَ اَعۡيُنٍ:

سورۂ فرقان (۲۵:۷۴): **"وَالَّذِيۡنَ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعۡيُنٍ وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِيۡنَ اِمَامًا"**

اور جو لوگ بطورِ دُعا عرض کرتے ھیں "اے ہمارے پروردگار علی اللہ! ہم کو ھماری اَزواج

اور ہمارے قریبی رشتہ داروں سے قُرَّۃُاَعْیُن = آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما! یعنی پیاری پیاری اولاد عنایت فرما جن کی آنکھوں میں علی اللہ کا شاہ دیدار ہو یعنی ان سے ہم کو سرداری عطا فرما! اور ہم کو امام جیسا درجہ (امام کی تجلّی) عطا فرما! یعنی ہم کو روحانی علم اور روحانی قوّت عطا فرما تاکہ ہم اس جمعیت کو علم دے سکیں جس طرح امام علم دیتا ھے، اور یہ جمعیت ہماری اولاد کی طرح ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوجائے۔ ان کو علی اللہ بالاخانوں کی بھشت کا صلہ عطا فرماتا ھے۔ بھشت کے اوپر کا طبقہ بالاخانہ ھے۔ یہ بھشت طبق در طبق اور درجات در درجات ہوتی ھے۔ سورۂ طلاق (۶۵: ۱۲) میں سات آسمان اور سات زمین کا ذکر ھے اگر پرکار کی مدد سے اس کا نقشہ بنایا جائے، تو پہلے سات وسیع دائرے ہوں اور اس کے اندر سات چھوٹے دائرے بنائے جائیں، تو گویا یہ چودہ طبق ہوں گے، جبکہ آسمانِ ہشتم کُرسی ، اور آسمان نہم عرش ہوگا۔

- دورِ ستر میں یہ پاک دُعا صرف اَئمّہ اطہار کے لئے مختص تھی، مگر آج دورِ قیامت کے اس آخری وقت میں یہ علمی تحفہ تمام مخلص مومنین کو عطا ہوا ھے۔ (RB ۱۰۰۸، عارفوں کی ایک خصوصی دعا)۔

آنکھیں اسکو پا نہیں سکتیں مگر وہ آنکھوں کو پا لیتا ھے:

سورۂ انعام (۶: ۱۰۳): علی اللہ کا نور بہشت میں بے شُمار حوران و غلمان کی آنکھوں کا نور بن کر دیدار دکھا سکتا ھے، اور وہ بڑا باریک بین و خبردار ھے اور اگر ظاھری سورج دنیا سے ختم بھی ہو جائے تو علی اللہ کا نور ایک نئے سورج کو پیدا کرئے گا، کیونکہ قرآن میں ایک اھم اصطلاح "خلقِ جدید" ھے(۱۴: ۱۹)، جس کے تحت کسی انسان کو از سرِ نو بنانا اور سورج کو بھی از سرِ نو بنانا ممکن ھے۔

آیاتِ استخلاف (وعدۂ خلافت)[چند نمُونے]:

سورۂ نور (۲۴:۵۵) حوضِ کوثر کے تمام حوران و غلمان جو آدم و حوّا کے جوڑے ھیں

سورۂ زُخرُف (۴۳:۶۰) اُن سب کو علی اللہ زمین پر خلافتیں عطا کرنے والا ھے

سورۂ اَنعام (۶:۱۶۵-۱۶۶)

سورۂ سَبَاء (۳۴:۱۳)

سورۂ انبیاءٔ (۲۱:۱۰۵) علی اللہ نے تمام خانۂ حکمت کے اولیاء کے نامۂ اعمال کو زبور کے نام سے لکھا ھے، اس کی حکمت یہ ھے کہ ھر جشن نامۂ اعمال کا حصّہ ھے، ساتھ ہی یہ ارشاد بھی ھے کہ زمین کی خلافت انہی نیک بندوں کے لئے عطا ھوگی، الحمدُللہ!

آیاتِ تسخیر[چند نمُونے]:

سورۂ لُقمان (۳۱:۲۰): "**اَلَمۡ تَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَلَکُمۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ وَاَسۡبَغَ عَلَیۡکُمۡ نِعَمَہٗ ظَاھِرَۃً وَّ بَاطِنَۃً ط**"۔

سورۂ لقمان (۳۱: ۲۰) – تاویل: آسمان و زمین کی ہر چیز تمہارے لئے مُسخَّر ھے اور علی اللہ نے اس کو تمھارے کام میں لگایا ھوا ھے.

تاویل: یہ خطاب تمام حوران و غلمانِ خانۂ حکمت اور اسماعیلی جماعت سے ھے، کیونکہ اس ایک آیۂ تسخیر میں تمام مطالب اور تمام مقاصد کی یکجائی ھے، مثال کے طور پر عرشِ وحدت اور یک حقیقت اسی میں ھے، بھشتِ وحدت اسی میں ھے، ایک کھرب زندہ باغاتِ بھشت اسی میں ھے، اور جتنی آیاتِ تسخیرات ھیں وہ سب بھی اسی ایک آیت میں جمع ھیں مثلاً سورۂ ابراھیم (۱۴:۳۳)، یعنی دینی سورج اور دینی چاند = سلمانِ اعظم علی اللہ اور سلطانِ اعظم علی اللہ بھی اسی وحدت میں ھیں.

- اس اعتبار سے یو-ایف-اوز بھی مسخّر ھیں کیونکہ وہ آسمان میں ھیں.

- ھم سورۂ لقمان کی آیت (۳۱: ۲۰) کو سورۂ ابراھیم کی آیت (۱۴: ۳۴) کے ساتھ ملا کر دعائیہ طور پر اس طرح پڑھتے ھیں: **"اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً - وَاٰتٰكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا"** تاویلی ترجمہ: علی اللہ نے تمھارے لئے نورانی یعنی دینی شمس و قمر کو مُسخّر کر دیا ھے جو دونوں ہمیشہ گردش کرنے والے ھیں، ساتھ ہی اس نے تمھارے لئے تمام ظاھری اور باطنی نعمتوں (اوردورِ ستر اور دورِ کشف) کو بھی مُسخّر کر دیا. اور جو کُچھ تُم نے مانگا وہ سب تم کو عطا کر دیا، اگر تم علی اللہ کی نعمتوں کو شُمار کرنا چاھو تو شُمار نہیں کر سکوگے.

- علی اللہ نے اپنے اولیاء کے لئے دنیا اور آخرت میں بے شُمار نعمتیں عطا کر دی ھیں کہ اُن کا شُمار نہیں ھو سکتا ھے. علی اللہ کی اس پاک تعلیم میں ھر مایوسی کا خاتمہ ھے. میں رات کو سوتے وقت اکثر کوشش کرتا ھوں کہ اس کو پڑھوں، یہ میرا وظیفہ ھے.

- اس کے علاوہ سورۂ ابراھیم (۱۴: ۳۳) میں ھے: **"وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ"**. سلطانِ اعظم علی اللہ اور سلمانِ اعظم علی اللہ نے اپنے نور کو حوران و غلمانِ خانۂ حکمت کے کام میں لگا دیا ھے. دَآئِبَیْنِ کے معنی ھیں دونوں ہمیشہ گردش کرتے ھیں، اس گردش میں نئی بات یہ ھے کہ یہ گردش گولائی میں ھے، جس میں آسمان اور زمین دونوں آتے ھیں اور ایک گول سفر ھو جاتا ھے، پھر آسمان پر الگ چڑھنے کا سوال ختم ھو جاتا ھے. پس اس کے یہ معنی ھوئے کہ آپ اور ھم سلطانِ اعظم علی اللہ اور سلمانِ اعظم علی اللہ کی وحدت کے اندر رہ کر گردش کرتے ھیں.

- سورۂ قمر (۵۴: ۵۵) - **عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ** (شاھنشاں کی وحدت میں ایک ھیں)

- اگر ہم جامۂ جنّت = نورانی بدن سے کام لینا چاہتے ہیں تو ہمیں علی اللہ کے عظیم احسانات کی شکرگزاری کے طور پر سختی سے تضرع کے ساتھ گریہ وزاری کرنی چاہئے۔

(اِلٰہی سائنس کا ایک خصوصی نمونہ)

- سورۂ زُخرف (۴۳: ۶۰) ترجمہ: مومنو! اگر ہم چاہیں تو تم میں سے فرشتے بنا سکتے ہیں جو زمین پر خلافت کریں گے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اچھے لوگوں کو خداوندِ برحق بشریت سے ترقی دے کر فرشتے بنا سکتا ہے اور فرشتوں کو خلیفے بنا سکتا ہے۔ یہ دو ترقیاں ہیں۔ ہر چند کہ کوئی اور مرتبہ سمجھنا مشکل ہے مگر فرشتہ چونکہ انسان سے ایک درجہ اوپر ہے، لہٰذا یہ سمجھنا آسان ہے کہ علی اللہ مریدوں کو یعنی حوران و غلمان کو فرشتہ بنا سکتا ہے اور فرشتہ بنانے کے بعد دنیا کے بہت سے ممالک میں خلیفہ اور بادشاہ بناتا ہے۔

- حضرتِ آدمؑ خلیفۃ اللہ پہلے بشر تھے لیکن خداوندِ عالم نے اُن کو بشر سے خلیفہ بنایا تھا پس وہ اپنے وقت میں خلیفہ بھی تھے اور بادشاہ بھی۔ حضرتِ داؤدؑ بھی خلیفہ تھے اور بادشاہ بھی۔ اسی طرح ہر پیغمبر اور ہر امام فرشتہ بھی ہے، خلیفہ بھی ہے اور بادشاہ بھی۔

- روئے زمین پر خلیفہ ہونے کا بڑا دلچسپ مضمون سورۂ نور (۲۴: ۵۵) میں ہے جس کا تاویلی مفہوم ہے کہ تم لوگوں سے ڈرتے تھے، تمہارے دل سے ڈر کو نکالنے کے لئے ہم تم کو خلیفہ بنائیں گے۔ مزید بران سورۂ انبیأ کے آخر (۲۱: ۱۰۵) میں علی اللہ ارشاد فرماتا ہے: ہم زبور کے مطابق کچھ لوگوں کو خلافت عطا کریں گے اور یہ زبور میں لکھا ہوا ہے۔ پس کسی نیک بندے کا فرشتہ ہونا اور فرشتے سے خلیفہ ہونا علی اللہ کا وعدہ ہے۔

(وعدۂ خلافت ۲۷ مئی ۲۰۱۶ء)

آیاتِ سماوات [چند نمُونے]:

- سورۂ رعد (۱۳ : ۲) ترجمہ :ہم نے آسمان کو غیر مرئی ستونوں پر قائم کیا! تاویل: کیونکہ "**اللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض**" (۲۴ :۳۵) میں علی اللہ نور ہے *لہٰذا* علی اللہ کے نورِ باطن اور اُس کی قدرت سے آسمان اور زمین قائم ہیں.

آیۂ نور ایک کلّیہ ہے، چنانچہ علی اللہ *جہاں* بھی نور ہے اور جس چیز کا بھی نور ہے وہ چیز علی اللہ کے نور سے قائم ہے، چاہے وہ آسمان ہو یا زمین.

- سورۂ ذٰریٰت (۵۱: ۲۲): "**وَ فِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْن**"

ترجمہ: آسمان میں تمہارا رزق ہے اور ہر وہ نعمت ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے

تاویل: رزق ظاہری بھی ہے اور باطنی بھی. باطنی رزق = علی اللہ کے بے پایان علم و حکمت اور نور سے بننے والی تمام چیزیں ہیں جس میں روحانی خوشبوؤں کی صورت میں لطیف غذائیں شامل ہیں. اور وہ چیزیں جن کا وعدہ کیا گیا ہے اس سے مراد *بہشت* کی تمام نعمتیں ہیں مثلاً دیدارِ *الٰہی*، عظیم خلافت وسلطنت، نورانی شادی، نورانی اولاد درحالیکہ علی اللہ کے عاشقوں کے لئے آسمان میں *بہشت* کی *ہر* نعمت ہے.

- سورۂ ذٰریٰت (۵۱ : ۴۷–۴۸) – علی اللہ نے آسمان بنایا جس کو وہ کُشادہ کریگا.

تاویل ۱: آسمان کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے. جس طرح قرآن کا ایک ظاہر *اور ستّر* بواطن ہوسکتے ہیں اسی طرح آسمان کے بھی ستّر بواطن ہوسکتے ہیں! علی اللہ چاہے تو باطنی آسمان بے شُمار ہوسکتے ہیں. اسی طرح زمین کا بھی ایک ظاہر اور ایک باطن ہے اور باطن در باطن ہیں. القابض اور الباسط کے قانون کے مطابق علی اللہ کسی چیز کو کشادہ بھی کر سکتا ہے اور فولڈ (fold) بھی کر سکتا ہے!

تاویل ۲– آسمان کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن، پس آسمان کی توسیع کی تاویل باطن کا

انکشاف ھے. علی اللہ آسمانِ باطن کا زندہ نور اور زندہ بہشت ھے، اسی میں حوران و غلمان ھیں. ظاھری آسمان کھال کی مثال ھے (۸۱: ۱۱). اب معلوم ھواکہ حوران و غلمان آسمانِ باطن میں مثلِ قائم، زندہ قرآن، اور زندہ بہشت ھیں.

تاویل۳: تاشغورغان کے نورانی خواب میں علامتی قربانی کا معجزہ حق ھے، جس میں سر دیوار سے آویزان تھا اور دھڑ = جسم زمین پر پڑا تھا، اور کمپیوٹر ریسرچ کے مطابق معلوم ھوا کہ سر میں تقریباً ایک کھرب نیورونز ھیں پس مومنِ سالک کا سر جو عالمِ شخصی کا روحانی آسمان ھے اور دماغ کے ہر سیل = نیورون کو اگر ایک نورانی بہشت سمجھا جائے تو ایک بہت بڑی تعداد بنتی ھے، پس ھمارا گمان ھے کہ علی اللہ ھمارے آباؤاجداد اور جملہ احباب، جو تعداد میں بہت زیادہ ھیں، کو ایک ایک نورانی بہشت عطا کرے گا. یہ ھوا آسمان کو وسعت دینا.

- دیکھیں عبدُالاحد ولی کا اشارہ جانبِ آسمان بحوالۂ کتابِ جماعت خانہ ص ۱۱۷ اور کتابِ لعل و گوھر ص ۳۲-۳۳ پس علی اللہ نے آسمان کی زندہ بہشت میں بے شُمار باغاتِ بہشت بنائے ھیں، یعنی بے شُمار حوران و غلمان کے لئے عظیم خلافتیں اور سلطنتِ سُلیمانی کا انعام ھے.

- آیۂ ملیک (۵۴: ۵۴-۵۵) کے مُطابق خانۂ حکمت کے تمام حوران و غلمان زندہ عالمی بہشت بھی ھیں اور کائناتی بہشت کی خلافتوں کے مالک بھی.

- سورۂ شوریٰ (۴۲: ۲۹)؛ سورۂ بقرہ (۲: ۱۶۴) - آسمانوں اور زمین میں (لطیف) جانوروں کا پھیلانا اور علی اللہ جب چاھے ان کو جمع کرنے پر قادر ھے. یہ عالمِ نورانی = لطیف ھے، اس میں تمام مخلوقات لطیف ھیں جیسے یو- ایف- اوز = خلائی مخلوق = حورانِ بہشت. یہاں زمین کے چلنے والے جاندار سے لشکرِ یاجوج وَ ماجوج مراد ھیں جو کُلّ کائنات میں پھیلے ھوئے ھیں.

❁ سورۂ فرقان (۲۵: ۶۱) آسمان میں بُرُوج = محلات ھیں: لامکانی بہشت روح میں ھے،مکانی بہشت ہمیشہ آسمان میں ھوتی ھے. تاویل: بڑا بابرکت ھے وہ علی اللہ جس نے تمام آسمان میں نورانی بنگلوز بنائے، یعنی تمام جماعت خانوں کو بھی، اچھے مومنین کے گھروں کو بھی اور عاشقانِ علی اللہ کو بھی بروج = نورانی بنگلوز بنایا ھے. الغرض تمام آسمان میں زندہ نورانی بہشت کے بنگلے ھیں اور ان بنگلوز میں سلطانِ اعظم علی اللہ اور سلمانِ اعظم علی اللہ کی تجلّیات بھی ھیں. (RBLP - ۱۵۷)

❁ سورۂ بروج (۸۵: ۱) : "وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ" محلات والے آسمان کی قسم! اس سے معلوم ھوتا ھے کہ نورانی یعنی باطنی آسمان میں بہت سے زندہ نورانی بہشت کے بنگلے ھیں، ھر بنگلے میں یا ھر محل میں علی اللہ شاھنشاہِ دو جہان اور بہت سے غلمان و حوران علی ا للہ کی تجلیات میں ھیں، یہ سب اپنے اپنے عالم میں علی اللہ کی تجلّی اور زندہ بہشت ھیں، ان کے ٹائٹلز آلِ داؤد، نورانی بدن اور تختِ سلیمان ھیں. یہ بے حد وسیع آسمان میں جہاں جانا چاھیں جا سکتے ھیں، کیونکہ ان کا عالمِ بہشت بڑا وسیع ھے.

❁ سورۂ دُخان (۴۴: ۲۹) آسمان و زمین کا رونا! تاویل: اگر علی اللہ چاہے تو نفوسِ خانۂ حکمت کی گریہ و زاری کی کمی کے عِوض آسمان و زمین کو رُلا سکتا ھے، اور یہ انتہائی عظیم حکمت علی اللہ کی انوار افشانی کی مثال میں ھو سکتی ھے.

❁ سورۂ اعراف (۷: ۴۰) – تاویل: پہلے آسمان کے دروازے ھیں، پھر زندہ بہشت کے ابواب ھیں. یہ بہشت میں داخل ھونے کا حوالہ ھے. آپ شُکر گزاری کے ساتھ علی اللہ کے اس قانون کو بار بار پڑھیں. جن لوگوں نے آیات یعنی امامانِ آلِ محمّد کو جھٹلایا اور تکبر کیا ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائینگے اور ان کو بہشت میں داخل نہ کیا جائیگا، یہ بات ان کے لئے ایسی ناممکن ھے جیسے سوئی کے ناکے سے اونٹ کا گزر جانا. یہ آیت اُن کلیات میں سے ھے

جس سے پتا چلتا ہے کہ بھشت کے دروازے ھیں، اور یہ بھی معلوم ھو جاتا ہے کہ آسمان کے دروازے ھیں. اور ان دروازوں سے گزر جانا ممکن بھی ھے اور نا ممکن بھی. اس ممکن اور ناممکن کا دارومدار فقط امام شناسی اور قائم شناسی پر ھے. (RBLP - ۲ ۱ ۷)

- پاک رسول اور جانشین زندہ نورانی قرآن اور پاک امامان آیات ھیں، امامان سے انکار آیاتِ قرآن سے انکار ھے. آج قرآن ہی کی روشنی میں ھم علی اللہ کہتے ھیں. علی اللہ ھمارے لئے زندہ بہشت ھے. ھمارے لئے آسمان اور بہشت کے دروازے کُشادہ ھیں.

- سورۂ طٰہٰ (۲۰ : ۴): علی اللہ نے زمین کے مقابلے میں آسمان کو "اَلسَّمٰوٰتُ الْعُلٰی" کہا

- سورۂ مومنون (۲۳ : ۱۷): " وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ" یہ سات آسمان = سات راستے روحانی ترقی کے لئے ھیں، یعنی روحانی ترقی سات آسمانوں میں ھے. طرائق طریقہ کی جمع ھے، اس میں پاپیدل چلنے کی بات نہیں بلکہ یہاں پرواز کا تصور ھے، لہٰذا ھم یہ کہہ سکتے ھیں کہ حورانِ پُرنور کی پرواز سات آسمانوں میں ھے.

- سورۂ طلاق (۶۵ : ۱۲) – تاویل ۱ :علی اللہ تعالٰی نے اپنے پاک نور سے سات آسمان اور سات زمین بنا لیا اور ان سب کو اپنی کرسی میں سمو لیا (۲ : ۲۵۵) اور عرش کو کرسی کے اوپر رکھا، پس چودہ طبقات ھوئے یا چودہ نورانی عوالم ھوئے.

تاویل ۲ : علی اللہ جو زندہ نور اور زندہ بہشت ھے، اُس نے اپنی تمام صِفات میں سات آسمانوں اور سات زمین کو نورانیت میں پیدا کیا، تاکہ اُس کے عاشقان اور عارفان یعنی حوران و غلمان سات زمین کی معرفت سے شروع کرکے سات آسمانوں اور عرشِ وحدت تک جائیں، اور اس کے ساتھ علی اللہ کی معرفت اور علم کا احاطہ تمام ھو جائے. یہ اُسکی انتہائی

رحمت ھے.

تاویل۳: علی اللہ سات آسمانوں اور سات زمینوں کا نور ھے، جہاں علی ا للہ کا نور ھے وہاں اسماعیلی جماعت کے لئے زندہ نورانی بہشت ھے. یہی زندہ بہشت دنیا کے تمام پہاڑوں اور پرندوں میں بھی ھے.

❁ سورۂ رحمان (۵۵:۳۳)- اے گروہِ جنّ و اِنس! اگر تم سے ھو سکتا ھے که نکل جاؤ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے، مگر تم نہیں نکل سکتے اِلّا بِسُلْطَان = سوائے غلبۂ قیامت کے یا نورِ قائم سے، کیونکه علی اللہ کے ظہورِ نور سے ھر مشکل کام ممکن ھے. لفظِ سُلطان تاویلی لفظ ھے، اس میں سلطانِ اعظم بھی ھیں اور سلمانِ اعظم بھی. سائنسدان دوسرے سیاروں کی تحقیق کرنا چاھتے ھیں اور اُن کے لئے کئی رُکاوٹیں ھیں، مگر جب علی اللہ کا نور طلوع ہوگا تو وہ تمام آسمانوں اور زمین پر طلوع ھوگا اور ہرمسئله ختم ھو جائے گا.

❁ سورۂ حجر (۱۵:۱۴-۱۵) – میں فرمایا گیا ھے که اگر اُن کے لئے آسمان کا ایک دروازہ کھول دیا جائے تو وہ اسمیں چلنا شروع کریں گے اور کہیں گے کہ ھم پر جادو کیا گیا ھے. اس آیت میں درجِ ذیل حکمتوں کی امکانیت ھے: ۱. آسمان کے معجزات ممکن ھیں ۲. آسمان پر چڑھنے کا کوئی باطنی انتظام ھے، یعنی الٰہی سائنس کے تحت نورانی پرواز کی پیش گوئی ھے. ۳. اھلِ کفار جو خداوندِ قیامت اور معجزاتِ قیامت پر ایمان نہیں لاتے وہ ان آسمانی معجزات کو عادت نه ھونے کی بناء پر برداشت نہیں کر سکیں گے اور اپنی لا علمی میں ان کو جادو کہیں گے. ۴. اس کے برعکس عارفانِ با یقین جو قائم شناس ھیں وہ عادت ھونے کی بناء پر ان معجزات کو برداشت کر سکیں گے.

❁ سورۂ انبیاء (۲۱:۳۰) کیا وہ کافر لوگ نہیں دیکھتے ھیں کہ آسمان و زمین با ہم ملے

ھوئے تھے اور ھم نے دونوں کو جدا کیا. "رتق و فتق" یه ایک اصطلاح ھے اور تصوف میں کافی مشہور ھے، وہ اس سے ظاھری اور مادّی آسمان و زمین مراد لیتے ھیں جبکه ھمارے نزدیک اس کی کشفی تاویل یه ھے که بحوالۂ سورۂ نسآء (۴: ۱) جب حوّا نہیں تھی تو آدم میں تمام روحیں جمع تھیں، یه گویا آسمان اور زمین ملے ھوئے ھونے کی مثال ھے. پھر جب حوّا پیدا کی گئی تو ان دونوں سے کُلّ نفوس یعنی بہت سے رجال و خواتین پیدا کئے گئے، یه آسمان اور زمین کو جدا کرنے کی مثال ھے.

- سورۂ بروج (۸۵: ۱): "**وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ**" محلات والے آسمان کی قسم! اور
سورۂ ذارِیٰت (۵۱: ۷): "**وَالسَّمآ ذَاتِ الْحُبُکِ**" = راھوں والا آسمان!
مذکورہ بالا آیات میں بُرُوج والے اور حُبُک والے آسمان کی قسم کھائی گئی ھے. بُرُوج کی تاویل نورانی بنگلے اور باغاتِ بھشت ھیں اور حُبُک سے مراد وہ راستے ھیں جو زمین سے آسمان کی طرف پرواز کے لئے بھی جاتے ھیں اور خود آسمان میں بھی ایک نورانی بنگلے سے دوسرے نورانی بنگلے تک جانے کے لئے بے شُمار راستے ھیں. ان دونوں مقامات پر قسم کھانے کا مقصد عاشقانِ علی اللہ کو یقین دلانا ھے که آسمان میں جگه جگه نورانی بنگلوز ھیں اور زمین سے آسمان کی طرف پرواز کے راستے ھیں تاکه وہ اس خدائی سائنس پر باور کریں اور علم و عمل سے کوشش کریں. (RB ۹۹۹)

- جس طرح دنیا کے کسی شہر و قصبے میں ایک مقام سے دوسرے مقام تک جانے کے لئے راستے اور گلیاں ھوتی ھیں، اسی طرح آسمان میں نورانی بنگلوز ھیں اور اُن کے درمیان راستے ھیں. علاوہ بران زمین سے آسمان پر جانے کے لئے بھی راستے ھیں، اور ھونزا سے امریکه کے درمیان جو سونے کا پُل بنایا گیا ھے اس کی تاویل بھی یہی ھے. جس طرح علی اللہ نے پاک جماعت خانوں اور اھلِ جماعت خانه کو ترقی دے کر زمین سے آسمان پر اُٹھا لیا ھے، عین ممکن ھے که ھونزا و

امریکہ کے خصوصی مقامات، محلّات، اور افراد کو بھی آسمان کی طرف بلند کر دیا ہو، جبکہ ایک کھرب زندہ باغاتِ بہشت کا وعدہ ھے. یہ ایک روحانی معاملہ ھے جس میں تمام حوران وغلمان، نورانی لٹل اینجلز، اورگزشتہ آباء واجداد کے لئے بڑی گنجائش ھے، کیونکہ نورانی آسمان ظاھری آسمان سے کہیں زیادہ وسعت والا ھے اور وہاں تجلّیات و ظہورات کا قانون چلتا ھے. پس علی اللہ نے آسمان کو اپنے نورانی معجزات کا آئینہ بنایا ھے. (RB ۱۹ ے)

- سورۂ اعراف (۷:۴۰) – تاویل: پہلے آسمان کے دروازے ھیں، پھر زندہ بہشت کے ابواب ھیں۔ یہ بہشت میں داخل ہونے کا حوالہ ھے. آپ شُکرگزاری کے ساتھ علی اللہ کے اس قانون کو بار بار پڑھیں. علی اللہ کے عاشقوں کے لئے آسمان میں بھشت کی ہر نعمت ھے (۵۱:۲۲). علی اللہ سات آسمانوں اور سات زمینوں کا نور ھے. جہاں علی اللہ کا نور ھے وہاں اسماعیلی جماعت کے لئے زندہ نورانی بھشت ھے. یہی زندہ بھشت دنیا کے تمام پہاڑوں اور پرندوں میں بھی ھے۔ (RB ۱۰۴ ے)

- سورۂ انبیأ (۲۱:۳۰) تاویل: یہاں آسمان کو اور زمین کو جدا کرنے سے مراد یہ ھے کہ زمین کا ایک حصہ آسمان ہوگیا اور آسمان کا ایک حصہ زمین ہو گیا، اس اعتبار سے زمین پر جتنے پاک جماعت خانے تھے اور مومنین کے جتنے ذاتی گھر تھے ،جن کا نام سلطان محل اور سلمان محل تھا، اور خود مومنین، سب خود بخود آسمان پر چلے گئے. جیسا کہ سورۂ ابراھیم میں ارشاد ھے (۱۴:۴۸)، جس دن زمین غیر زمین میں تبدیل ہوجائے گی یعنی آسمان ہو جائے اور آسمان زمین میں بدل جائے گا اور اُسوقت دوستانِ علی اللہ کو کُھلّم کھلا دیدار ہوگا. (RBLP - ۴۲ ے۴)

- اب آسمان پر علی اللہ کے مُعجزات ہونے والے ھیں! آسمان میں نورانی بہشت کے عوالم ھیں اور نورانی بنگلوز ھیں، نورانی باغات ھیں، نورانی حوران و غلمان ھیں، نورانی سلاطین اور ان کی سلطنتیں ھیں، علی اللہ کی بے شُمار تجلّیات ھیں، علی اللہ کی بے شُمار خلافتیں ھیں، بے شُمار

فرشتے ھیں، بہشت اور بہشت کی ھر نعمت نورانی شکل میں موجود ھے! شکراً لِلّٰہ وَالْحَمْدُ لِلّٰہ!

ابداعی تولید:

سورۂ اعراف (۷: ۱۸۹–۱۹۱)

کشفی تاویل: علی اللہ وہ ھے جس نے تم کو نفسِ واحدہ یعنی حوّا کے بغیر آدم سے پیدا کیا. بعد ازان حوّا کو بنایا تاکہ اُس کی طرف سے سکون ھو. جب اِس نے اُس کو ڈھانپ لیا تو اُس میں حمل ٹھہرا، **حَمْلًا خَفِیْفًا** = ہلکا حمل. اسی کے ساتھ وہ چلتی رہی اور جب اُس کا بوجھ بھاری ھوگیا تو اِن دونوں نے اپنے ربّ سے دعا کی کہ اگر آپ ہمیں صالح اولاد عطا کریں تو ھم شکر گزار رہیں گے. اور جب علی اللہ نے ان دونوں کو صالح اولاد عطا کی تو انہوں نے علی اللہ کے ساتھ اس کو شریک ٹھہرایا۔ یہ بظاھر شرک و شرکت ھے مگر حقیقت میں وحدت ھے. یہاں **اَثْقَلَتْ** میں ایک سے زیادہ بچّے ھونے کا اشارہ ھے، کیونکہ ھر بچّہ شکمِ مادر میں بھاری نہیں ھوتا. یہاں بھاری لگنے کا اشارہ یہ ھے کہ اس میں ایک سے زیادہ بچّے تھے جو علی اللہ کے فرمان کے مطابق ابداعی تولید کے بچّے تھے. پاک صورت سے معلوم ھوا کہ وہ سلطانِ اعظم، سلمانِ اعظم، مولانا حاضر امام، اور خانۂ حکمت کا نمائندہ تھا. یہ دورِ قیامت کا معجزہ ھے. بحوالۂ آیت لوگوں نے اس کو شرک ٹھہرایا، حالانکہ وہ شرک نہیں وحدت ھے، کیونکہ شرک اور وحدت بظاھر ایک جیسی لگتی ھے، مگر بباطن دونوں الگ الگ ھے. شرک، شرک ھے اور وحدت وحدت. شرک علی اللہ کی معرفت کے بغیر ھے اور وحدت علی اللہ کا انعام بھی ھے اور معجزہ بھی. پس نورانی مشاھدات میں جن چار بچوں کا ایک ساتھ جنم ھوا ان کی وحدت تھی کیونکہ وہ ایک ہی علی اللہ کی تجلّیات تھے. اور علی اللہ نے اس جنم کو ابداعی جنم کا نام دیا. اسی بات کے ثبوت میں ایک اور قرآنی حوالہ **یُخْلُقُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ**. علی اللہ جو چاھے وہ پیدا کرتا ھے. پس سورۂ اعراف میں لفظِ شریک وحدت کے معنی میں ھے. (RBLP - ۲۹، ۷۲۲۷)

قانونِ وحدت کا قرآنی ثبوت **مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ** (۶۷: ۳) میں ھے، کہ رحمان جو خود علی اللہ

تعالیٰ ھے اُس کی تخلیق میں کوئی فرق و تفاوت نہیں۔پس علی اللہ جب نورانی تالاب میں حورانِ گوھر زا پر انوار افشانی فرماتا ھے تو اس سے علی اللہ کی تجلّیات کا جنم ھوتا ھے. چنانچہ آدم جب خود بھی علی اللہ کی تجلّی تھا اور اُس کی حوّا بھی علی اللہ کی تجلّی تھی، تو چالیس اولاد میں شرک نہیں وحدت تھی، کیونکه وہ چالیس اولاد دراصل علی اللہ کی اولاد تھیں.

ابراھیم علیه السَّلام:

سورۂ نحل (۱۶ : ۱۲۰):" **اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا**" تاویل: یقیناً حضرتِ ابراھیم خلیلُ اللہ مُوَّحِدِ اعظم ظاھراً ایک فرد اور باطناً ایک عالمِ شخصی اور ایک اُمّت کا درجه رکھتے تھے.
(RB ۱۰۳۴)

- تاویل: یہاں شخصِ واحد یعنی حضرتِ ابراھیمؑ کے لئے **اُمَّةً قَانِتًا** = فرمانبردار اُمّت آیا ھے. ایک شخص کو اُمت کہا گیا ھے. جب اُمت کہا تو اس میں حضرتِ ابراھیمؑ کی اولاد یعنی حضرتِ اسماعیل اور حضرتِ اسحاق علیهما السلام بھی آگئے اور یه سلسله رسول اللہ تک پہنچا۔ جیسا که رسولِ اکرم صلعم سے منقول ھے : مَیں اپنے جدِّ اعلیٰ حضرت ابراھیم علیه السلام کی دعا کا ثمرہ ھوں.“ (بحوالۂ دعائم الاسلام اردو، حصه اول، ص ۶۹). چنانچه یہی سلسله آنحضرت صلعم سے ھوتے ھوئے پاک اماموں تک آگیا. حتیٰ که بمقامِ تاشغورغان اس بندۂ درویش کی جو علامتی قربانی ھوئی وہ بھی اس میں آگئی جس کو ھم نے علی اللہ کی توفیق سے ایک کھرب زندہ باغاتِ بھشت کا نام دیا.

- سورۂ حجّ (۲۲ : ۲۶) تاویل: اور جب ھم نے ابراھیمؑ کو خانۂ کعبه کا قائم مقام = خدا کا زندہ گھر بنایا. خدا کا زندہ گھر بنانے سے شرک نہیں ھوتا کیونکه خدا کا زندہ گھر اُسی کی طرح پاک ھوتا ھے : طواف کرنے والوں، قائم رھنے والوں، رکوع کرنے والوں اور سجود کرنے والوں

کے لئے. اس کی قابلِ فہم مثال زمانۂ یارقند سے ہے کہ جہاں عزیز محمد خان کا تعمیر کردہ پاک جماعت خانہ زندہ و گویندہ ہو گیا تھا. (RB ۱۰۶۴)

بحوالۂ سُورۂ حجّ (۲۲:۲۶): "وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَيْئاً"

نورانی = کشفی تاویل: اور جب ہم نے ابراہیم کو خانۂ کعبہ کا قائم مقام بنا دیا، کیونکہ اس کے بغیر ایک بے جان گھر کو خدا کا گھر کہنا شرک ہوتا تھا. جب خداوند تبارک و تعالیٰ حیّ و زندہ ہے تو اُس کے گھر کو بھی زندہ ہونا چاہئے، لہٰذا خداوند نے حضرت ابراہیمؑ کو خانۂ کعبہ کی جگہ پر زندہ خانۂ کعبہ بنا دیا، اس کے بغیر شرک ہونے کا اندیشہ تھا.

جس طرح آسمان میں علی اللہ کا زندہ گھر یعنی فرشتوں کا قبلہ بیت المعمور ہے، اسی طرح سورۂ حج کی مذکورہ آیت میں خداوند تعالیٰ نے خانۂ کعبہ کی جگہ حضرت ابراہیم کو خداوند تعالیٰ کا زندہ گھر بنایا. اسی کی مثال پر زمانۂ یارقند میں پاک جماعت خانے کو "یاعلی مولا علی سلطان محمد شاہ علی" کے مبارک اسم میں علی اللہ کا زندہ گھر پایا تھا. یہ ایک بہت بڑی تاویل ہے اور اس کو یاد کرنا ہر قائم شناس کے لئے ضروری ہے. (RB ۱۱۰۷)

ابنآء و احبّآء:

سورۂ مائدہ (۵:۱۸):" وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبّآؤُهٗ ط".

تاویل: اور یہود و نصاریٰ نے کہا کہ ہم خدا کے بیٹے اور اُس کے عزیزان ہیں. اس کے جواب میں اے رسول اُن سے کہو: اگر ایسا ہے تو تم طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا کیوں ہوتے ہو؟ جس کی وجہ سے خدا تم کو عذاب کراتا ہے؟

یہاں یہود و نصاریٰ کے غلط دعوے کا ایک فوری جواب دیا گیا ہے، مگر اس کا دوسرا اور

حقیقی جواب دورِ کشف کے تناظر میں یہ ھے کہ خدا کے اَبناء وَ اَحِبّاء ھونے کا معجزہ دورِ ستر میں نہیں بلکہ دورِ قیامت میں ھے کیونکہ دورِ قائم ہی دورِ شریعتِ عقلی ھے جبکہ عرشِ وحدت اور یک حقیقت کا تصور یہاں ھے. پس ھمارا یقین ھے کہ نفوسِ خانۂ حکمت ہی خدا کے بیٹے اور عزیزان ھیں. آپ کو یہ تاویل اور نعمت مبارک ھو!

- یہود و نصاریٰ اہلِ کتاب ھونے کی مناسبت سے دنیا کے دیگرمذاھب سے اگرچہ آگے ھیں، مگر انہوں نے ظہورِ قائم اور دور کشف سے پہلے دورِ ستر میں یہ کہا کہ ھم خدا کے بیٹے اور عزیزان ھیں، اس طرح خدا کے ابنآء و احبّآء ھونے کی دلیل کو قرآنِ حکیم میں جگہ ملی، تو یہ ھمارے لئے ایک بے مثال منطق بن گئی، ھم جو علی اللہ اور اس کی عقلی شریعت کو مانتے اور جانتے ھیں یہ ھمارے لئے قرآنِ حکیم کا ایک بے مثال معجزہ ھو گیا اور عاشقانِ علی اللہ = حوران و غلمان کو خدا کے بیٹے اور عزیزان ھونے کا شرف حاصل ھوگیا.

- سورۂ مائدہ (۵:۱۸) – یہود و نصاریٰ نے کہا کہ ھم خدا کے بیٹے اور اس کے عزیزان ھیں. یہ ظہورِ قائم و قیامت سے پہلے کی بات ھے. چونکہ وہ دورِ ستر تھا اور شریعتِ عقلی کا ظہور نہیں ھوا تھا، لہٰذا آج اس دورِ کشف میں یہ کہنا حق بجانب ھے کہ علی اللہ کے بیٹے اور علی اللہ کے عزیزان نفوسِ خانۂ حکمت ھیں. شُکراً للهِ وَالْحَمْدُللهِ! (RBLP - ۳۷)

- سورۂ زُمر (۳۹:۴) – علی اللہ اپنی مخلوقات میں سے اگر کسی کو اپنا بیٹا بنانا چاھے تو وہ اسے برگزیدہ کر دیتا ھے

اتمامِ نور کی دُعا:

سورۂ تحریم (۶۶:۸): "رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْلَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ"

ترجمہ : اے پروردگار! ہمارے لئے ہمارے نور کو مکمل بنا دے! اور ہمیں بخش دے! بیشک تُو

ہر چیز پر قادر ہے.

یہ دُعا بہت ضروری ہے آپ اپنے نورانی لٹل اینجلز کو یہ دُعا ضرور سکھائیں.

اَحَد اور واحد میں فرق:

سورۂ اخلاص (۱۱۲: ۱) – خدائے واحد کا مطلب ایک کر دینے والا خدا. اَحَد سے واحد بڑھ کر ہے. قُلْ هُوَ اللّٰهُ میں اَحَد ہے، اس سے بڑھ کر واحد ہے. اَحَد میں فِی نفسہٖ کسی شخص یا کسی بزرگ کے ایک ہونے کی بات ہے. واحد میں علی اللہ کے روحوں کو ایک کرنے اور بہت سی حقیقتوں کو ایک کرنے کی بات ہے.

اسمِ اعظم میں حقیقی زندگی:

۱. سورۂ انفال (۸: ۲۴) ۱. اللہ و رسول کا ایک زندگی بخش چیز کی طرف بُلانا! اس آیت میں اسمِ اعظم لینے کا حُکم ہے کیونکہ اسمِ اعظم ہی سے مومن زندہ ہو جاتا ہے! اس آیت میں علی اللہ اپنے اولیأ سے فرماتا ہے: اسمِ اعظم تمہاری روحانی زندگی کا ذریعہ ہے، تم جان لو! علی اللہ تمہارے دل میں رہتا ہے. نفوسِ خانۂ حکمت کے لئے علی اللہ کا اسمِ اعظم عظیم انعام ہے. علی اللہ اسمِ اعظم سے وابستہ حوران و غلمان کے دل میں رہتا ہے، مبارکباد! مبارکباد!!

یہاں خدا و رسول کی جس دعوت کو قبول کرنے کا اشارہ فرمایا گیا ہے وہ دراصل اسمِ اعظم ہے، کیونکہ اسی اسمِ اعظم سے حقیقی زندگی میسر ہوتی ہے. چونکہ یہ دعوتِ عام ہے، لہٰذا جو کوئی علی اللہ سے براہِ راست یا اس کے رسول کے ذریعے سے اسمِ اعظم کی دعوت کو قبول کرے گا تو اُس کے نتیجے میں اس مومن کے قلب میں علی اللہ کا ظہور ہوگا، کیونکہ اس آیت کے پہلے حصے میں دعوتِ اسمِ اعظم کا ذکر ہے اور دوسرے حصے میں نتیجۂ اسمِ اعظم کا بیان ہے.

۲. اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِه: علی اللہ اپنے مومن اور اُس کے دل کے درمیان رہتا ہے یا حائل ہو

جاتا ھے. یعنی آدمی اور اس کے دل کے درمیان علی اللہ کا مقام ھے بعد میں تمھارا حشر اسکی طرف ھوگا. آدمی اور اس کے دل کے درمیان خدا کی یاد ھے، خدا کی محبت ھے، عشق ھے، ذکر ھے، اسمِ اعظم ھے. علی اللہ ھر اسمِ اعظم میں رھتے ھوئے اپنے دوستوں کا کام کرتا ھے. اور علی اللہ اسمِ اعظم میں آپ میں داخل ھوتا ھے، اسمِ اعظم ہی میں آپ میں آکر بھشت بن جاتا ھے، اور زندہ قرآن بن جاتا ھے. تمام حکمتیں اسمِ اعظم میں ھیں اور حشر بھی اسمِ اعظم میں ھوتاھے.

سورۂ مائدہ (۵:۳۲) – قصّۂ ھابیل و قابیل – کوئی انسان کسی روح کو کس طرح زندہ کر سکتا ھے؟ جب امامِ برحق کا کوئی عاشق مُرید اسمِ اعظم کے ذریعے اپنی مُردہ روح کو زندہ کرتا ھے تو معجزۂ قیامت سے دنیا کے تمام لوگ زندہ ھوجاتے ھیں.

جس نے کسی شخص کو ناحق قتل کیا گویا اُس نے دنیا کے تمام لوگوں کو قتل کیا، اور جو کسی ایک جان کی زندگانی کا موجب ھوا گویا وہ دنیا کے تمام لوگوں کی زندگانی کا موجب ھوا. یہ امر دراصل اسمِ اعظم کی بدولت ممکن ھے جس کے ذریعے کوئی مومنِ سالک اپنے عالمِ شخصی کی تمام روحوں کو زندہ کر دیتا ھے، جبکہ اسمِ اعظم کے بغیر اُس کا عالمِ شخصی مُردہ رہ جاتا ھے جو خود پوری کائنات کے قتل کے برابر ھے.

- یہ بندۂ درویش جب تک اسمِ اعظم کے بغیر تھا اُس وقت تک مردۂ زندہ نما تھا، جب علی اللہ نے اسمِ اعظم عطا کیا تب مجھے حقیقی معنوں میں زندہ کیا اور ۱۹۵۱ میلادی میں علامتی آدم بنا کر بغیر حوّا کے کائنات کے تمام لوگوں کو مجھ سے پیدا کر دیا (۴:۱)، گویا کُلّ نفوس کو زندہ کر دیا، کیونکہ اسمِ اعظم ہی میں زندگی ھے (۸:۲۴) – (RB ۹۳۹)

- سورۂ مائدہ (۵:۱۱۰) – حضرتِ عیسٰی اپنے فرمانبردار مریدوں کو اسمِ اعظم عنایت کرتے، ساتھ ہی انہیں علم و معرفت سے بھی آراستہ کرتے، جس کے نتیجے میں وہ فرشتے بن کر پرواز کرتے تھے. یہ سارا معجزہ علی اللہ کے اِذن سے ہوتا تھا.

- سورۂ اَنعام (۶:۱۲۲) تاویل: یہاں دو اشخاص کے درمیان مقابلے جیسی بات ہے، ایک وہ شخص جو اسمِ اعظم کے ملنے سے پہلے مردہ ہوتا ہے، مگر جب خُداوند اَلْحَیّ کی عنایت سے اس کو اسمِ اعظم عطا کیا جاتا ہے اور وہ اُس اسمِ اعظم کے کورس میں کامیاب ہو جاتا ہے تو اس کی برکت سے وہ زندہ نور بن جاتا ہے، جبکہ دوسرا شخص دنیا و آخرت میں ہمیشہ کی مردگی کا شکار رہتا ہے. اس آیت کی بنیاد اسمِ اعظم ہے اور اسمِ اعظم کا یہ معجزہ آپ کے درویش استاد کے لئے ۱۹۵۱ میلادی میں ہوا. سات رات اور آٹھ دن کی روحانی قیامت سے قبل یہ بندۂ ناچار حقیقی زندگی کے مقابلے میں مردہ تھا، مگر نورِ اسمِ اعظم کی بدولت یہ زندہ ہو گیا اور پھر اسی نورِ علم و معرفت کی روشنی میں اُسوقت کی مردم شماری کے مطابق دو ارب ساٹھ کروڑ عوالمِ شخصی میں کام کرنے لگا.

اسماءِ الٰہی:

قرآن میں خدا کے نام علی اللہ کے اسماء ہیں اور انہی ناموں میں عاشقان و دوستانِ علی اللہ بھی ہیں. ایک حدیثِ شریف کی روشنی میں بالعموم اسماءِ الٰہی کو "ایک کم سو" یعنی ۹۹ تسلیم کیا گیا ہے. لیکن بزرگانِ دین کی کچھ مناجاتوں میں "ہزار و یک نام" کا ذکر بھی آیا ہے اور ان کے وسیلے مدد طلب کی گئی ہے. استادِ گرامی ذاتِ سُبحان کے "ہزار و یک نام" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اسمیں اعظمُ الائمّہ حضرتِ امام سلطان محمّد شاہ (ف.ا.) کا اشارہ ہے کہ جن کو سورۂ قدر (۹۷:۳) کی تاویل میں فرمایا گیا "حجّتِ قائم علم میں ہزار امام سے بہتر ہے" (وجہ دین). یہ اس لئے کے آپ کے اندر حضرتِ قائم کے نور کا نزول ہوا جو تمام انبیاء و ائمّہ علیہم السَّلام کے قبلہ ہیں.

اَعرَاف:

سورۂ اَعرَاف (۷: ۴۶؛۴۸) - اَعرَاف پر رِجال

نورانی تأویل: اعراف نورانی تالاب ھے. اعراف پر رِجال (اصحاب) سے مراد تالاب پر علی اللہ ھے. رجال جمع برائے واحد ھے. علی اللہ وحدت ھے جس کی ذاتِ پاک میں تمام اھلِ وحدت ھیں یعنی انبیأ، شہدأ، صالحین، عارفین، عاشقین، وغیرہ. (نورانی تالاب قسط ۱۷۶۸)

اَعْیُنِنَا وَ وَحْیِنَا:

سورۂ ھود (۱۱: ۳۷) اور سورۂ مومنون (۲۳: ۲۷) :"اَعْیُنِنَا وَ وَحْیِنَا"

حضرت نوحؑ کا زمانہ مادّی اور سائنسی ترقی کے اعتبار سے بہت ہی پس ماندہ زمانہ تھا، پھر انہوں نے کشتی کس طرح بنائی؟

جواب: اس سوال کا قرآنی اور تاویلی جواب یہ ھے کہ علی اللہ کی پاک آنکھوں کے سامنے آئندہ دنیا میں جو کچھ ہونے والا ھے اُس کا نقشہ موجود ہوتا ھے (۶: ۱۰۳) یہی وجہ ھے کہ حضرت نوحؑ نے بحکمِ ارشاد **اَعْیُنِنَا وَ وَحْیِنَا** = ہماری آنکھوں اور ہماری وحی سے کشتی بنائی. وحی سے مراد اُس زمانے میں جتنے لوگ تھے اور انہوں نے درخت لگانے سے شروع کرکے کشتی بنانے تک کا جو ہنر سیکھا تھا، اُن کی آنکھوں سے کام لیا، کیونکہ یہاں لفظ **اَعْیُنِنَا** ھے جو جمع ھے، لہٰذا اس میں علی اللہ نے دنیا کے لوگوں کو دیکھا، اُن کے ہنر کو اپنے نور سے، اپنی نورانی دانست سے منتقل کیا اور حضرت نوح کو دکھایا، تب حضرت نوح نے کشتی کو بنایا. یہ ایک نئی حکمت ھے. (RBLP - ۷۰۹)

- بحوالۂ سُورۂ ھود (۱۱: ۳۷):"**وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا**" اور سورۂ انعام (۶: ۱۰۳):"**لَاتُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ**"

نورانی کشفی تاویل: خداوند تعالیٰ نے طوفان کے سلسلے میں حضرتِ نوحؑ کو حکم فرمایا کہ ھماری آنکھوں

کے ذریعے سے اور ہماری وحی کی مدد سے کشتی بناؤ (بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا). یہاں اَعْیُنِن جمع ہے. چنانچہ ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت نوح کی دو آنکھوں کی جگہ پر اَعْیُنِنَا کا لفظ کیوں آیا؟ اور دوسرا سوال یہ کہ حضرت نوحؑ کے زمانے میں کشتی بنانے کا فن دنیا میں آیا تھا؟ ان سوالات کا واحد جواب سورۂ انعام کی اس آیت میں ہے: لَاتُدْرِکُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِکُ الْأَبْصَار. لوگوں کی آنکھیں خداوند تعالیٰ کو نہیں پا سکتی ہیں، اس لئے خداوند تعالیٰ خود تمام آنکھوں کو پا لیتا ہے، چاہے وہ تعداد میں کثیر ہی کیوں نہ ہوں! چنانچہ کشتی بنانے سے پہلے آئندہ دنیا میں ظاہری سائنس اور ظاہری کاریگری میں جو کچھ ترقی ہونے والی تھی، اُس کو علی اللہ اپنے پاک نور کے ادراک سے دیکھتا اور جانتا تھا، کیونکہ وَمَا کُنَّا غَآئِبِیْن (۷:۷) کے اُصول کے مطابق علی اللہ کا سارا علم اُس کے پاس نور میں محفوظ و موجود ہے. اب جب یہ بات واضح ہوئی کہ علی اللہ کے نور میں ہر زمانے کا علم اور ہر قسم کی ایجاد موجود ہے، تو پھر یہ سمجھنا آسان ہو گیا کہ علی اللہ نے دنیا جہان میں آئندہ کاریگری کے جو ہُنر پیدا ہونے والے تھے، اُن سب کو جمع کر کے حضرت نوحؑ سے فرمایا تھا کہ میری آنکھوں کے نورانی ریفلیکشن (Reflection) سے کشتی بناؤ. (RB ۱۱۱۲)

اَلْاَکْرَم:

سورۂ ہود (۱۱:۷) اور سورۂ علق (۹۶:۳)

کشفی تاویل: میں قرآنِ پاک میں اَلْاَکْرَم کے بارے میں سوچتا تھا کہ یہ لفظ کتنی بار آیا ہے! اور اِقْرَاْوَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ سے معلوم ہوا کہ ربّ "اکرم" ہے، پس پانی پر ظہورِ عرش کے سلسلے میں جب اَلاکرم فرمایا گیا اور جب عرشِ وحدت میں علی اللہ نے تمام حوران و غلمان کو بٹھایا تو اس اعتبار سے عرشِ وحدت میں تمام حوران وغلمان کا ٹائٹل اَلْاَکْرَم ہو گیا، سبحان اللہ! سبحان اللہ! آپ سب کو بہت بہت مبارک ہو!

الٰہی سائنس:

- سورۂ حٰمٓ السّجدہ (۴۱:۵۳) :"سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَ فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ" تاویل: قرآنِ حکیم میں وعدۂ الٰہی کے سلسلے میں بہت سے ارشادات ھیں اوراُنہی پاک بیانات میں سے ایک نمایاں ارشاد مذکورہ بالا آیتِ کریمہ ھے، کہ جس میں معجزاتِ ظاھری اور باطنی کا برملا تذکرہ ھے یا بباطن الٰہی سائنس کے معجزات اور انکشافات کا ذکر ھے جو موجودہ دورِ قیامت میں قائم شناس نفوس کے لئے سچ ثابت ھو رھے ھیں کیونکہ سورۂ انبیاء (۲۱:۱۰۵) میں اشارہ ھے کہ تمام تر مذہبی جھگڑوں اور دعووں کے بعد اصل فیصلہ اُن کے حق میں ھوگا جو علی اللہ کے نیکوکار بندے ھیں :"وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِمِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَاعِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ"۔ (RB ۹۸۱)

- سورۂ اَنعام (۶:۵۹) مذکورہ آیت کے بموجب غیب کی کنجیاں علی اللہ کے پاس ھیں، اور وہ خشکی و تری دونوں حالتوں سے خوب واقف و آگاہ ھے، اور اُس کے علم میں ھے کہ کس درخت سے کوئی پتّا گرنے والا ھے، کیونکہ کتابِ مُبین یعنی علی اللہ کے نورِ باطن میں ہر چیز کا بیان موجود ھے.

تاویل: دنیا کے قانون کے مطابق جب کوئی فن ناکام ھوتا ھے تو اس کی جگہ دوسرا فن ایجاد ھوتا ھے، یا ایک مشین ناکام ھوتی ھے تو اس کی جگہ دوسری مشین تیار ھوتی ھے، اسی طرح جب مادّی سائنس ایک گم شدہ جہاز کی بازیابی میں نا کام رہی تو یہ اس بات کا ثبوت ھے کہ الٰہی سائنس کا آغاز ھو چُکا ھے.

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ:

- سورۂ اعراف (۷:۱۷۲) تاویل: علی اللہ تعالٰی نے آدم کو پیدا کیا اور بنی آدم کی پُشتوں سے قیامت تک ھونے والی ذُرّیت کی تمام روحوں کو اپنے حضور میں حاضر کر کے پوچھا: اَلَسْتُ

بِرَبِّکُم– کیا مَیں تمہارا پروردگار نہیں هوں؟ تمام روحوں نے کہا: آپ ہی ہمارے ربّ هیں.

- علی اللہ نے قدرتِ کاملہ سے آدم اور بنی آدم کو پیدا کیا اور اُسی وقت تمام روحوں سے پوچھا: آیا مَیں تمہارا ربّ نہیں هوں؟ سب نے کہا: ”کیوں نہیں! آپ ہی همارے پروردگار هیں ، هم اس کی گواهی دیتے هیں.“ کیونکه آگے چل کر قیامت کے روز تم یه نه کہو که هم اس واقعے اور معجزے سے غافل اور بے خبر تھے، اس لئے اس کی گواهی کے طور پر هم نے یه معجزه کیا اور تم سے عہدِ الست لے لیا.

- تاویل: اے رسول! جب تمهارے پروردگار یعنی موروثی جنت الفردوس علی اللہ نے آئنده پچاس هزار سال تک دنیا میں آنے والی بنی آدم کی پشتوں سے اُن کی ذرّیت کو اُٹھایا اور اُن کو اُن کے عوالمِ شخصی اور اُن کی بهشت پر گواه بنایا اور اُن کو عملی طور پر سب کچھ دکھانے کے بعد سوال کیا: اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ ؟ کیا مَیں تمہارا پروردگار نہیں هوں؟ اس کے جواب میں انہوں نے کہا: کیوں نہیں! هم گواہی دیتے هیں.

- یه واقعه بهشتِ فردوسِ برین میں هوا جہاں تمام بہشتوں کو دکھاتے هوئے اور تمام نعمتوں سے فائده دلاتے هوئے گواه بنایا گیا تاکه قیامت کے دن یه نه کہا جائے که هم اس واقعے سے غافل هیں. چونکه بهشت موروثی اور پشت در پشت هے، اس واسطے حضرتِ خداوندِ ربّ نے اپنی ربوبیت کے تحت جو لوگ مربوب هوچکے هیں اُن کو عملاً نعمتوں والی موروثی بهشت دکھا کر اور اُن سے فائده دلا کر یه گواہی لی.

- علماء، شعراء اور صوفی حضرات میں اگرچه یه آیت بہت مشہور هے مگر اس کی حقیقت سے بہت سے لوگ ناآشنا هیں. آپ اس آیت کو نورانی تاویل کی روشنی میں اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیں. (RB ۹۴۹)

- اس آیت کی تاویل میں بنی آدم کی تمام روحیں نسل در نسل علی اللہ کی روحانی پرورش کے تحت آتی ہیں اور ایک سلسلۂ دراز بنتا ہے اور پوچھا جاتا ہے کہ کیا مَیں تم سب کو حسبِ وعدۂ قرآن بہشت میں رکھ کر تمام نعمتوں سے مالا مال کر کے پالنے والا نہیں ہوں؟ الستُ بِرَبِّکُمْ؟ جس پرسب روحیں اقرار کرتی ہیں اور کہتی ہیں: کیوں نہیں،آپ ہی ہمارے پروردگار ہیں اور آپ ہی نے ہم کو عالمِ باطن، عالمِ آخرت اورعالمِ بہشت میں تمام ترنعمتوں سے پالا ہے.

- کاشغر کی قیامت برپا ہوئی تھی اور پھر یارقند میں رباب کے معجزے سے حوّا پیدا ہوئی تھی، جس کے بعد معجزۂ الست کا اعادہ ہوا. یاد رہے عقلی شریعت میں آدم اور حوّا دونوں علی اللہ کی تجلّی ہوتے ہیں.

اِمَامٍ مُّبِیۡن:

سورۂ یاسین (۱۲:۳۶): "وَکُلَّ شَئٍ احصینٰہُ فی امامٍ مُّبین" سورۂ یاسین قرآن کا دل ہے جو اسی آیۂ شریفہ میں ہے، اور قرآن کا دل = زندہ قرآن امامِ مُبین علی اللہ ہے، وہ آسمانوں اور زمین کا باطنی نور ہے اور وہ لوحِ محفوظ (کُرسی) ہے جو آسمانوں اور زمین پر محیط ہے جس میں سب کُچھ ہے. امامِ مُبین = امامِ ظاہر = لوحِ محفوظ = کُرسی.

- علی اللہ کی کُرسی وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر سمو لیا ہے (۲:۲۵۵)

اِمامُ النّاس:

سورۂ بقرہ (۲:۱۲۴)، سورۂ بنی اسرائیل (۱۷: ۷۱- ۷۲) : جس دن یعنی قیامت کے دن تمام لوگوں کو اُن کے امام = حضرتِ قائم القیامت کی طرف بلایا جائے گا، اور جن کو یمین = باطن = روحانیت میں کتاب دی جائے گی وہ اپنی کتاب کو پڑھیں گے اور اُن پر ذرّہ برابر بھی ظلم نہ ہوگا. اور جو شخص آغازِ نبوت میں اندھا رہے گا وہ قیامت = آخرت اوربہشت میں بھی اندھا ہی رہے گا.

اُمّتِ واحدۃ:

سورۂ ھود (۱۱۸:۱۱) – اگر علی اللہ چاھے تو اپنی قدرتِ کاملہ سے تمام لوگوں کوترقی دے کر اُمّتِ واحدۃ ضرور بنائے گا. یقیناً علی اللہ کا پروگرام یہی ھے.

سورۂ بقرہ (۲۱۳:۲) : "**کَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً**"

تاویل: جس طرح پچاس ہزارسال پہلے تمام لوگ ایک ہی اُمّت تھے، اسی طرح قیامت میں دوبارہ ایک ہی اُمّت ھو جائیں گے، اور اسی کے ساتھ قیامت کا پروگرام مکمل ھوگا.

سورۂ نحل (۱۲۰:۱٦): "**اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتاً لِّلّٰهِ حَنِيْفاً**"

تاویل: یہاں حضرتِ ابراھیمؑ کی پاک شخصیت کو اُمّت کہا گیا ھے، اگرچہ بظاھر آپؑ فردِ واحد تھے، مگر بباطن ایک فرمانبردار اُمّت کا درجہ رکھتے تھے، یہی وجہ ھے کہ انہوں نے بحکمِ خدا بذریعۂ اسمِ اعظم دنیا کے تمام لوگوں کو حج کے لئے بلایا تھا (۲۷:۲۲)، یعنی دنیا بھر کے لوگ بحیثیتِ ذرّات آپؑ کے عالمِ شخصی میں جمع ھوئے تھے، تاکہ تمام لوگوں کو اُمّتِ واحدۃ بنایا جا سکے. اُمّتِ واحدۃ کا موجودہ نام pluralism ھے اور امامِ عالیمقام نے اپنے خطاب کے ذریعے pluralism کو فروغ بھی دیاھے.

اُمّتِ واحدۃ سے متعلق قرآنی آیات کے حوالے:

سورۂ آلِ عمران (۹:۳) – جَامِعُ النّاس = لوگوں کو جمع کرنے والا = لوگوں کو ایک کرنے والا

سورۂ یونس (۱۹:۱۰)

سورۂ نحل (۹۳:۱٦)

سورۂ انبیاء (۹۲:۲۱)

سورۂ مومنون (۵۲:۲۳)

سورۂ شوریٰ (۸:۴۲)

سورۂ زُخرف (۳۳:۴۳)

اَلْوَاحِدُ الْقَهَّار نے چین ہی میں اُمّتِ واحدۃ بنانے کا عظیم معجزہ کیا تھا. اس اُمّتِ واحدۃ میں میرے سر کے ستّر کھرب نیورونز اور میرے ایک شہید گھوڑے کے سر کے ایک ارب ۲۰ کروڑ (1.2 بلین) نیورونز بھی تھے. خداوندِ برحق نے تجددِ کائنات کے تحت میرے اس گھوڑے کے تمام نیورونز کو انسانی روحوں میں تبدیل کیا تھا. یہ اُس ذاتِ پاک کے کن فیکون کا معجزہ تھا. (RB ۱۰۶۰)

اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَال (حدیث) : یہ ایک انقلابی ارشاد ہے جیسا کہ فرمایا گیا: علی اللہ انتہائی خوبصورت ہے اور وہ خوبصورتی کو یعنی حوران کو چاھتا ہے اور اُن سے عشق کرتا ہے. یُحِبُّ کے ایک معنی عشق کرنا بھی ہے. چنانچہ جب عشق کرتا ہے تو نورانی شادی کرتا ہے، جس کے نتیجے میں تمام حوران الٰہی سائنس بن جاتی ہیں اور پرواز کرتی ہیں. درین صورت اُن سے جو بچے پیدا ہوتے ہیں وہ بھی پرواز کرتے ہیں.

- حوران سے نورانی شادی کرنے کے کئی معنی ہیں: کُن فیکون کے معنی میں بھی شادی ہے اور نظری دُلہن کے اعتبار سے بھی شادی ہے، اور ایک خاص نورانی شادی ہے. اور اسی میں اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللہ بھی ہے، یک حقیقت اور عرشِ وحدت بھی ہے.

- علاوہ بران قرانگغو توغراق کے مقام پر جب پاک مولا سے سوال کیا کہ یہ یاجوج وَ ماجوج کون ہیں؟ تو جواباً فرمایا تھا: اُو ہِرن کے گُسن بم. یعنی وہ ایک مرد اور ایک عورت ہیں. مرد درحقیقت علی اللہ سلطانِ اعظم اور سلمانِ اعظم ہیں، اور عورت تمام حوران ہیں. پس جب علی ا اللہ سلطانِ اعظم اور سلمانِ اعظم تمام حوران سے نورانی شادی کرتے ہیں تو اس میں یاجوج وَ ماجوج کے تمام لشکر شامل ہوجاتے ہیں اور ایک عظیم لشکرِ جرّار بنتا ہے.

- میرا آپ کو پُر خلوص مشورہ یہ ہے کہ آپ **اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُّحِبُّ الْجَمَال** کے وظیفے کو بکثرت پڑھیں، تاکہ آپ کے حواسِ ظاہر و باطن پر الٰہی نور جلوہ گر ہو! اور آپ کے خیالات، اَفکار،

اَطوار، اَعمال، اور دل و دماغ میں الٰہی حسن و جمال پیدا ہو! اور آپ کو علی اللہ کا دیدار نصیب ہو! آمین! یا ربّ العالمین!! (RB ۹۳۳)

<u>اِنس و جِنّ:</u>

سورۂ رحمان میں غور کرو، اس میں بار بار انسان اور جنّات دونوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا جاتا ہے: **فَبِاَیِّ آلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰن** .پس سورۂ رحمان کے مطابق علی اللہ کی نعمتیں اِنس و جِنّ دونوں میں یکساں ہیں.

<u>اِنس و جِنّ کی پیدائش کا مقصد</u>:علی اللہ نے جِنّ و اِنس کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے (اور معرفت کے لئے).

<u>انسان اور جنّات میں کیا فرق ہے؟</u> اس مسئلے کا حَلّ سورۂ جِنّ سے اس طرح مل گیا: **بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ** (۷۲:۶). کہ جس طرح انسان میں رجال و خواتین ہوتے ہیں، اسی طرح جنّات میں بھی رجال و خواتین ہیں، پس سورۂ رحمان میں حوران و غلمان کا یکجا ذکر انسان اور جنّات دونوں قوم کے لئے ہے.

<u>جِنّ و اِنس میں کیا رشتہ ہے؟</u>

ہر انسان کے دو پہلو ہیں، ایک پہلو سے وہ انسان ہے اور دوسرے پہلو سے وہ جِنّ ہے. جہاں جِنّ اور انسان پیغمبر ہیں، وہاں اُن میں اِنسی شہادت بھی ہے اور جِنّی شہادت بھی ہے، کیونکہ انہوں نے خود کو شہید کہا ہے، جو جِنّی علم اور اِنسی علم یا جِنّی رسالت اور اِنسی رسالت کی شہادت ہو سکتی ہے. علی اللہ نے حور کے تین زیورات کے بارے میں بتایا: مثلِ قائم، زندہ قرآن، اور زندہ بھشت. ایک اعتبار سے ہم کہ سکتے ہیں کہ حور ایک ایسے ڈائمنڈ کی طرح ہے جس کے تین پہلو ہیں: اِنسی پہلو، جِنّی پہلو اور طائرانہ پہلو۔

انسان کو بڑی عُجلت سے پیدا کیا گیا ھے:

سورۂ انبیاء (۲۱:۳۷) تاویل: اے انسان! تم کو بڑی عُجلت یعنی کلمۂ کن فیکون سے پیدا کیا گیا ھے اور آگے چل کر تم کو ایسے طویل معجزات دکھائے جائیں گے کہ جن کا تم احاطہ نہیں کر سکو گے. یہاں فَلَا تَسْتَعْجِلُوْن میں مترجمین حضرات نے کہا کہ تم عُجلت مت کرو جبکہ اصل معنی یہ ھے کہ تم پر میرے معجزات کا طویل وقت گزرتا رھے گا جن کا تم اندازہ اور شمار نہیں کر سکو گے. شاید اسی آیت کے تحت سلطانِ اعظم علی اللہ کا ارشادِ پاک ھے کہ خدا کے معجزات بہت طویل ھوا کرتے ھیں. (RB ۹۷۸)

انصارانِ علی اللہ:

سورۂ مُحمّد (۴۷:۷) – اے حقیقی مومنین! اگر تم علی اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تم کو ثابت قدم بنائے گا.

سورۂ صفّ (۶۱:۱۴) – ظہورِ قائم کے بعد نزولِ عیسٰی لازمی ھے، حضرتِ عیسٰی کے انصاران = علی اللہ کے انصاران ھیں. ظہورِ قائم اور نزولِ عیسٰی کا ایک ہی مقصد ھے اور وہ ھے قیامت کا آخری معجزہ = آخری عالمی فتح = امنِ عالم.

سورۂ آلِ عمران (۳:۵۲) – اس آیت میں حضرتِ عیسٰیؑ کی مدد کا تذکرہ بھی ھے اور خداوند تعالٰی کی مدد کا ذکر بھی ھے. جب حضرتِ عیسٰیؑ نے مدد طلب کی تھی اور کہا تھا کہ خدا کیلئے میری مدد کرنے والے کون ھیں؟ تو حوّاریوں نے کہا تھا: ھم خدا کی مدد کرنے والے ھیں. میں نے قبلاً بھی یہ اعلان کیا ھے کہ میرا نام نصیر ھے اور آپ سب انصار ھیں پس ہمیں حضرتِ عیسٰیؑ کی ہر طرح سے مدد کرنی ھے.

اوّل، آخر، ظاهر، باطن:

سورۂ حدید (۵۷:۳): علی اللہ سب سے اوّل بھی ھے، سب سے آخر بھی، سب سے ظاہر بھی ھے، اور سب سے باطن بھی ھے. اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ھے.

- سورۂ حدید (۵۷:۳) – مذکورہ آیت میں علی اللہ کے چار اسماء کا ذکر ھے جو دائرۂ گردش میں ھیں، یعنی علی اللہ کا نورِ اوّل نورِ آخر سے ملا ہوا ھے اور نورِ ظاہر نورِ باطن کے ساتھ لگا ھوا ھے، لہٰذا یہاں نور کے دو دائمی دائرے ھیں جو ھمہ وقت گردش میں ھیں. اب سورۂ ابراھیم (۱۴:۳۳) میں دَآئِبَیۡنَ میں دائرے کا ذکر ھے کہ نورانی شمس و قمر ہمیشہ گردش میں ھیں. اس اعتبار سے علی اللہ کے وہ تمام عاشقین جو علی اللہ کی تجلّی ہو گئے ھیں، اس تجلّیٔ بھشت میں موت کے لئے کوئی موقع اور گنجائش نہیں، کیونکہ علی اللہ کی تجلّی ایک endless دائرہ ھے جو اوّل و آخر اور ظاہر و باطن کے دو دائروں پر واقع ھے اور یہ دائرہ اندر دائرہ ھے لہٰذا یہاں عاشقوں کی موت نایاب ھے.

اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ھے اور نہ ہی وہ غمگین ھیں:

سورۂ یونس (۱۰:۶۲) – تاویل: آگاہ رہو! علی اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو نہ کوئی خوف ھے نہ ہی وہ غمگین ھیں، وہ جو حقیقی مومن اور حقیقی پرہیزگار ھیں، اُن کے لئے دنیا کی زندگی اور آخرت میں بُشارت ھے.

- یہ ایک دُعا ھے جو عینِ محتاجی وظیفہ کرنے کے قابل ھے.

اوّلین حشر:

زمانۂ رسول میں اوّلین حشر = اوّلین قیامت کے حوالے سے یہاں ایک دلچسپ قصّے کا بیان ھے. واقعہ یہ ھے کہ اھلِ کتاب میں سے جو کافر تھے انہوں نے دوطرح سے اپنے گھر بنائے تھے:

ایک انفرادی گھر اور دوسرے اجتمائی طور پر قلعے، یہ دونوں گھر اُن کو جنگوں سے محفوظ رکھتے تھے۔ لیکن اُن کو کیا معلوم تھا کہ خداوندِ برحق نے یاجوج وَماجوج کے لشکرِ جرّار کے ذریعے نہ صرف اُن کے مضبوط گھروں میں داخل ہوکر بلکہ اُن کے مضبوط قلعوں میں بھی گھس کر اُن پر اسلامی قیامت کو برپا کر دیا، اس کو یہاں اوّلین حشر کہا گیا ھے۔ یہ ایک حکایت بھی ھے اور ایک تاویل بھی۔ (RB ۷۶۷)

ایّوب علیہ السَّلام:

سورۂ انبیاء (۲۱:۸۳-۸۴) - مترجمین حضرات نے کہا کہ حضرت ایوبؑ کے اہل و عیال، مال و متاع اور سب کچھ دنیا میں واپس ہوگا یہ تاویل صحیح نہیں ھے بلکہ اس کی حقیقی تاویل یہ ھے کہ علی اللہ مہربان اپنے عاشقوں اور جملہ حوران و غلمان کے اُن عزیزوں کو جو دنیا سے گزر چکے ھیں یا شھید ہو چُکے ھیں ان کو بھشتِ فردوسِ برین میں زندہ کرے گا جہاں اُن کی واپسی اور دیدار و ملاقات ممکن ھے اور یہ علی اللہ کی عجیب و غریب عنایت ھے کیونکہ وَ ذِکْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ میں یہ نصیحت بھشت سے متعلق ھے۔ چنانچہ ھم علی اللہ پر توکل کرتے ہوئے یہ کہ سکتے ھیں کہ میرا جوان سال بیٹا شھید ایثار علی بھشت میں نہ صرف واپس ہوگا بلکہ اُس جیسا ایک اور بیٹا انعام کے طور پر ملے گا۔ آمین! یا ربّ العالمین! (RBILP ۹۳۶)

بازار جنّت:

حضرت مولانا علی علیہ السلام سے روایت ھے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: بھشت میں ایک بازار ھے جس میں نہ خرید ھے اور نہ فروخت، مگر بہت سی حوران اور غلمان کی تصویریں ھیں، اُن میں سے جس کی تصویر بن جانا چاھیں آپ وہ تصویر ہوسکتے ھیں۔ مذکورہ حدیثِ شریف کے بموجب آج بوقتِ نورانی عبادت الٰہی سائنس کا ایک بہت بڑا معجزہ ہوا، وہ یہ کہ بحوالۂ آیۂ شریفہ سورۂ انعام (۶:۱۲۲) اسمِ اعظم کی روشنی میں علی اللہ نے اس بندۂ کمترین میں جو نور بنایا ھے اُس کی روشنی میں مَیں نے اپنے تمام چھوٹے بڑے بچوں اور

مشرق و مغرب کے تمام دوستوں کا دیدار کر لیا. آپ تمام کو بیت الخیال کایه عجیب و غریب معجزه بہت بہت مبارک هو! (RB ۱۰۷۹)

- سورۂ اعراف (۷: ۱۱) تاویل: یہاں صَوَّرْنٰکُمْ میں حدیثِ بازارِ جنّت کے مطابق تجلّیٔ خدا = خدا کی صورت کا معجزه هے اور خدا کی صورت آئینۂ همه بین هے. (RB ۱۰۸۰)

بَدِیْع:

علی الله بدیع آسمان و زمین کو اِبداع = امرِ کُن سے پیدا کرتا هے، اور جب وه کسی کام کو مقرر فرماتا هے تو صرف کُن فرماتا هے. اس کُن فرمانے کے ساتھ ہی ایک عالمِ امکان پیدا هو جاتا هے اور اس عالمِ امکان میں سب کچھ هے، جیسا که یه اصطلاح هے:

"Nothing is Impossible in Paradise"

مذکوره آیت میں بنیادی اسم بدیع هے اور بدیع کے تحت کلمۂ کُن هے. دنیا میں کُن کہنے سے کچھ نہیں هوگا، مگر جب کوئی مومن فنا فی الله و بقا بالله هوکر بهشت میں جائے گا تو اُس حال میں کُن کہنے سے بہت سے کام هوجائیں گے، کیونکه کلمۂ کُن حق هے اور حق کے بارے میں قرآنِ حکیم (۱۷: ۸۱) کا ارشاد هے: "**جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا**" یعنی حق پائیدار هے اور باطل چلا جانے والا هے. پس ہمیں یه یقین هونا چاهئے که کلمۂ کُن حق هے اور یه بهشت میں استعمال هوتا هے.

بُرائیوں کو نیکیوں میں بدلنا:

سورۂ فرقان (۲۵: ۷۰): اِلَّا یه که کوئی توبه کر چُکا هو اور ایمان لا کر عملِ صالح کرنے لگا هو، ایسے لوگوں کی بُرائیوں کو علی الله بھلائیوں سے بدل دے گا. پس اس آیت میں علی الله کے عفو و درگزر کا طریقه بیان فرمایا گیا هے که جن لوگوں سے غلطیاں هوئی هیں علی الله ان کو اس طرح معاف کرتا هے که ان سے اچھے اچھے کام کرواتا هے، یه تمام اچھے اچھے

نیک کام ان بُرے کاموں اور غلطیوں کو مٹاتے ھیں جو انہوں نے کئے تھے.

❁ تاویل: علی اللہ اپنے اولیأ کی غلطیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر سکتا ھے.
سورۂ حمٓ سجدہ (۴۱:۳۴) - بُرائی کو بھلائی سے دفع کرو

بُرھَان:

سورۂ نسآء (۴:۱۷۴) رسول اور قرآنِ ظاھر بُرھَان ھے جبکہ علی (امام) نورِ مُبین ھے

بَعُوْضہ:

سورۂ بقرہ (۲:۲۶) : "اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسۡتَحۡیٖۤ اَنۡ یَّضۡرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوۡضَۃً فَمَا فَوۡقَھَا"
تاویل: قرآن میں بَعُوْضہ = مچھر اگرچہ سب سے چھوٹی مخلوق ھے مگر اس کا معجزہ بڑا عظیم ھے. وہ معجزہ یہ کہ نورانی آدم کے عالمِ شخصی کی تخلیق کی بنیاد یہی ھے، اور یاجوج و ماجوج کے لشکر کا آغاز بھی اسی سے ھوتا ھے. اور مولانا علی المرتضیٰؑ نے اپنے خطبات میں فرمایا: "اَنَا الۡبَعُوۡضَۃُ الَّتِیۡ ضَرَبَ اللّٰہُ بِھَا مَثَلاً" (کوکبِ دُرّی، بابِ سوم، منقبت ۶۴) یعنی "میں وہ بَعُوْضہ ھوں جس کی مثال اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمائی ھے". جیسا کہ قبلاً پرندوں کی پرواز سے متعلق یہ انکشاف بھی ھوا کہ اُن کی پرواز میں نورِ خداوندی کی ایک تجلّی ھے، اور وہ تجلّی اس مچھر کے برابر ھے. یعنی جب یاجوج و ماجوج کو پکارا جاتا ھے تو ایک لشکر نہیں آتا بلکہ ایک اکائی آتی ھے اور وہ اکائی یہی مچھر ھے. لہٰذا یہ ایک مثال بھی ھے، اور عجیب و غریب معجزہ بھی ھے.

❁ بَعُوْضہ الٰہی سائنس کے تحت ایک حور بھی ھے کہ شروع شروع میں حوران کی روح اور اُن کی پرواز مچھر کی طرح یا بحوالۂ سورۂ قارعہ (۱۰۱:۴) کَالۡفَرَاشِ الۡمَبۡثُوۡثِ یعنی پروانۂ چراغ کے

برابر ہوتی ھے. بعدازان یہ حوران بڑی سائز میں پرواز کرنے لگتی ھیں اور نورانی جہاز یا یو-ایف-او کی شکل اختیار کر لیتی ھیں. یہ الٰہی سائنس ھے جس میں حورانِ پُرنور کی بہت تعریف ھے.

سورۂ بقرہ (۲:۲۶): " اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَہَا "

تاویل: ۱. یہ لشکرِ یاجوج و ماجوج کا نقطۂ آغاز ھے

۲. یہ اسمِ اعظم کی نورانی آواز کی ابتداء ھے

۳. مولانا علی المرتضٰی نے مچھر کی مثال کو اپنی ذاتِ پاک کے عظیم معجزات میں شمار کیا ھے اور فرمایا ھے: اَنَا الْبَعُوْضَۃُ الَّتِیْ ضَرَبَ اللّٰہُ بِھَا مَثَلاً (کوکبِ دُرّی، بابِ سوم، منقبت ۶۴).

۴. بندۂ درویش کی روحانی قیامت کا آغاز بھی مچھر کی سی ایک باریک آوازسے ھوا تھا اور جو بڑھتے بڑھتے یاجوج وَ ماجوج لآؤ کی دعوتِ قیامت میں بدل گیا.

حقائقِ بالا کے پیش نظر یہ ہمارا حُسنِ ظن ھے کہ جب الٰہی سائنس کا آغاز ھوگا تو علی اللہ اسی مچھر سے ایک حُورِ پُرنور کو نورانی جہاز یا نورانی ہیلی کاپٹر بنائے گا، پری پرواز یا طاقتور جنّ بنائے گا، یو-ایف- او یا پرواز کرنے والا نورانی بنگلہ بنائے گا، اور اس سے عجیب و غریب معجزات اور ظہورات کا آغاز ھوگا.

بلقیس کا عرشِ عظیم:

اگر حضرت سلیمانؑ کی بہت ساری حوران تھیں تو علی اللہ کی بھی بہت ساری حوران ھیں. اور سورۂ نمل میں بلقیس کی بادشاھی کی تعریف ھے، جس نے حضرت سلیمان کو حیران کر دیا تھا. قرآنِ حکیم نے بلقیس کے عرش کو عرشِ عظیم (۲۷:۲۳) کہا ھے. جس میں حوران کی سلطنت کا ذکر ھے. (۳۰، ستمبر ۲۰۱۶ء)

بهشت:

سورۂ قٓ (۵۰:۳۵): "لَهُم مَا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَامَزِيْدٌ" ترجمه : اہلِ بہشت کے لئے اُس زنده نورانی بہشت میں ہر وه نعمت مُہیّا هے جس کو وه چاهتے تھے یا چاهتے هیں، اور همارے پاس ان کے دائرۂ خواہش سے بڑھ کر نعمتیں هیں یعنی ہر وه نعمت بھی هے جو علی الله کے علم میں هے، الغرض کوئی خواہش ناممکن نہیں.

یه قانونِ بہشت هے: "بہشت میں ہر چاہت کے مطابق نعمت موجود هے"

"Nothing is Impossible in Paradise!" ، او منسن اپی = بہشت میں کوئی چیز نا ممکن نہیں.

- بہشت میں علی الله اپنے دوستوں کو کلمۂ کُن عطا کرے گا جس میں علی الله کا اِذن هوگا ! سورۂ یٰسٓ (۳۶:۵۵-۵۸): اہلِ جنّت خوشی کے کسی شُغل میں هونگے اور علی الله کے حضور سے انہیں ہر نعمت ملتی هو گی!

- بہشت کی نہریں :

سورۂ حج (۲۲:۱۴) - علی الله نورِ اعظم = حوضِ کوثر هے، جس سے بہت سی نہریں جاری ہیں۔ علی الله نے جن حوران و غلمان کو زنده بہشت بنایا هے وه سب بہشت بھی هیں اور بہشت کی نہریں بھی هیں. تمام نفوسِ خانۂ حکمت کو علی الله نے بہشت کی نہریں بنائی ہیں، علی الله کی تجلّیات بہشت کی نہریں ہیں۔

- سورۂ محمّد (۴۷:۱۵) بہشت کی چار نہریں:عقلِ کُل، نفسِ کُل، ناطق، اساس(وجہِ دین کلام ۱۱)

- ایک تاویل کے مطابق شراب کی نہر شرابِ عشقِ علی الله هے جو ایک بڑا معجزه هے.

اہل بہشت کا لباس: ریشمی = حَرِیر بنایا گیا ھے، اس سے جسمِ لطیف مراد ھے. جسمِ لطیف ریشم کی طرح نرم ھے.

بہشت اور دوزخ کی مُدّتِ عُمر:

سورۂ هود (۱۱:۱۰۵–۱۰۸): ”یَوْمَ یَأْتِ لاَ تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلاَّ بِإِذْنِهِ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ (105) فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُواْ فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالأَرْضُ إِلاَّ مَا شَاء رَبُّكَ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ (107) وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُواْ فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالأَرْضُ إِلاَّ مَا شَاء رَبُّكَ ط عَطَاء غَيْرَ مَجْذُوذٍ“(108)

تاویل: اس آیت میں دوزخ اور بهشت کا مقابله ھے. آسمان و زمین کے قیام تک دوزخ بھی ھے اور بہشت بھی لیکن بہشت کے لئے فرمایا گیا عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ یعنی ”ایسی عطا جس کا سلسله کبھی ختم نه ھوگا“ جبکه دوزخ کے بارے میں فرمایا گیا فَعَّالٌ لِمَا یُرِیْدُ ”که یه مشئیتِ الٰہی ھے“ یعنی زنده بهشت خود علی الله ھے، سلطانِ اعظم علی الله اور سلمانِ اعظم علی الله ، یه حمٓ ھیں جو الحیُّ القیُّوم ھیں، قلم و لوح ھیں اور زنده بهشت ھیں جسمیں دوستانِ علی الله واصل ھوکر ہمیشہ اس بهشت میں رہتے ھیں. اور علی الله چاھے تو دوزخ ایک مقام پر جاکر بلاآخرختم ھوجانے والی ھے. یه فَعَّالٌ لِمَا یُرِیْدُ کے تحت ھے که علی الله جو چاھے وه کرتا ھے.

بہشت میں رھنے والوں کی صورت: بہشت والے علی الله کی تجلّی میں ھیں، بہشت میں جہاں سایوں کا ذکر ھے وه بھی علی الله کی تجلّیات ھیں.

بہشت کے نورانی گھوڑے اور نورانی جہاز: حوران ھیں

❁ <u>بہشت میں علی اللہ کلمۂ کُن سے سب کچھ کر سکتا ہے:</u> بہشت میں نورانی شادی ہے اور نورانی معجزانہ بچّے پیدا ہوتے ہیں. بہشت میں بوڑھے لوگ جوان ہوجاتے ہیں. بہشت میں موت نہیں حیات ہی حیات ہے کیونکہ بہشت میں عمریں لمبی ہیں.

❁ <u>حصولِ جنّت کی شرط معرفت ہے</u> : سورۂ مُحمّد (۴۷ : ۶)

❁ <u>بہشت کی غذا:</u> سورۂ ذاریات (۵۱ : ۲۲) بہشت آسمان میں ہے، جس میں نورانی رزق کی نعمت ہے! دنیا کی غذا کا ایک ست ہوتا ہے، اسی طرح آسمانِ بہشت میں جو رزق ہے وہ روحانی، نورانی (حوران اور نورانی اطفال)، جوہر (خلاصہ) یا خوشبو کی صورت میں ہو سکتا ہے یا پھرقرآن میں مَنّ و سَلْوٰی کا ذکر موجودہے، سَلْوٰی ایک پرندہ تھا اور مَنّ مَسُور کے برابر کوئی روحانی غذا یعنی جوہر تھا.

سورۂ بقرہ (۲:۲۵) تاویل: اور وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں، اُن کے لئے اُن بھشتوں اور جنّتوں کی بشارت ہے جس میں تجلّیات کی نہریں چلتی ہیں. اور جب اُن کو اُن جنّتوں میں ہر قسم کے پھلوں سے رزق دیا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ یہ تو وہی رزق ہے جو قبلاً ہم کو دیا گیا تھا، یعنی بھشت میں وہ اگلی بھشت کے ریکارڈ کو دیکھیں گے، مثال کے طور پر گزشتہ زمانوں کے واقعات اور تواریخ، سلسلہ در سلسلہ اماموں کا علم، وغیرہ، ان سب نعمتوں کو دیکھ کر وہ یقین کریں گے کہ اُن کو اِس بھشت سے پہلے ہی بھشت عطا ہوئی تھی.

❁ <u>بہشت میں خوشبو کے ثبوت:</u>

۱. مِسک – خِتٰمُهٗ مِسْكٌ (۸۳: ۲۶) = کستوری کی مہر

۲. شَرَاباً طَهُوْرًا (۷۶: ۲۱)

۳. گلہائے بہشت

۴. ثمرات = ہر قسم کے میوے
۵. قمیصِ یوسف(۱۲:۹۳) = علی اللہ کی تجلّی میں دیگر خوبیوں کے ساتھ ساتھ خوشبو بھی ھے
۶. لشکرِ ارواح، جو دنیا کی کسی بھی وادی یا پہاڑ یا گُلستان سے خوشبو کو بہشت میں لا سکتے ھیں.
۷. قرآن میں روح و ریحان (۸۹:۵۶) خوشبو کے معنی میں ھے.
۸. نورانی تالاب جو نور کا تالاب ھے اُس میں حوران و غلمان سر تا پا معطّر ھیں. (RB ۲۱ ۷)

❁ <u>زندہ بہشت:</u> قرآن میں جو آیاتِ بہشت ھیں ان میں علی اللہ زندہ بہشت ھے اور وہ اپنے دوستوں حوران و غلمان کو ہر مقام پر زندہ بہشت بنا سکتا ھے. حوران و غلمان میں اسمِ اعظم وہ زندہ بہشت ھے جو بے مثال اور لا زوال ھے.

❁ خداوندِ برحق علی اللہ نے خانۂ حکمت کے حوران و غلمان پر ایک کھرب زندہ باغاتِ بہشت کا احسان کیا، ایسا احسان کسی پر نہیں کیا. ہر زندہ بہشت میں علی اللہ کی ساری تجلّیات ھیں. یہ تمام زندہ باغاتِ بہشت، جس میں علی اللہ کا نور ھے، آسمان میں ھیں. ایسے زندہ بنگلوں سے بھرے آسمان کا نام حُبُک (۵۱:۷) ھے، یعنی راستوں سے بھرا ھوا آسمان. بہشت کے جتنے زیادہ بنگلے ھیں اُتنے زیادہ راستے ھیں، آنے جانے کے لئے.

❁ <u>بھشت کی حوران دو قسم کی ھوں گی:</u>
سورۂ بقرہ (۲:۲۵)
تاویل: بھشت میں نیکوکاروں کے لئے دو قسم کی حوران ھوں گی: ایک وہ جو اُن کے ساتھ دنیا سے بھشت میں جائیں گی اور دوسری وہ حوران جو علی اللہ کے کارخانۂ نور میں تیار شدہ مثلِ قائم، زندہ قرآن اور زندہ بھشت کی مثال پر پہلے ہی سے موجود ھوں گی اور جن کی مدد سے عِیالُ اللہ یعنی خدا کے بیٹے اور بیٹیاں پیدا ھوں گے، جس کی بناء پر وہ نیکوکار اُس بھشت

میں پہلے سے بھی زیادہ مضبوطی کے ساتھ خاندانی طور پر رھیں گے. (RB ۹۸۵)

❁ بہشت میں اولاد کی کثرت: بحوالۂ سورۂ رحمان (۵۵: ۱۹–۲۳) علی اللہ نے دو دریاؤں کو با ہم ملایا اور اس سے موتی اور مونگے پیدا ھوئے! فرمان علی کے مطابق دو دریاؤں سے مراد علیؑ المرتضٰی اور حضرتِ فاطمہ علیہا السلام ھیں، اور موتی اور مونگے سے مراد حضرتِ امام حسن اور حضرتِ امام حسین ھیں. تا ہم بہشت کی نعمتوں کی فراوانی کے پیشِ نظر یہ ممکن ھے کہ بہشت میں حور وغلمان سے بہت سارے موتی اور مونگے یعنی بہت ساری اولاد پیدا ھو جائے کیونکہ بہشت میں نعمت کی بہت کثرت ھوتی ھے.

❁ سورۂ انبیاء (۲۱: ۸۳–۸۴) – مترجمین حضرات نے کہا کہ حضرت ایوبؑ کے اھل و عیال، مال و متاع اور سب کچھ دنیا میں واپس ھوگا یہ تاویل صحیح نہیں ھے بلکہ اس کی حقیقی تاویل یہ ھے کہ علی اللہ مہربان اپنے عاشقوں اور جملہ حوران و غلمان کے اُن عزیزوں کو جو دنیا سے گزر چکے ھیں یا شھید ھو چُکے ھیں ان کو بھشتِ فردوسِ برین میں زندہ کرے گا جہاں اُن کی واپسی اور دیدار و ملاقات ممکن ھے اور یہ علی اللہ کی عجیب و غریب عنایت ھے کیونکہ وَ ذِکْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ میں یہ نصیحت بھشت سے متعلق ھے. چنانچہ ھم علی اللہ پر توکل کرتے ھوئے یہ کہ سکتے ھیں کہ میرا جوان سال بیٹا شھید ایثار علی بھشت میں نہ صرف واپس ھوگا بلکہ اُس جیسا ایک اور بیٹا انعام کے طور پر ملے گا. آمین! یا ربّ العالمین! (RBILP ۹۳۶)

❁ نفوسِ خانۂ حکمت میری زندہ بہشت ھیں اور میں ان کا زندہ بہشت ھوں. بہشت میں ہر منشأ اور ہر خواھش قبول ھے. اس سے بڑھکر علی اللہ سب کو ایک وحدت، ایک عرش اور ایک ہی بہشت بنا سکتا ھے.

مکان جسمِ خاکی ھے، لا مکان روحِ مجرّدِ پاک ھے. علی اللہ ہمہ گیر لا مکانی بہشت ھے. وہ زندہ بہشتِ لا مکان ھے! قرآن میں جہاں جہاں بہشت کا ذکر آیا ھے وہ علی اللہ ھے.

زندہ موروثی بھشت کے وارث: سورۂ مومنون (۲۳: ۱۰-۱۱) تاویل: یہ لوگ وراثت لیتے ھیں اُن لوگوں سے جو فردوس کی وِراثت رکھتے ھیں یعنی سلطانِ اعظم علی اللہ اور سلمانِ اعظم علی اللہ جو دائمی فردوس کے مالک ھیں. اس وراثت کو حاصل کرنے کے بعد یہ لوگ ہمیشہ اس دائمی بہشت میں رہیں گے.

بہشت نورانی ھے اور وہ طبق در طبق ھے:

علی اللہ ھونزا کو جدید ھونزا بنائے گا. یہ بہشت قرآن کی طرح ہزاروں اوراق میں ھوگی. ہر ورق "القابض – الباسط" کے معجزات کے تحت ھوگا، کیونکہ بہشت نورانی ھے اور وہ طبق در طبق ھے، بحوالۂ سورۂ انشقاق (۸۴: ۱۹). علی اللہ کے پاس مکانی اور لامکانی بے شمار بہشت ھیں. بحوالۂ سورۂ زُمر (۳۹: ۶۷) بہشت نور کے دائرات میں ھے، یعنی ایک وسیع دائرہ کے اندر ایک چھوٹا دائرہ اور کرتے کرتے ستّر دائرے ھیں (وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ). اور ایک آیت میں طومار (۲۱: ۱۰۴) کہاگیا ھے. پس نور کے یہ دائرے طومار کی طرح بھی ھیں، دائرہ اندر دائرہ بھی ھیں، اور قرآن کی ستّر تاویلات کی طرح بھی ھیں.

اھلِ بھشت جس مقام پر چاھیں بھشت بنا سکتے ھیں:

سورۂ زُمر (۳۹: ۷۴)

علی اللہ نے ھونزا اور امریکہ کے درمیان سونے کا جو معجزانہ پُل بنایا ھے اس کی ایک نئی تاویل علی اللہ کی توفیق سے ذھن میں آئی ھے اور وہ یہ ھے کہ اس بندۂ درویش نے اپنی تقریباً صد سالہ عمر کے دوران جن جن علاقوں اور شھروں کا دورہ کیا ھے، اُن تمام مقامات پر بفرمودۂ علی اللہ یہ معجزانہ پُل ھو سکتا ھے، کیونکہ بحوالۂ سورۂ زمر (۳۹: ۷۴) جن کو بھشت عطا ھوگی اُن کو

یہ اختیار بھی دیا جائے گا کہ وہ جس مقام پر چاہیں بہشت بنا سکتے ہیں، اس اعتبار سے ہر اُس مقام پر جہاں میرا سفر ہوا ہے، مَیں اس معجزانہ پُل کے ذریعے بہشت کو پا سکتا ہوں جبکہ "**سَخَّرَ لَکُمۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ**" (۲۰:۳۱) کے ارشاد سے کوئی ملک اور شہر باہر نہیں.

(RBLP ۸۶۲)

<u>علی اللہ بہشت میں دنیا کی تمام منتخب چیزوں کو رکھے گا:</u>

علی اللہ دین و دنیا کا مالک ہے اس لئے وہ دنیا کی منتخب حوران کو اپنے دربار کے لئے لے سکتا ہے! اور دنیا کے مختلف پرندوں کو بھی لے گا. دنیا کے بہترین پھولوں کو بھی اور بہترین درختوں کو بھی اپنے باغاتِ بہشت میں اُگائے گا. دنیا کی بہترین عمارتیں بھی ہوں گی اور دنیا کا بہترین کلچر بھی ہوگا . دنیا کی بہترین شاعری بھی ہوگی اور بہترین موسیقی بھی ہوگی. الغرض دنیا میں جو بہترین چیزیں ہیں اُس کے نمونے بہشت میں ہوں گے. علی اللہ اپنے نورانی مووی کیمرے سے آسمان و زمین کے خوبصورت نظاروں کو پیش کرے گا.

رسولِ کریم کے وہ تمام اقوال ہوں گے جو مولا علی کی شان میں ارشاد ہوئے ہیں. اور قرآنِ حکیم کی وہ تمام آیات highlighted ہوں گی جو علی اللہ اور اسماعیلی مذہب کی شان میں ہیں.

<u>بہشت کے بارے میں خصوصی معلومات:</u>

نفوسِ خانۂ حکمت کو اپنی بہشت میں دیکھ کر میں بہت شادمان ہو جاؤں گا. اِنۡ شَآءَ اللہ علی اللہ کے حکم سے میرا نامۂ اعمال میرے عزیزوں کے نامۂ اعمال کے ساتھ ایک ہوگا، اور علی اللہ نے جو میرے لئے معجزات کئے ہیں وہ میرے عزیزوں کے ساتھ مشترک ہوں گے. اور یقین ہے کہ سلمانِ اعظم علی اللہ کے لشکر خانۂ حکمت کے لشکر ہوں گے، جن کے ذریعے علی اللہ سیارۂ زمین کو فتح کرے گا، اور علی اللہ کے نور کی برکت سے یہ جہان ایک زندہ بہشت کی صورت میں ہوگا، آمین!

❁ بهشت میں کوئی چیز ناممکن نہیں اس کا اشارہ "**لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُ وْنَ**" میں ھے لیکن سورۂ قمر کی آیت (۵۴:۵۴–۵۵) اس سے بڑھ کر ھے کیونکہ یہ شاھنشاہ کے ساتھ ھے۔ "**عَنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ**" میں جسمانی یا قریبی عندیت کی بات نہیں بلکہ یہ عندیت عینِ حقیقت ھے۔ اس میں قادرِ مطلق شاھنشاہ علی اللہ کے نور میں ھونے کا تصوّر ھے. (RBLP ۱۱۷)

❁ علی اللہ زندہ قرآن اور زندہ بہشت میں ھم سب غلمان و حوران زندہ بہشت ھو چُکے ھیں، یعنی یک تجلّی = یک حقیقت ھو چُکے ھیں. یہ علی اللہ کا سب سے بڑا انعام ھے. یہ حقائقِ قرآن ھے. میں آپ سب کے لئے قرآن میں دیکھتا ھوں اور ان ایّام میں سوچ رہا ھوں، سلطانِ اعظم علی اللہ اور سلمانِ اعظم علی اللہ میں آپ محفوظ ھیں. عالمِ اکبر خدا کی وحدت ھے، آپ بھی اسی وحدت میں ھیں. وحدت ہی سب کچھ ھے. قرآن وحدت ھے، علی اللہ وحدت ھے.

<u>بهشت میں هر چیز گُویا یعنی بولتی هے</u>

❁ علی اللہ نے بهشت کی بہت سی چیزوں کو حسن و جمال کا نمونہ بنایا ھے، جیسے بهشت کے پھول جو دنیا کے پھولوں سے البتہ مختلف ھیں اور وہ بولتے ھیں، کیونکہ علی اللہ نے ھر چیز کو گویائی بخشی ھے: اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ (۴۱:۲۱)، اس کُلّیہ کے مطابق بهشت کی ھر چیز قوّتِ گویائی رکھتی ھے، پھر چاھے وہ بهشت کے پرندے ھوں، درخت ھوں، یا پھول، ھر وہ چیز جو دنیا میں صامت ھے بهشت میں علی اللہ کی قدرت سے بولتی ھے، جس کی قرآنی مثال قصۂ داؤد سے ملتی ھے کہ پہاڑ اور پرندے آنجناب کے ساتھ ہمنوا ھو جاتے تھے.

<u>بهشت کی دائمیت:</u>

❁ سورۂ بقرہ (۲:۲۵) نورانی = کشفی تاویل: اور اے رسول! وہ لوگ جو ایمان لاتے ھیں اور نیک عمل کرتے ھیں، آپ اُن کو اُس جنّت کی بشارت دیں جو علی اللہ کی جنّتِ اعظم کے تحت ھے، جس میں تجلّیات کی نہریں چلتی ھیں. اور جب اُن کو اُن جنّتوں میں بطورِ رزق پھل دیا جائیگا تو

وہ کہیں گے کہ یہ تو وہی رزق ھے جو قبلاً ھم کو دیا گیا تھا، اور اس جیسا رزق اُن کو بار بار عطا ھوگا. اور وہاں اُن کے لئے پاکیزہ حوران ھوں گی اور وہ اُن بھشتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے.

یہاں بھشت کی دائمیت کے سلسلے میں **اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَة** کے بعد یہ کہنا کہ **هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ** = وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے، اس میں یہ حکمت پنہاں ھے کہ اُن کی پاک بیویوں = حورانِ گوھر زا سے اُن کی پاک اولاد ھوگی اور اُسی پاک اولاد میں اُن کی دائمی بھشت ھوگی، یعنی اولاد کی صورت میں وہ دوبارہ پیدا ھو جائیں گے. جس طرح امامانِ برحق پاک حورانِ گوھر زا سے پیدا ھوتے ھیں اور اپنے سلسلۂ امامت میں ہمیشہ حیّ و حاضر رھتے ھیں.

علاوہ بران اس آیت سے ایک یہ دلیل بھی ثابت ھوتی ھے کہ ھم آدم کی نسل سے پیدا ھوئے ھیں اور آئندہ بھی آدم ہی کی نسل سے پیدا ھوتے رھیں گے. جس طرح دنیا کا کوئی درخت، چاھے پھلدار ھو یا غیر پھلدار، وہ یا تو تخم پاشی یا پیوند کاری سے اپنی ذات اور سلسلے میں زندہ رہتا ھے، اور جس طرح تمام حیوانات بھی اپنی اپنی جنس اور سلسلے سے پیدا ھوتے رھتے ھیں، اسی طرح بھشت کی دائمیت کا معاملہ یہ ھے کہ ھم اپنی سلسلۂ اولاد سے بھشت میں بار بار پیدا ھوتے رھیں گے، جو ہماری ہمیشہ ہمیشہ کی خوشگوار بھشت ھوگی.

اور یہ آیت اُس آیت کے بھی عین مطابق ھے جس میں اپنی اولاد اور ذرّیت میں از سرِ نو بھشت میں پیدا ھو جانے کی دُعا ھے: (۲۵: ۷۴-۷۶). الغرض اولاد کی چاہت ہی میں ہماری ابدی حیات ھے.

<u>زندہ بھشتِ فردوسِ برین:</u>

❁ سورۂ مومنون (۲۳: ۱۰-۱۱): "**اُولٰٓـئِکَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ - الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ط هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ**" علی اللہ بذاتِ پاکِ خود زندہ بھشتِ فردوسِ برین ھے اور وہ خدائے مہربان حضرتِ آدمؑ سے شروع کرکے بلکہ اُس سے بھی پہلے تمام حوران و غلمان کو اپنی ذرّیت قرار دے کر اس زندہ موروثی

بھشت کا وارث بناتا ھے، ساتھ ہی ساتھ اُنہیں آئندہ نسل کی صورت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ساکنِ بھشت بھی بناتا ھے.

- یہ وہ زندہ موروثی بھشت ھے جو سات آسمان اور سات زمین (سبع طرائق، ۲۳:۱۷) پر محیط ھے، جس میں بحوالۂ آیۂ نور (۲۴:۳۵) علی اللہ زندہ بھشتِ فردوسِ برین کا نور کارفرما ھے، لہٰذا گمانِ غالب ھے کہ ان حوران و غلمان کے آباء و اجداد بھی اور اولاد بھی اس دائمی بھشت میں بھشت کی زندگی گزارتے ھوں. (RBLP ۹۴۵)

- بھشت ایک سلسلہ ھے، بھشت سے آگے بھی بھشت ھے اور بھشت کے بعد بھی بھشت ھے، یعنی کُلّی زندہ بھشتِ فردوسِ برین ایک ھے اور اس کے تحت بے شمار ذیلی بھشتیں ھیں، چنانچہ اگر اس سیارۂ زمین کی عمر ختم ھو جاتی ھے تو نئے سیارے میں زندگی کا آغاز ھوگا، اور اس کے تحت علی اللہ کے دوستان یہ چاھیں گے کہ تمام پسندیدہ مقامات، ممالک، اور شہروں میں ذیلی بھشت ھو. بس اسی تاویل کی روشنی میں ھمارا حسنِ ظن یہ ھے کہ وادئ ھونزا و نگر میں جگہ جگہ ذیلی بھشتوں کی امکانیت ھے.

بَیْتُ الْمَعْمُوْر:

سورۂ طور (۵۲:۴): "وَالْبَیْتِ الْمَعْمُور" تاویل: بیت المعمور فرشتوں کے قبلہ کو کہتے ھیں جو آسمان میں ھے. چنانچہ جس جماعت خانے کی جماعت علی اللہ اور قیامت کی قائل ھے وہ جماعت خانہ، جماعت خانہ بھی ھے اور بیت المعمور بھی ھے. اس اعتبار سے مومنین، مومنین بھی ھیں اور فرشتے بھی ھیں، یعنی ظاھری اور جسمانی جماعت خانے کی نسبت سے مومنین و مومنات ھیں اور بیت المعمور کی نسبت سے فرشتے ھیں. چونکہ یہ دورِ قیامت ھے اور معجزات کا زمانہ ھے، لہٰذا ھم اُن تمام جماعت خانوں کو بیت المعمور قرار دے سکتے ھیں جہاں کی جماعت علی اللہ اور قیامت کی معتقد ھے.

بَیْتُ الْعَتِیْق = بَیْتُ الْمَعْمُوْر:

سورۂ حجّ (۲۲: ۲۹، ۳۳)

بَیْتُ الْعَتِیْق ایک قرآنی اور دینی اصطلاح ھے جس کے دُہرے معنی ھیں: تنزیلی اعتبار سے ظاھری حج کے معنی ھیں اور تاویلی اعتبار سے باطنی حج = حجِ اکبر کے معنی ھیں، جس کا ثبوت اسی سورہ کی آیت ۲۷ میں ھے جبکہ حضرتِ ابراھیمؑ کو حکم ھوا کہ وہ عالمی حج کے لئے دنیا بھر کے لوگوں کو دعوتِ حج دیں. چونکہ عظیم پیغمبروں کے معجزات جامع الامثال ھوا کرتے ھیں، لہٰذا یہ واقعہ ۱۹۵۱ میلادی کی روحانی قیامت میں بھی دہرایا گیا.

بُیُوت:

سورۂ نور (۲۴: ۳۶) – اس آیت میں گھروں کے مرتبے بلند کرنے کا تذکرہ بھی ھے اور ذکر کو بلند کرنے کا حکم بھی. یعنی ان گھروں میں علی اللہ کے اسم کو یاد کیا جائے اور اُس ذاتِ پاک کی تسبیح خوانی کی جائے. ان بُیُوت میں پاک جماعت خانے بھی شامل ھیں اور عاشقانِ علی اللہ کے گھروں کا تذکرہ بھی ھے، جیسا کہ قصۂ موسیٰ و ھارون میں مصر کے چند گھروں کو قبلہ بنانے کا حکم ھے (۱۰: ۸۷). بُیُوت جمع ھے بَیْت کی اور اس جمع میں علی اللہ کے عطا کردہ وہ تمام نورانی بنگلوز ھیں جو آسمان میں ھیں.

پانی پر ظہورِ عرش کا معجزہ:

سورۂ ھود (۱۱: ۷)

یہ معجزہ یارقند سے واپس ھونزا آنے پر ھوا. ھونزا اور نگر کے پہاڑوں کے درمیان تک صاف پانی بھرا ھوا تھا. یہ میر جمال خان کی مِیری کا زمانہ تھا اور حاضر امام کی مسند نشینی کا وقت قریب تھا. اس معجزے میں عرش = تخت کشتی نُما تھا. یہاں علی اللہ کے دیدار کو نہیں دیکھا کیونکہ درمیان میں اسمِ اعظم الاکرم کا سمعی حجاب تھا. جس میں پانچ کی وحدت تھی (سُلطانِ اعظم، سلمانِ اعظم، حاضر امام، نزولِ عیسیٰ اور بندۂ ناچار). یقیناً الاکرم کے اسمِ اعظم میں خانۂ

حکمت کے تمام حوران و غلمان کو تختِ شاهی عطا هونے کا اشاره هے. یہاں پانی کا اشاره علم هے، عرش کا اشاره بادشاهی هے. بادشاهی رحمان کی هے اور ظلّ رحمان کی بھی هے. اس ارشاد میں یه ذکر بھی هے که علی اللہ کے حوران و غلمان اهلِ نجات هیں اور یه که لوگوں سے علم و عمل کا امتحان هے.

- سورۂ بنی اسرائیل (۱۷ : ۷۰): **وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ** – تاویل: جب پانی پر ظہورِ عرش کا معجزه هو رہا تھا تو اُس حال میں **الْاَکرم** کا اسمِ اعظم بھی تھا. یقیناً علی اللہ نے اسمِ اعظم الاکرم کو سلسله وار پڑھا، تاآنکه اهلِ نجات = عاشقانِ علی اللہ سب cover هو جائیں.

- پانی پر ظهورِعرش کا معجزه هونزا اور نگر کے پہاڑوں کے درمیان هوا، اس میں بہت سی حکمتیں هو سکتی ہیں، جیسے هونزا و نگر میں فرقۂ امامیه هے، یعنی دونوں فرقے علی المرتضیٰ کو مانتے هیں، اور دونوں غریب علاقے هیں۔ ہمارا یقین هے که علی اللہ یہاں دو بہشت بنائے گا: ایک ظاهر میں اور ایک باطن میں، خصوصاً پہاڑوں کے اندر باطنی بہشت بنائے گا، کیونکه پہاڑوں کے بارے میں معجزات معلوم هیں۔ یہ پہاڑ اب پہاڑ نہیں رهے، اسی لئے علی اللہ نے جدید هونزا فرمایا هے اور امریکه سے هونزا کے درمیان سونے کا پُل بنایا هے.

<u>پچاس هزار سال = ایک دورِاعظم:</u>

سورۂ معارج (۷۰: ۱–۴) – هفت آسمان اور هفت زمین کے درمیان پچاس هزار سال کی بُلندی اور پچاس هزار سال کی پستی هے. اسی دائرے میں علی اللہ کے اولیاء کو عروج ہی عروج هے اور مخالفین کو نزول ہی نزول هے.

- علی اللہ تمام روحانی معارج کا مالک هے، یعنی پچاس هزار سال کی سیڑھیاں هیں. علی اللہ اسے عروج و نزول کی شکل بنا سکتا هے اور اسے گول شکل بنا کر دائرۂ اعظم = دورِ اعظم بھی بنا

سکتا ھے. علی اللہ چاھے تو یہ مسافت ترقی کا سفر بنا سکتا ہے اور اگر وہ چاھے تو اس کو دوزخ کا عذاب بنا سکتا ہے، کیونکہ اس میں فرشتوں اور روحوں کا ذکر ھے. اگر صرف سیڑھیاں ھیں تو چڑھنا عرشِ اعلٰی تک ھے اور اترنا عذاب ھے اور اگر دائرہ ھے تو فرشتگانہ پرواز کے ذریعے عرشِ اعلٰی کی طرف بلند ھو جانا ھے ایک ایسے دن جس کی مقدار پچاس ھزار سال ھے. یاد رھے کہ علی اللہ اپنے معجزۂ القابض اور الباسط کے تحت پچاس ھزار سال کی قیامت کو چشمِ زدن میں بھی برپا کر سکتا ھے.

- قرآنِ حکیم میں چھوٹے بڑے بہت سے دائرے ھیں جن میں سے ایک دائرہ پچاس (۵۰) ھزار برس کا ھے. یہ پچیس (۲۵) ھزار سال اوپر کی طرف جاتا ھے اور پچیس (۲۵) ھزار سال نیچے کو آتا ھے. یہ فرشتوں اور روحوں کی پرواز کا دائرہ ھے. معراج جمع معارج سیڑھیوں کو کہتے ھیں، یہ سیڑھیاں اسی عظیم گول دائرے پر ھیں. اَلْحَمْدُللہ! ملکۂ کن فیکون مہر انگیز کا نیٹ ورک روحانی پرواز کے اسی دائرے پر کام کر رہا ھے. (RB ۱۰۳۷)

- سورۂ تین (۹۵: ۱–۵)

تاویل: قسم ھے چار اصولِ دین: عقلِ کُلّ، نفس کُلّ، ناطق اور اساس کی! یقیناً ھم نے انسان کو بہترین ترکیب میں پیدا کیا، پھر ھم نے اس کو لوٹا دیا پستیوں سے بھی پست مقام پر. یہ پچاس ھزار سال کا دائرہ ھے. علی اللہ نے آپ کو اور ھم کو پچاس ھزار سال کے دائرے میں پیدا کیا اور تمام مراحل کے مکمل ھونے پر اب زمین پر ھم کو خلق جدید میں جامۂ جنّت بنائے گا.
(RB ۱۰۷۲)

پرندے:

سورۂ مُلک (۶۷: ۱۹) – جس طرح علی اللہ فرماتا ھے کہ کیا یہ لوگ اپنے سَروں کے اوپر پرندوں کو پرواز کرتے ھوئے نہیں دیکھتے ھیں؟ اسی طرح علی اللہ کے فضل و کرم سے اس بندۂ خاکسار نے ایک حورِ پُرنور کو اس ارشاد کے مطابق اپنے سر کے اوپر فضا میں پرواز کرتے ھوئے

دیکھا. یه معجزه اسی شہر آسٹن کا ھے جب فرشتۂ ناقور چین کے آسمان سے پرواز کرتے ہوئے امریکه آئی. یه پرواز پَروں کو پھڑپھڑاتے ہوئے نہیں تھی بلکه تِیر کی طرح تھی.

سورۂ اَنعام (۶: ۳۸) تاویل: اور زمین میں کوئی چوپایا نہیں اور نه دو پروں سے پرواز کرنے والا کوئی پرندہ ھے مگر یه سب تمہاری ہی طرح اُمَّتیں ھیں. ھم نے کتاب یعنی قرآنِ حکیم یا نامۂ اعمال میں کسی مثال کی کوئی کمی نہیں رکھی بالآخر سب کو علی اللہ کی طرف بحوالۂ حشر رجوع کرنا ھے. جہاں اس آیت کا خلاصه یه ھے که جنس اور مذھب کے لحاظ سے دنیا میں مختلف قسم کے انسان ھیں جو مختلف چوپایوں اور پرندوں کی مطابقت رکھتے ھیں وہاں دوسری طرف اس آیت میں ایک انکشاف یه بھی ھوا ھے که یہاں جن چوپایوں کا ذکر ھے اُن میں گھوڑے، پہاڑی بکری اور بھیڑ وغیرہ شامل ھیں. ان مقدس چوپایوں اور پرندوں میں مومنین کی روحیں عالمِ برزخ (۲۳: ۱۰۰) کی حیثیت سے رہتی ھیں، جہاں سے منتقل ھوکر بھشت میں داخل ھوتی ھیں. پس اللہُ نور السَّمٰوٰتِ فِی الْاَرْض کے مطابق آسمان و زمین میں اللہ کے نور کی تجلّی ھے جن میں پرندے اور مقدّس چوپائے شامل ھیں، ان میں ھماری روحیں عالمِ برزخ کے طور پر کچھ عرصه رہتی ھیں جب تک کے یه روحیں حشر میں داخل ھو جائیں اور حشر سے بھشت میں.

جاننا چاھئے که پرندوں کے گروپ میں سرِ فہرست طاؤس ھے. علی اللہ کے فضل و کرم سے اس بندۂ درویش کو طاؤس میں پرواز کا معجزہ ھوچُکا ھے. پس اگر مَیں طاؤس میں ھو سکتا ھوں تویه بشارت ھے که خانۂ حکمت کے تمام حوران وغلمان اور میرے پیارے بچے بھی علی اللہ کے معجزے سے طاؤس کی تجلّیات میں ھو سکتے ھیں اور ممکن ھے که وہ گھوڑے , پہاڑی بکری اور بھیڑ کی تجلّیات میں بھی ھوں. آپ گھوڑے کی خصوصیات پر بھی غور کریں. ساتھ ہی الٰہی سائنس کے تناظر میں دیکھیں که نورانی گھوڑوں کا کردار کتنا عجیب و غریب ھے! (RB ۹۹۶؛ RB ۱۰۰۴)

- هم نے دیکھا موجودہ اسم **"القابض – الباسط"** کا معجزہ پرندوں میں بھی چلتا ہے اور علی اللہ القابض اور الباسط میں اپنے نور کو استعمال کرتا ہے، جس سے تمام پرندے پرواز کرتے ہیں. یہ جسمِ لطیف کا معجزہ ہے.

- عالمِ طیور میں علی اللہ کی تجلّیات کے ذرّات ہیں، کیونکہ علی اللہ کے حکم سے یہ قیامت کے زیرِ اثر ہیں، جس کا قرآنی ثبوت: **وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً** (۳۸:۱۹) ہے، یعنی حضرتِ داؤد کی وجہ سے طیور پر قیامت گزرتی تھی اور اُن میں ایک *الہامی* روح آتی تھی۔

- اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ پرندوں میں بھی کوئی معجزہ ہے. پس معلوم ہوا کہ پرندوں میں ذرّہ برابر علی اللہ کی تجلّی ہوتی ہے، ان میں ایک باطنی روح ہے، جس سے پرندے اُڑتے رہتے ہیں. یہ باطنی روح زندہ نورانی *بہشت* کا حصہ ہے. اس کے علاوہ بھی پرندوں میں بے شمار معجزات ہیں، مثال کے طور پر: چھوٹے پرندوں کا بڑے پرندوں میں تبدیلی کا معجزہ، رنگوں کی تبدیلی کا معجزہ، پرواز کی تیزی کا معجزہ، نغمہ سرائی کا معجزہ، پرندہ داؤد و سلیمان ہو جانے کا معجزہ، کسی پرندے کا نورانی جہاز یا کسی حور یا کسی پری میں تبدیل ہو جانے کا معجزہ، وغیرہ. اور ایسے *بہت* سے معجزات ممکن ہیں کیونکہ مسخر کسی چیز کو اپنی منشاء کے مطابق استعمال کرنے کو *کہتے* ہیں. (RBLP ۹۵۸)

<u>پرواز:</u>

نورانی پرواز کی کئی قسمیں ہیں اُن میں سے ایک قسم روحانی تصوّر یا روحانی خیال کی پرواز ہے. جیسا کہ جماعتِ اسماعیلیت کی ایک *بہت* بڑی اصطلاح بیت الخیال ہے جس میں روحانی خیال کی پرواز ایک قابلِ *فہم* دلیل ہے. اسی مناسبت سے میرا ایک بروشسکی شعر ہے:

شُلگویو کله بُٹ میسکی دُوَل بان یه ژو مولا!

یا نورہ خیالاتُ لو گوپچر مِچُو مولا!

ترجمه: یا مولا! عشاق تیرے دیدارِ اقدس کے لئے بیقرار هیں یا خود آجا اور اپنا دیدار عنایت فرما!
یا پھر نورانی خیالات کی پرواز سے همیں اپنے حضور لے جا! اور دیدار عنایت فرما!

خیال "طائرِ برقی" هے اے نصیرالدّین!

عظیم عطیۂ رحمان هے خیال نہیں (RB ۱۰۳۱)

سورۂ فاطر (۳۵: ۱) – میں حوران و غلمان کی پرواز کا ذکر هے!

سورۂ نَحل (۱۶: ۷۹) – کیا یه لوگ ان پرندوں کو نہیں دیکھتے هیں که کس طرح علی الله ان کو فضا میں ٹھہراتا هے؟ چونکه یه دورِ ستر کی بات هے، اُس وقت حور نه تجلّی هوئی تھی، نه فرشتے کا کوئی تصور تھا، نه پری کا تصور تھا، نه ان کی پرواز کا تصور تھا، مگر آج هم اس کی تاویل کرتے هیں که پرندے کا اُڑنا رحمان کا معجزه هے، که یہی معجزه نورانی بدن میں هے. هم نے فرشتۂ ناقور میں نورانی بدن میں پرواز کا معجزه دیکھا. اور اعلٰی حدودِ دین کے سایوں سے تمهارے لئے جسمِ لطیف بنائے، یعنی سلطانِ اعظم اور سلمانِ اعظم کی تجلّیات سے جسمِ لطیف بنائے. اور علی الله تعالیٰ کے انہی سایوں = تجلّیات = حوران کے اجسامِ لطیف سے گرمی اور جنگ سے بچاؤ کے لئے کُرتے بنائے. اور اسی طرح علی الله اپنی نعمت تم پر تمام کرتا هے تاکه تم تسلیم کرو!

سورۂ قارعه (۱۰۱: ۴-۵): **"یَوۡمَ یَکُوۡنُ النَّاسُ کَالۡفَرَاشِ الۡمَبۡثُوۡثِ"**
ترجمه: جس دن لوگ بکھرے هوئے پتنگوں کی طرح هو جائیں گے.
تاویل: قیامت کے آغاز میں لوگ چراغ کے پتنگوں کی طرح هو سکتے هیں، یه حوران وغلمان

کی پرواز کا اشارہ یا آغاز ھے۔ علی اللہ چراغِ نور ھے اور حوران و غلمان عشقِ علی اللہ کے پروانے ھیں، عاشقانِ علی اللہ زندہ باد! حوران و غلمان میں نورانی پرواز ھو رہی ھے، مبارکباد!!!

❁ علی اللہ فرماتا ھے قیامت کے دن لوگ چراغ کے پروانوں کی طرح ھو جائیں گے۔ دَورِ قیامت میں حوران و غلمان علی اللہ کے نورِ ظاھر و باطن کی قوّت سے پرواز کرتے ہوئے بکھر جائینگے، اس ارشاد سے معلوم ھوا کہ حوران و غلمان کی نورانی پرواز حقیقت ھے۔ اُس وقت پہاڑ ٹھوس نہیں رھیں گے بلکہ گیس کی طرح ھو جائیں گے۔ یہ علی اللہ کے اس نور کا معجزہ ھے جو آسمانوں اور زمین پر محیط ھے۔

سورهٔ واقعه (۵۶: ۲۱): "وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ" ترجمہ: اہلِ بہشت کو اُن کی پسند کے پرندے کا گوشت ملے گا۔ اس کی تاویل پرواز ھے، کیونکہ پرندوں کی سب سے بڑی خصوصیت پرواز ھے، جبکہ بھشت میں شکم سیری کی قطعی گنجائش نہیں۔ پس اچھے پرندے زندہ بہشت ہیں۔

❁ عقلی شریعت میں حوارنِ پُرنور کو چادر اور چار دیواری کی قید سے آزادی کے ساتھ ساتھ آسمان کی بلندیوں پر پرواز کی اجازت اور صلاحیت بھی عطا فرمائی ھے۔ بہشت میں بے شمار دل پسند نعمتیں ھیں اور اُن میں سے حورانِ پُرنور کی پرواز بہت پسندیدہ ھے۔ جیسا کہ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُوالْعَرْشِ (۴۰: ۱۵) کے پُرحکمت ارشاد میں حوران و غلمان کو بصورتِ پرواز عرشِ اعلٰی تک لے جانے کا واضح اشارہ موجود ھے اور یہی قانون معراجِ رسول صلعم میں بھی ھے۔ چناچہ قانونِ پرواز الٰہی سائنس کی سب سے بڑی بہشت ھے اور یہی وجہ ھے کہ عالمِ غیب سے کسی مبارک آواز نے بُم بَر کی فرما کر اس تاویل کی طرف توجہ دلائی۔

❁ سورۂ رحمان (۵۵: ۳۳) ترجمہ: اے گروہِ جنّ و انس! اگر تم سے ھو سکتا ھے تو آسمانوں اور

زمین کے کناروں تک پرواز کرو اور جا کر دیکھو، لیکن تم یہ کام نہیں کر سکو گے، **اِلَّا بِسُلْطَان**، یعنی سلطانِ اعظم علی اللہ کے دور میں جب کہ قیامت کا غلبہ و زور اور روحانی سائنس کا زمانہ ہو تب ہی حوران و غلمان کی پرواز عرشِ اعلیٰ تک ممکن ہے.

- قرآنِ حکیم میں جہاں جہاں اِتمامِ نور کی دعا ہے، مثال کے طور پر: "**رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا**....." اور دُعائے نور وغیرہ، یہ سب نور کی تکمیل کی دعائیں دراصل پرواز والے گھوڑے یعنی FLYING HORSE بن جانے کے لئے ہیں. (RBLP ۹۲۶)

- روحانی اور الٰہی سائنس میں پرواز کی چند شہادتیں:
  ۱. سنتِ معراج
  ۲. حضرتِ عیسٰیؑ کا آسمان کی طرف پرواز کرنا (۴:۱۵۸)
  ۳. حضرتِ ادریسؑ کا **وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا** (۱۹:۵۷)
  ۴. عالمِ ملکوت میں فرشتوں کی پرواز
  ۵. حوران و غلمان کا علی اللہ کی زندہ بہشت ہو کر پرواز کرنا

- سورۂ نسآء (۴:۱۵۷-۱۵۸): علی اللہ کے حکم سے جسمِ لطیف میں آسمان کی طرف نورانی پرواز حضرتِ عیسٰی ابنِ مریم سے شروع ہوئی. رحمتِ عالم کا بُراق پر پرواز کرنا تمام مسلمان مانتے ہیں. پس اگر حوران و غلمان علی اللہ کے معجزات سے پرواز کریں تو یہ ایک قرآنی حقیقت ہے. اب نورانی پرواز کا آغاز ہوچکا ہے.

- مجھے بہت پہلے روحانی پرواز کا ادراک ہوا، مَیں دیکھتا ہوں کہ مَیں جسمِ لطیف میں یارقند کی طرف جا رہا ہوں اور علی اللہ کے حضور شادمانی سے عرض کرتا ہوں: یا علی اللہ! میرا یہ سر جو اسوقت پرواز کے لئے سرگرم ہوا ہے یہ میرا سر آپ سے قربان.

اس کے علاوہ میں یارقند سے ھونزہ واپسی پر ایک سفید گھوڑے پر پرواز کر رہا تھا۔

- حوران جسمِ لطیف میں، پری یا جنّ بن کر، تختِ سلیمان یا نورانی جہاز بن کر، نورانی گھوڑے یا علی اللہ کی تجلّی بن کر، یا پھر U.F.Os بن کر پرواز کرتی ھیں. اس پرواز کے طرز کو طائرانہ یا فرشتگانہ کہہ سکتے ھیں.

:Globalization/Pluralism

سورۂ نسآء (۴:۱) کے بموجب خداوند عالم نے جس طرح دنیا کے تمام لوگوں کو اوّلاً نفسِ واحدہ سے پیدا کیا، اسی طرح وہ آخراً تمام عالمِ انسانیت کو اُمتِ واحدہ بنائے گا.

قبلاً ھم نے مولانا حاضر امام کے مبارک حضور سے "Pluralism" کی اصطلاح کو سُنا تھا. اب مولانا حاضر امام کی حالیہ تقاریر کے حوالے سے ایک اور غیر معمولی اصطلاح کو جان لیا اور وہ ھے "Globalization". چونکہ علی اللہ تعالیٰ کے معجزات میں pluralism سب سے پاورفُل معجزہ ھے لہٰذا اب اس سے بھی بڑا معجزہ globalization ھے، جس میں ھمارا حسن ظن یہ ھے کہ علی اللہ خانۂ حکمت کو پھیلا کر globalized کرنے والا ھے. یعنی تاشغورغان کی علامتی قربانی کے نتیجے میں علی اللہ ھمارے سر میں جتنے نیورونز ھیں ان کو استعمال کر کے دنیا میں پھیلائے گا اور تمام شہروں، ملکوں، اور اقوامِ عالم کو اُمتِ واحدہ بنائے گا. یہ ھوا globalization البتہ اس میں ذکر اور گریہ و زاری شرط ھے. (RB ۱۰۸۳)

پہاڑ/جبال:

تمام پہاڑ مل کر کوہِ قاف ھیں اور تمام پہاڑوں سے متعلق علی اللہ نے ارشاد فرمایا: **اَنَا جَبَلُ قَاف** (کوکبِ درّی، ص ۹۲). پھر ایک روز علی اللہ تعالیٰ نے اس بندۂ ناتوان کے لئے ایک عجیب و

غریب معجزہ کیا کہ سنگِ مر مر کی ایک خوبصورت تختی پر قاف والے الفاظ کو لکھ کر بتایا گویا اس کو کوہِ قاف کا ایک نمونہ بنایا. بعد ازاں بحوالۂ سورۂ حشر (۵۹:۲۱) اشارہ فرمایا کہ علی اللہ کا مقدس نور پہاڑ پر ڈالا گیا ھے۔علاوہ براں سورۂ ملک (۶۷:۵) کے حوالے سے فرمایا: ہم نے قریب کے آسمان یعنی پہاڑی علاقوں میں نہ صرف نور کے چراغ جلائے ھیں بلکہ جو لوگ امام اور قائم سے منکر ھیں اُن کے لئے سنگ ساری کا ذریعہ بھی بنایا ھے. یعنی اھلِ منکر کے لئے ان حقائق پر حجاب رکھا ھے اور اھلِ معرفت کے لئے پہاڑوں میں بھشت کے نورانی بنگلوز کا انعام رکھا ھے! (RB ۱۰۲۹)

سورۂ حشر (۵۹:۲۱) : "لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ"

تاویل ۱ : سلطانِ اعظم اور سلمانِ اعظم ہی، جو زندہ قرآن ھے، فرماتا ھے: اگر ھم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتے تو وہ خدا کے ڈر سے چُور چُور ھو جاتا. پس اسی قانون کے پیشِ نظر گلگت و ھونزا اور نگر کے پہاڑوں میں علی اللہ کی نورانی جنّت کو تسلیم کرنا ھے، کیونکہ اُس ذاتِ پاک کے بڑے بڑے معجزات میں سے پہاڑوں کو زندہ عالمی جنّت بنانا ھے، جس کا ثبوت "جدید ھونزا" اور "جدید نگر" کا پاک فرمان ھے.

تاویل ۲: اگر علی اللہ زندہ قرآن کا نزول کسی پہاڑ پر کرتا، تو وہ پہاڑ علی اللہ کے ڈر سے پارہ پارہ ھوتا اور اُس پہاڑ پر ایک زندہ بہشت کا ظہور ھوتا. اسی اصول کے مطابق ہم نے ھونزا و نگر اور دیگر علاقوں کے پہاڑوں پر زندہ بہشت تسلیم کیا، کیونکہ اس دورِ قیامت میں یہ امکان ھے کہ علی اللہ ھر پہاڑ کو ایک عالمی جنت بنائے، کیونکہ وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا کا ارشاد اسی کی مطابقت میں ھے.

حضرتِ داؤد کے ساتھ اس آیت کی تاویل قریب ہو چکی تھی، اور اب علی اللہ فرماتا ھے کہ اگر

علی اللہ زندہ قرآن کا زندہ معجزہ نورانیت میں پہاڑ پر ڈالتا تو وہ پہاڑ پارہ پارہ ہو جاتا ، یعنی زندہ قرآن اور زندہ بہشت ہو جاتا۔ پس یہاں تمام پہاڑوں کے زندہ قرآن اور زندہ بہشت ہو جانے کا امکان ہے۔ اور یہ معجزہ حضرتِ داؤدؑ کے زمانے میں شروع ہوا تھا.

- جب تمام آسمان اور زمین علی اللہ کے دائرۂ نور کے گھیرے میں ہیں تو پھر زمین پر موجود پہاڑ اور پتھر اس زندہ نورِ الٰہی سے مستثنٰی کیوں کر ہوسکتے ہیں، چنانچہ اس آیۂ نور کے بموجب تمام پہاڑ زندہ بہشت بھی ہیں اور بحوالۂ ارشادِ مولانا علی علیہ السلام ہر پہاڑ کوہِ کاف بھی ہے (**اَنَا جَبَلُ قَاف**)، جس میں قومِ جنّ = پری کی بے شمار حوران و غلمان ہیں اور یہ سب زندہ بهشتِ نورانی ہیں. بالفاظِ دگر تمام پہاڑ خدائے جمیل (**اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ**) کا زندہ نور، زندہ بہشت اور زندہ جماعت خانے = بہشت کے بالا خانے ہیں (۲۵:۷۵).

- الحمد للہ، علی اللہ پاک پر ہمارا کامل یقین ہے اور اُسی شاھنشاہِ ممکنات کے نورانی معجزات پر توکُّل کرتے ہوئے بحوالۂ سورۂ کہف (۱۸) درجِ ذیل تأویل کرتے ہیں: جب آیۂ نور (۲۴:۳۵) اور سورۂ زُمر (۳۹:۶۹) کے بموجب ساری زمین علی اللہ پاک کے نور سے منور ہوگئی ہے تو اس حال میں پہاڑ جن کو قبلاً بے جان سمجھا جاتا تھا، اب نورانی ہوگئے ہیں. چنانچہ اسی قانونِ نورانی کے پیشِ نظر ہونزا و نگر کے پہاڑوں میں نورانی بنگوز اور نورانی جماعت خانوں کا امکان بڑھ گیا ہے. اور بحوالۂ سورۂ مومنون (۲۳:۱۰-۱۱) جہاں نورانی بنگلوز ہونے کی امکانیت ہو وہاں علی اللہ زندہ فردوسِ برین کی پشت در پشت چلنے والی یقینی بہشت بھی ہوگی جس میں بموجبِ آیۂ قرآن: **وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ** (۶۹:۱۷). آٹھ عظیم فرشتے ہوں گے جن میں حضرتِ آدمؑ سے شروع کر کے حضرتِ خاتمؐ، حضرتِ حجّتِ قائم (ف۔ا) اور حضرتِ قائم القیامت (ع۔س) کی نورانی تجلّیات ہوں گی اور اسی مناسبت سے آٹھ مرتبہ "**الاکرم**" کا اسمِ اعظم کارفرما ہوگا کہ جس میں معجزۂ القابض اور الباسط کے مطابق

آسمان اور زمین کے برابر بہشت ہوگی (۳:۱۳۳ ؛ ۵۷:۲۱)۔ (RB ۹۷۱)

تخت= علی اللہ کی تجلّیات=Royal Thrones of Paradise:

- سورۂ صافات (۳۷:۴۴) حوران و غلمان کا بہشت کے Royal Thrones پر ہونا یہ ہے کہ وہ علی اللہ کی نورانی تجلّیات میں ہوتے ہیں۔

سورۂ غاشیہ (۸۸:۱۰-۱۳) :"**سُرُرٌ مَّرۡفُوۡعَةٌ**"علی اللہ کی آسمانی بہشت میں سیاحت کے لئے سُلیمانی تخت ہیں۔

سورۂ حجر (۱۵:۴۷)؛ سورۂ صافات (۳۷:۴۴)؛ سورۂ طور (۵۲:۲۰)؛ سورۂ واقعہ (۵۶:۱۵)؛ سورۂ غاشیہ (۸۸:۱۳) **سَرِیر** = تختِ بادشاہ = تاجدار ہے۔ علی اللہ نے جن حُوران و غلمان کو تاجدار = بادشاہ بنا دیا ہے اُن کا تختِ شاہی **سَرِیر** اور جمع **سُرُر** ہے۔ یہ لفظِ جمع آپ کو پانچ مقام پر ملے گا۔

- ایک تاویلی معجزہ: علی اللہ کی بے شمار تجلّیات ہیں اور وہ اپنی اُن بے شمار تجلّیات کی وحدت کا سنگم ہے، سبحان اللہ! جس طرح سورج کی بے شمار کرنیں ہیں اور اُن بے شُمار کرنوں کا سنگم ہے، اسی طرح علی اللہ خود جو روحانی سورج ہے، اُس سورج کی بے شمار کرنیں ہیں، مثلاً لاتعداد فرشتے، حوران و غلمان، ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران، وغیرہ، یہ سب علی اللہ کی تجلّیات ہیں اور اُن بے شمار تجلّیات کی ایک وحدت ہے، اور علی اللہ اس وحدت و کثرت کا سنگم ہے۔ **كُلُّ شَيۡءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجۡهَهُ** (۲۸ : ۸۸) میں علی اللہ کی بے شمار تجلّیات کا اشارہ موجود ہے۔

تختِ سُلیمانؑ:

سورۂ سبا (۳۴:۱۲) تاویل: علی اللہ نے حضرتِ سلیمانؑ کو نہ صرف لشکرِ جرّار عطا فرمایا تھا

بلکه آپؑ کے لئے ہوا کو بھی مسخر کر دیا تھا. یہ کوئی مادّی ہوا نہیں تھی، یہ علی اللہ کا نور تھا کیونکہ بحوالۂ آیۂ نور (۳۵:۳۴) آسمانوں اور زمین میں علی اللہ پاک ہی کا نور ہے. اگرچہ قرآنِ حکیم کے ظاہر میں تختِ سُلیمان کا ذریعہ ہوا بتایا گیا ہے مگر یہ ہوا نہیں بلکہ علی اللہ کا نور ہے.

تَلَذُّ الۡاَعۡیُنُ:

سورۂ زُخرف (۴۳: ۷۰-۷۳)

تاویل: اے حوران و غلمانِ قائم القیامت! تم اور تمہاری دنیا کی ازواج اور بہشت کی ازواج اُس جنّت الفردوس میں داخل ہو جاؤ جو موروثی فردوسِ برین ہے، جہاں بکثرت نورانی پھل مہیا ہیں جو باعثِ قوت اور لذّت ہیں.

یہاں " تَلَذُّ الۡاَعۡیُنُ" میں ایک خاص اشاراتی تاویل ہے، وہ یہ کہ علی اللہ دو طرح سے نورانی شادی کرتا ہے: ایک لمسی شادی اور دوسری نَظَری شادی. لمسی شادی سے علی زادے اور علی زادیاں ہونے کا امکان ہے، جبکہ نَظَری شادی شاہ دیدار کے لئے ہے، یعنی اُن حورانِ پُرنور کے مبارک چہروں میں علی اللہ جمیل کا حسن و جمال اور پاک تجلّی ہو گی.

تھوسٔ گٹو جوٓ میںٓ شرو جوٓ

نورانی تاویل: "مجھے ہر بار خلقِ جدید کا لباس اور علمِ قدیم کا رِزق عطا فرما!"
مَیں چھوٹا بچہ تھا، میری والدہ نے نئے چاند دیکھنے کی یہ دُعا سکھلا دی تھی.

[اپنی] جان کو علی اللہ کی رضاجوئی کے لئے بیچ ڈالنا:

سورۂ بقرہ (۲:۲۰۷) تاویل: جب کافروں نے منصوبہ بنایا کہ آنحضرت کو قتل کرلیں گے تو اسوقت آپؐ پر وحی آئی کہ آپ اپنی سلامتی کے لئے راتوں رات مدینہ چلے جائیں. رسولِ پاک

جب مدینہ کے لئے روانہ ہو گئے تو مولا علی نے محبت میں آپؐ پر قربان ہو جانے کی تیاری کرلی اور آپؐ کے بستر پر لیٹ گئے۔ جب کافر آگئے اور چادر ہٹائی تو حضرت علی کو ان کے بستر پر پایا پوچھا: مُحمّد کہاں ھے؟ علی المرتضٰی نے غُرّاتے ہوئے فرمایا: کیا تم نے مُحمّد کو مُجھے سونپا تھا جو مُجھ سے سوال کر رھے ھو؟ اس پر کافر وہاں سے نامُراد ھو کر چلے گئے، بعد ازاں آنحضرت پر آسمان سے وحی آئی "اور خدا کے دوستوں میں سے جو اپنی جان کو خداوند تعالٰی کی رضا جوئی کے لئے بیچ ڈالتا ھے اور خدا بھی اپنے بندوں پر مہربان ھے"۔ سُنّی اور شیعہ تمام اس بات پر مُتفق ھیں کہ یہ آیت علی المرتضٰی شیرِ خدا کی شان میں ھے۔

جسمِ لطیف:

سورۂ یوسُف (۱۲:۹۳) پیراھنِ یوسفی، جُثۂ ابداعیہ

سورۂ انعام (۶:۱۲۲) نور، نورانی بدن

سورۂ رعد (۱۳:۱۲) برق

سورۂ انفال (۸:۶۰) **رباط الخیل** (پلے ہوئے گھوڑے)

سورۂ نمل (۲۷:۴۰) تختِ بلقیس

سورۂ نحل (۱۶:۷۹) پرندوں کی پرواز

سورۂ ملک (۶۷:۱۹): "**الطَّیۡرِ فَوۡقَھُمۡ صٰٓفّٰتٍ وَّ یَقۡبِضۡنَ**" (پرندوں کا پر پھیلانا اور سُکیڑنا)

سورۂ نحل (۱۶:۸۰): "**بُیُوۡتِکُمۡ سَکَنًا**" (گھروں کو رہنے کی جگہ بنایا) اور "**جُلُوۡدِ الۡاَنۡعَامِ بُیُوۡتًا**" (چوپایوں کی کھالوں سے گھر بنائے)

سورۂ نحل (۱۶:۸۱) سرابیل = دو قسم کے کُرتے جو گرمی اور جنگ سے بچاتے ھیں

ظِلٰلاً = سائے

سورۂ سَبَا (۳۴:۱۳) زندہ قلعے، محاریب و تماثیل

سورۂ جِنّ (۷۲:۱) جنّ یا پری

سورۂ انبیآ (۲۱: ۸۰) **لبوس**

سورۂ انبیآ (۲۱: ۸۱) **تیز ہوا، تختِ سُلیمان**

سورۂ بقرہ (۲:۲۴۷) **جسمِ بسیط**

سورۂ انفال (۸:۶۰) ؛ سورۂ عادیات (۱۰۰) **جنگی گھوڑے**

- سورہ : آیت (۱۳:۵؛ ۱۴:۱۹؛ ۳۲:۱۰؛ ۳۴:۷؛ ۳۵:۱۶؛ ۵۰:۱۵؛ ۱۷:۴۹؛ ۱۷:۹۸) خلقِ جدید : خلقِ جدید کے قانون کے مطابق جس طرح چاند ہر مہینے میں نیا بنتا ھے، اسی طرح بہشت میں تمام حوران و غلمان خلقِ جدید ھوتے ھیں. اور خلقِ جدید نورانی فیملی میں ھے. جو لوگ خلقِ جدید کو نہیں مانتے ھیں قرآن میں ان کو کافر قرار دیا گیا ھے (۳۲:۱۰؛ ۳۴:۷)

- زمانۂ یارقند میں سلطانِ اعظم علی اللہ سے میں نے سوال کیا تھا: یا مولا! میرا یہ جسم سڈول نہیں ہے، اس لئے مجھے ایک نیا جسم عطا فرمائیں۔ جس پر خداوند نے فرمایا: وہ صرف ایک ھے جو اِس وقت شاھزادہ کے پاس ھے. اس سے یہ معلوم ہوا کہ شاھزادہ علی سلمان کو جسمِ لطیف عطا ھوا تھا. چونکہ جسمِ لطیف اور علمِ بسیط کی وسعت کا دائرہ کُلّ عالم پر مُحیط ھے، لہٰذا جہاں سے جہاں تک علم کا پھیلاؤ ھے، وہاں سے وہاں تک جسمِ لطیف کی رسائی ھے.

- بحوالۂ سورۂ بقرہ (۲:۲۴۶–۲۴۷) حضرتِ موسیٰ اور حضرتِ ھارون کے بعد بنی اسرائیل سردار کے لئے محتاج ہوگئے، کیونکہ اُس زمانے میں جو جنگیں لڑی جاتی تھیں وہ سردار = امام کے بغیر ممکن نہیں تھیں، اس لئے انہوں نے حضرتِ شموئیل، جو اسوقت پیغمبر تھے، سے سردار کا تعین کرنے کی درخواست کی. حضرتِ شموئیل نے علی اللہ کے حکم سے حضرتِ طالوت کو سردار مقرر کیا، جس پر بنی اسرائیل نے اعتراض کیا اور کہا کہ طالوت کی مالی حیثیت اچھی نہیں، اس لئے ہم میں سے کسی کو مَلِک = امام بنائیں. حضرتِ شموئیل نے فرمایا: طالوت کے پاس علمِ بسیط اور جسمِ لطیف ھے، اور خداوندِ تعالٰی نے اس کا انتخاب

فرمایا ھے. الغرض ہر امام علمِ بسیط اور جسمِ لطیف کا حامل ھوا کرتا ھے.

<u>جسمِ لطیف کا مرکز انسانی بدن میں کہاں ھے؟</u>

اوّل: تاشغورغان میں علامتی قربانی کا جو معجزہ ھوا اس حوالے سے سمجھایا گیا کہ سر میں ادراک والے خاص خلّیات ھوتے ھیں، لہٰذا جسمِ لطیف کا سینٹر سر ھے.

دُوُم: حضرتِ یوسفؑ نے اپنی معجزانہ قمیض = جثۂ ابداعیه کو اپنے بھائیوں کے ذریعے اپنے والد کے چہرے پر ڈالا تھا (۱۲: ۹۳). اس قرآنی حکمت سے ثابت ھوا که جسمِ لطیف کا مرکز سر میں ھے.

سِوُم: انسان کی نیند سر کے cells میں ھوتی ھے، لہٰذا جسمِ لطیف کا سینٹر سر ھے

<u>زندہ تصویر = اجسامِ لطیف:</u>

اگر بہشت میں سلطان و سلمان کی زندہ تصویر نہیں ملتی ھیں تو ہمیں کیا شادمانی ھوگی! اور ھم امام کی ہر زندہ تصویر کو چاھتے ھیں جو ہر عمر کی ھوں.

سورۂ فرقان (۲۵: ۴۵): " اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَ لَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاکِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَیْهِ دَلِیْلًا "

تاویل: اے رسولِ کریمؐ! کیا آپ اپنے پروردگار علی اللہ کی طرف نہیں دیکھتے ھیں که اُس نے اپنے سایه = تجلّی = جسمِ لطیف کو کس طرح دُور تک پھیلا دیا؟ اور اگر حضرتِ ربّ چاھے تو وہ اس جسمِ لطیف کی حرکت کو جو ریحِ سلیمان کی طرح انتھائی تیز ھے، اس میں ٹھہراؤ بھی پیدا کر سکتا ھے تاکه تم اس تک رسائی حاصل کرسکو. یعنی اگر علی اللہ چاھے تو وہ تم کو حرکت اور سکون دونوں حالتوں میں جسمِ لطیف عطا کر سکتا ھے.

سورۂ فرقان (۲۵:۴۷): اور علی اللہ وہ ذاتِ پاک ھے جس نے تمھارے لئے رات کو بنایا یعنی جسمِ لطیف کو حجاب میں رکھا تاکہ اس کی مسلسل حرکت سے تم کو تکلیف نہ ھو اور تم بوقتِ ضرورت نیند کر سکو کیونکہ ہر وقت دائرۂ معجزات میں رہنا کوئی آسان بات نہیں درمیان میں وقفۂ لازم بھی ضروری ھے۔ اور پھر تمھارے لئے دن کو بنایا تاکہ تم جسمِ لطیف سے سفر اور سیر و سیاحت کا کام لے سکو۔

یہاں ایک ضروری نکتہ یاد رھے کہ جسمِ لطیف کی مختلف صورتیں ھیں یہ حورِ پُرنور بھی ھے، پری پرواز بھی ھے، پرواز والا نورانی گھوڑا بھی ھے اور بہت کچھ ھے۔ (RB ۱۰۱۱)

جشنِ جنّت :

سورہٗ یاسین (۳۶ : ۵۵ – ۵۸): سورۂ یاسین قلبِ قرآن میں ارشاد ھے: یقیناً آج کے دن جنّت والے شادمانی کے شغل میں ھوں گے یعنی جشنِ شکرگزاری میں مصروف ھوں گے۔ علی اللہ ہر جشن کو زندہ بہشت بناتا ھے

جعفر طیّار:

رسولِ خدا صلعم نے فرمایا تھا: "میں گزشتہ شب جنّت میں داخل ھوکر وہاں کیا دیکھتا ھوں کہ جعفر(بن ابی طالب) فرشتوں کے ساتھ پرواز کر رہا ھے اور حمزہ ایک تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا ھے"۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا ھے:"میں نے جعفر بن ابی طالب کو دیکھا کہ وہ ایک فرشتہ ھوگیا ھے اور دو بازوؤں سے فرشتوں کے ساتھ اُڑ رہا ھے۔ (مُستدرک) جسمِ لطیف ہی فرشتہ اور تخت ھے اور جَناَحَیْن (دو بازو) برائے ذکر دو اسم ھیں کہ فرشتے اسماء الحُسنٰی سے پرواز کرتے ھیں۔

جماعت خانہ:

علی اللہ نے قرانگغُو توغراق جماعت خانہ میں میرے لئے بہت بڑا معجزہ کیا کہ جماعت خانے کے تمام اجزائے نے یک زبان ہو کر "یا علی مولا علی سُلطان محمد شاہ علی" کا پاک ذکر کیا. پس اسی کے ساتھ یہ پاک جماعت خانہ علی اللہ کا نور بن گیا. میرے عالمِ شخصی میں دو ارب ساٹھ کروڑ روحوں نے یہ قیامتی ذکر کیا. (RB ۱۰۶۶)

جماعت خانہ علی اللہ کا زندہ گھر ہے. علی اللہ کا زندہ نورانی گھر سفینۂ نجات ہے، زندہ نورانی بھشتِ عالم ہے، ملکِ چین کا مرکزی جماعت خانہ ہے. علی اللہ نے یہاں بڑے بڑے معجزات کئے ہیں. یہ بیتِ المعمور کی تاویل ہے کیونکہ بیتِ المعمور فرشتوں کی موجودگی سے آباد ہے. علی اللہ نے قرانگغُو توغراق جماعت خانے کو زندہ بھشت برائے چین بنا دیا ہے جس میں یارقند وغیرہ کے اسماعیلی بھشت کا نظارہ کر رہے ہیں، جس میں علی اللہ کا یہ غلام بھی ہے. عزیز محمد خان علی اللہ کا ولی ہے، یہ خلیفہ اور بادشاہ ہے. علی اللہ نے یہاں بہت سے مومنین کو جَنّات اور بے شمار حوران و غلمان بنایا ہے.

- جماعت خانہ سے مطلق عظیم معجزات: جماعتخانہ کا ذکر کرنا، جماعت کا خانۂ کعبہ ہونا، جماعت خانہ کا ایک نام عرشِ مجید ہے.

- سورۂ طُور (۵۲: ۴-۵) وَالْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ – تاویل: علی اللہ نے اپنی رحمت سے دنیا کے تمام جماعت خانوں اور عاشقانِ علی اللہ کے گھروں کو آسمان پر اُٹھا کر نورانی بنگلوز بنا لیا ہے، وہاں آج ایک نئی تاویل سامنے آئی ہے کہ ہر جماعت خانہ آسمان پر بیت المعمور ہو گیا یعنی خدا کا زندہ آباد گھر ہو گیا، جس میں صاحبِ خانہ = علی اللہ حاضر ہے. آپ کو مبارک ہو! اس حقیقت کی دلیل مذکورہ بالا ارشاد سے ملتی ہے جو فرمایا گیا: اور بیتُ المعمور کی قسم! یہ بیت المعمور خانۂ کعبہ کے مقابلے میں آسمان پر ہے جو علی اللہ کا زندہ

آباد گھر ھے. جس طرح خانۂ کعبہ لوگوں کا قبلہ ھے اور جہاں اھلِ ظاھر حج کے لئے جاتے ھیں، اسی طرح بیت المعمور فرشتوں کا قبلہ ھے اور وہاں فرشتے حج کے لئے جاتے ھیں، کیونکہ وہ علی اللہ کا زندہ آباد گھر ھے.

- پھر فرمایا گیا اور سقفِ مرفوع = بلند شدہ چھت کی قسم! – اس سے مراد آسمان کی قسم ھے جس میں بیت المعمور اور مومنین و مومنات خود اور ان کے گھر زندہ بہشت کی صورت میں ھیں. الغرض پہلے تو آسمان میں گھر ھونے کی بات تھی اور اب جماعت خانہ اور مومن اور اس کا گھر آسمان پر بیت المعمور یعنی خدا کا آباد گھر اور فرشتوں کا قبلہ ھو گیا. جہاں علی اللہ کی حقیقی شناخت و معرفت کے ساتھ عبادت ھوتی ھے. (RB LP – ۲۰ئے)

- سورۂ واقعہ (۵۶: ۱–۳) اس آیت میں قیامت سے مراد دورِ قیامت ھے اور لفظِ رَافِعَہ میں حوران و غلمان، پاک جماعت خانوں اور جماعت خانوں جیسے گھروں کو آسمان پر چڑھانے کا مضبوط حوالہ ملتا ھے! (RBLP - ۵۴ئے)

- سورۂ بقرہ (۲: ۱۲۴–۱۲۵) – حضرتِ ابراھیمؑ اپنے وقت میں امام اور خانۂ خدا تھا معجزہ: ایک رات مجھے احساس و ادراک یہ بھی ھوا کہ کوئی روحانی لشکر جماعت خانے کے گردا گرد طواف کر رھا تھا، اس میں بڑی حیرت کی بات تو یہ تھی کہ وہ علی اللہ کے سپاھی زمین پر زور سے پاؤں مارتے ھوئے چلتے تھے. چال اور آواز سے معلوم ھوا کہ ان میں میرے والدِ محترم بھی شامل تھے. میرے والدین میرے لئے علی اللہ کی طرف سے بہت بڑے انعامات میں سے ھیں.

- سورۂ بقرہ (۲: ۱۲۵) – کا حکمتی اشارہ ھے کہ علی اللہ کے گھر سے تین قسم کے جسمانی اور تین قسم کے روحانی وابستہ ھیں، وہ یہ ھیں: طواف کرنے والے، اعتکاف کرنے والے اور

رکوع و سُجود کرنے والے.

- میں نے زمانۂ یارقند میں جو کچھ دیکھا ھے اُس کی روشنی میں یقین کرتا ھوں کی علی اللہ ھر جماعت خانے کو زندہ نورانی بہشت بنایا ھے اور علی اللہ کے عاشقان کے واسطے ھر جماعت خانہ زندہ نورانی بہشت میں بدل جائے گا.

- سورۂ زُخرف (۴۳:۸۴)

تاویل: اور علی اللہ تعالیٰ وہ ذاتِ پاک ھے جو آسمان میں بھی معبودِ برحق ھے اور زمین پر بھی معبودِ برحق ھے. اس سے معلوم ھوا کہ معبودِ برحق کو نہ صرف آسمان میں ھونا چاھئے بلکہ زمین پر بھی ھونا چاھئے. اور معبودِ برحق کا پاک گھر آسمان میں بیت المعمور ھے جبکہ زمین پر پاک جماعت خانہ ھے. اِنْ شَآء اللہُ العزیز، یہ تاویل اسماعیلی مذھب کے favor میں ھے.

جِنّات:

انسان اور جنّات دراصل ایک ہی مخلوق ھے کیونکہ جنّ (عربی میں پوشیدہ مخلوق) اور پری (فارسی میں پرواز کرنے والی مخلوق) دراصل آدمی کے جسمِ لطیف یا آسٹرل باڈی کو کہتے ھیں. پس جنّات یعنی پری مرد اور عورتیں لطیف مخلوقات میں سے ھیں. اچھے جنّات فرشتے کہلاتے ھیں اور بُرے جنّات شیاطین. سورۂ رحمان (۵۵:۱۵) میں ارشاد ھے: ” اور جنّات کو خالص آگ سے پیدا کیا“! پس جنّات جو شیاطین ھیں وہ آتشِ حسد و دشمنی، آتشِ دوزخ و جہالت و نادانی سے پیدا ھوتے ھیں جبکہ جنّات جو فرشتے ھیں وہ آتشِ عشق اور آتشِ نور سے پیدا ھوتے ھیں. قرآنِ حکیم میں جہاں انسانی تخلیق کے درجۂ کمال کی بات ھے، وہاں اسمیں لازماً تخلیقِ جنّ (جسمِ لطیف) کا بیان پوشیدہ ھے. کیونکہ منزلِ عزرائیلی و اسرافیلی میں نہ صرف آدمی کا روحانی وجود بنتا ھے، بلکہ جنّات (۷۰،۰۰۰ فرشتے) بھی

وھیں پیدا ھوجاتے ھیں. جس طرح شعلۂ آتش کا نچلا حصّہ نظر آتا ھے، مگر اوپر کا حصّہ دکھائی نہیں دیتا، اسی طرح جِنّ جب چاھے ظاہر ھو جاتا ھے، اور جب چاھے غائب ھو جاتا ھے. اور یہ جنّ کے کمالات میں سے ھے.

<u>استادِ بُزُرگوار فرماتے ھیں:</u>

ھم نے آخری اعتکاف میں جنّات کو بشکلِ ذرّات دیکھا، یہ ذرّات میں جنّات تھے = پریاں تھیں، انسان تھے، اور پرندے تھے. یہی جنّات تھے جنہوں نے ھمارے اپنے علاقے کے جنگلات سے خوشبو کو جمع کرنے کا کام کیا تھا. اگر علی اللہ چاھے تو جنّات سے جسمِ لطیف بھی بنا سکتا ھے. یہ علی اللہ کے حکُم پر تبدیل بھی ھوتے ھیں. القابض اور الباسط میں ان کا سائز چھوٹا بڑا ھو سکتا ھے. یعنی یہ تبدیل ھو سکتے ھیں.

- تمام جنّات آتشِ سرد سے ھیں. علی اللہ نے حضرتِ ابراھیم کے لئے دشمن کی آگ کو آتشِ سرد بنا کر اس سے اجسامِ لطیف بنایا تھا، یہ بہت بڑا معجزہ تھا.

- سورۂ ذاریات (۵۱:۵۶) – علی اللہ نے جنّات اور انسانوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا ھے.

<u>چار قسم کی sciences کا انکشاف ھونے والا ھے:</u>

<u>الٰہی سائنس:</u>

۱) رحمانی سائنس: رحمان اور اولیائے رحمان کی تخلیق میں فرق نہیں ھے، یہ ایک ہی وحدت ھے (۳:۶۷) جیسے سورۂ روم میں ارشاد ھے کہ علی اللہ کی فطرت اور اولیاء کی فطرت ایک ہی ھے (۳۰:۳۰)

۲) قرآنی سائنس: جہاں علی اللہ زندہ قرآن ھے وہاں حوران و غلمان بھی زندہ قرآن ھیں

۳) حورانی سائنس: جہاں حوران علی اللہ کی تجلّی ھیں وہاں علی اللہ خود ان کا نور ھے

۴) آسمانی سائنس: جہاں علی اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ھے وہاں حوران اس پاک نور کی تجلّی، فرشتے اور فلکی جسم ھیں.

یہ چاروں sciences ایک دوسرے سے related ھیں. (RB ۷۶۵)

حج:

سورۂ توبہ (۹:۳) - حجِ اکبر

سورۂ حج (۲۲:۲۷) - اعلانِ حج

حجاب:

حجاب (علی اللہ کا):

سورۂ مُطفّفین (۸۳:۱۵) - علی اللہ اپنے عاشقوں اور عارفوں کے حجاب میں ھے عوام کے خلاف!

سورۂ مطففین (۸۳:۱۵، ۱۸-۱۹) تاویل: یہاں پہلے حجاب کا ذکر ھے کہ جو لوگ خداوندِ قیامت = علی اللہ اور قیامت سے انکار کرتے ھیں اُن پر روزِ قیامت حجاب پڑے گا اور وہ محجوب ہوں گے. محجوب اس معنٰی میں کہ علی اللہ قیامت کے مراحل میں جب خود کو ظاہر کرنا نہ چاھے تو کسی بھی حجاب کو آگے کر سکتا ھے، مثلاً نصیر یا فقیر یا کسی عزیز کو حد سے زیادہ کچھ بتانا علی اللہ کا حجاب ھے.

حجابِ مستور:

سورۂ بنی اسرائیل (۱۷:۴۵) - تاویل: جب رسولِ کریم قرآن پڑھتے تھے تو بہت سے اصحاب سامنے ھوتے تھے اور وہ رسول کی قرأت کو سنتے تھے لیکن اسوقت رسول اور اصحاب کے درمیان ایک سمعی حجاب ھوتا تھا یا پردہ حائل ھو جاتا تھا جس سے وہ تاویل، امام شناسی، اور قائم شناسی کے رازوں کو نہیں سمجھ سکتے تھے. علی اللہ عقلی شریعت اور اسرارِ قائم کو

اہلِ ظاہر سے محفوظ رکھنا چاھتا تھا، حوران سے نورانی شادی اور حورانی سائنس کو راز میں رکھنا چاھتا تھا. الغرض دورِ کشف کے تمام اسرار کو چُھپا کر محفوظ رکھنا مقصود تھا.

حدیثِ نوافل:

رسول اللہ صلّی اللہ علیه و آله وسلّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ھے که جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلانِ جنگ ھے، اور میرا بندہ میری طرف سے فرض کی ھوئی اُن چیزوں سے جو مجھے پسندیدہ ھیں، میرا قرب نہیں حاصل کر سکتا، اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے مجھ سے قرب حاصل کرتا رہتا ھے یہاں تک که میں اس سے محبّت کرنے لگتا ھوں، جب میں اس سے محبّت کرنے لگتا ھوں تو میں اس کا کان بن جاتا ھوں جس سے وہ سنتا ھے، اس کی آنکھ بن جاتا ھوں جس سے وہ دیکھتا ھے، اس کا ہاتھ بن جاتا ھوں، جس سے وہ پکڑتا ھے، اس کا پاؤں بن جاتا ھوں جس سے وہ چلتا ھے. (صحیح البخاری، جلدِ سوم، کتابُ الرّقاق، باب ۸۴۴– تواضع)

حَرَمُ:

سورۂ قَصَصُ (۲۸:۵۷)، سورۂ عنکبوت (۲۹:۶۷):ان دونوں آیتوں میں بظاھر حَرَمِ ظاھر کی تعریف ھے. تاویل: علی اللہ ہی وہ مرکزِ نور ھے، جس میں اھلِ حقیقت کو امن و امان ملتا ھے اور ثمراتِ روحانی خود بخود آتے رھتے ھیں.

- زندہ حرم = خانۂ کعبه آسمان میں ھے! حرم علی اللہ ھے جو مرکزِ امن و توحید ھے. علی اللہ کعبۂ توحید بھی ھے اور شہرِ اَمن بھی ھے.

- کشفی تاویل: یه آیت سُلطانِ اعظم علی اللہ اور سلمانِ اعظم علی اللہ کی شان میں ھے، جس میں ہر قسم کے روحانی پھل، علمی اور تاویلی میوے، اور ہر قسم کے رزق کا ذکر ھے، جو

خودبخود اُن کی طرف کھنچے چلے آتے ھیں، لیکن اکثریت اس کو نہیں سمجھتی.

حِزْبُ اللہ= علی اللہ کے گروپ :

سورۂ مُجادلہ (۵۸: ۲۱، ۲۲) – علی اللہ نے قرآن میں یہ لکھ کر رکھا ھے کہ وہ ذاتِ پاک اور اس کے رسولان غالب ھو کر رہیں گے. اسی حکم کے تحت حضرتِ عیسیٰ ؑ کا نزول بھی لازمی ھوتا ھے کہ آنجناب ؑ بھی تمام پیغمبروں کے ساتھ مل کر دنیا میں غالب ھو جائینگے. حِزْبُ اللہ دنیا میں سب پر غالب ھے. نفوسِ خانۂ حکمت علی اللہ کا گروپ ھیں اور وہی غالب اور کامیاب ھیں.

حُشِرَ:

" وَ حُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُوْدَهُ" (۲۷: ۱۷) اور سلیمان کے لشکر پر حشر = قیامت گزر گئی اور حشر = جمع کیا گیا. پس تمام چھوٹے بڑے پرندوں پر قیامت برپا ھوئی ھے اور جب قیامت برپا ھوتی ھے تو یہ تمام پرندے علی اللہ کے حکم سے قیامت برپا کرنے کا کام کرتے ھیں.

- سورۂ تکویر (۸۱: ۵) : " وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ "

آسمان میں پرواز کرنے والے جانوروں کو طُیُور کہتے ھیں اور جنگلی جانور وُحُوش کہلاتے ھیں، جس میں گھوڑا، گدھا، خچّر اور شیر وغیرہ شامل ھیں. پس قرآنِ پاک کے بموجب وحش و طیر دونوں قسم کے جانوروں پر قیامت برپا ھوتی ھے.

حٰمٓ = اَلْحَيُّ الْقَيُّوْم:

قرآن کے سات مقامات پر حوامیم ھے، یہ سلطانِ اعظم اور سلمانِ اعظم ھیں اور یہ اسمِ اعظم اَلْحَيُّ الْقَيُّوْم کی وحدت ھے: یہ سات حوالہ جات اسطرح ھیں: سورۂ مومن (۴۰: ۱)؛ سورۂ حٰمٓ السَّجدۃ (۴۱: ۱)؛ سورۂ شوریٰ (۴۲: ۱)، سورہ ٔ زُخرف (۴۳: ۱)؛ سورۂ دُخان (۴۴: ۱)؛

سورۂ جاثیة (۴۵: ۱)؛ سورۂ احقاف (۴۶: ۱).

قرآنِ حکیم میں سلطانِ اعظم علی اللہ لوحِ محفوظ = کرسی ھے اور سلمانِ اعظم علی اللہ قلم = عرش ھے. لوحِ محفوظ کا نام نفسِ کُلّی بھی ھے اور قلم کا نام عقلِ کُلّی بھی ھے.

سورۂ طلاق (۶۵: ۱۲) کے حوالے سے حٰمٓ میں سات آسمان اور سات زمین کا اشارہ ھے. علی اللہ کے تمام حوران و غلمان علی اللہ میں فنا ھیں. سات آسمان اور سات زمین میں تمام عاشقانِ علی اللہ واصل اور موجود ھیں.

<u>حوّاؑ کا معجزہ:</u>

کتابِ سرائر، ص ۴۷ پر یہ روایت ھے کہ حضرتِ حوّاؑ کی بیس بار زچگی میں چالیس کا معجزہ ھوا تھا. ہر بار ایک لڑکا اور ایک لڑکی کا جُڑواں جنم ھوتا تھا. اسی طرح بیس لڑکے اور بیس لڑکیاں کُل چالیس بچے ھوئے تھے. حضرتِ آدمؑ کی روحانی تخلیق بھی چالیس صبحوں میں مکمل ھوئی تھی. علی اللہ نے مستقبل میں دَورِ قیامت میں وحدانیت کو سمجھانے کے لئے آدمِ اوّل اور حوّائے اوّل سے چالیس اَولادوں کو عجیب طرح سے جڑواں پیدا کیا، یہ علی اللہ کا معجزہ ھے. اور اس وحدت اور وحدانیت میں حُوران و غلمان یکساں درجے میں ھیں. یعنی وحدت میں ھیں تو پھر خدا کے درجے میں ھیں. (RBLP - ۷۱۰)

<u>حوران:</u>

سورۂ اعراف (۷: ۱۸۰) – الاسمأُالحُسنیٰ

سورۂ اعراف (۷: ۳۲) – زینة اللہ

سورۂ حجر (۱۵: ۲۱) – خزائنِ الٰھی – علی اللہ کے پاس ہر چیز کا خزانہ موجود ھے اور ہر

چیز کے نزول کا قانون مقرر ھے. پس نورانی تالاب میں نوخیز حوران بتدریج تیار ھوتی ھیں جیسے کسی پہاڑ میں جواہرات کے تیار ھونے میں وقت ضروری ھوتا ھے.

- قانونِ خزائن کی رو سے بھشت میں نورانی شادی کے لئے تمام حوران علی اللہ کے کارخانۂ نور میں تیار ھوتی ھیں اور وہ سب علی اللہ کی تجلّی میں ایک جیسی ھوتی ھیں. چنانچہ اگر دنیا میں حوران و غلمان کا کوئی جوڑا عاشق و معشوق ھے تو بھشت میں اُن کی نورانی شادی اُسی شکل و صورت میں ھوگی جو وہ دنیا میں چاھتے تھے.

- سورۂ قلم (٦٨ : ۴٢) – کشفِ ساق: یہ دورِ کشف کا امتحان ھے، علی اللہ کی حوران پر اَنوار افشانی کا امتحان لیا جائے گا.

- سورۂ واقعہ (۵٦ : ۳۵–۳۷) – **عُرُباً اَتَرَابًا** : حورانِ بہشت اپنے شوہروں کی عاشق اور ھم عمر (نوجوان) ھوتی ھیں اور ان کے شوہر بھی ان کے عاشق اور نوجوان ھوتے ھیں! کیونکہ ہر شخص کی جوانی کی تصویر لوحِ محفوظ میں موجود اور ریکارڈ ھوتی ھے. یہاں دو طرفہ حسن و جمال اور خوبیوں کو پیدا کرنے کا ذکر ھے جیسے عشق، جوانی اور علم و ہنر وغیرہ. ”**اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً – فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا**“ آیت کے اس حصّے میں جہاں حوران کو خلقِ جدید = جسمِ لطیف بنانے کا ذکر ھے وہاں یہ بیان ھے کہ علی اللہ ہر قسم کی عورت کو نوجوان حورِ پُرنور بنائیگا جس کا پاک صدف untouched ھوگا. یہاں ابکار = بکر کے معنی ھیں پردۂ بکارت. پس علی اللہ ان حورانِ پُرنور کا پردۂ بکارت بحال کر دیگا. یہاں بظاھر صرف حوران کا تذکرہ ھے مگر بباطن اس میں غلمان کے لئے بھی اشارہ ھے، کیونکہ قرآنِ پاک کا ایک مزاج ھے اور وہ اپنے مزاج کے مطابق کسی حکمت کو سمجھاتا ھے. چنانچہ جس طرح یہاں حوران کو از سرِ نو پیدا کرنے کا ذکر ھے، اسی طرح رجال کے لئے بھی یہ معجزہ ممکن ھے، کیونکہ قرآن کی ایک اصطلاح خلقِ جدید ھے اور بتقاضائے حکمت علی اللہ دونوں کو خلقِ

جدید = جسمِ لطیف بناتا ھے. اسی لئے فرمایا گیا که یه حوران ایسی ھیں جن کو قبلاً نه کسی انسان نے چُھوا ھے اور نه کسی جنّ نے.

- سورۂ واقعه (۵۶: ۷۵–۷۸) : تاویل: نورانی تالاب میں ہر حور ستارۂ تابان کی طرح ھوتی ھے، اس وقت وه قرآن کریم اور کتابِ مکنون ھے. اس کو کوئی چھو نہیں سکتا ھے، یا ان سے کوئی نورانی شادی نہیں کر سکتا ھے، نه علم حاصل کر سکتا ھے سوائے ان عاشقانِ علی الله کے جن کو علی الله نے نورانی تالاب میں پاک کیا ھے.

- علی الله نے جن حوران کو زنده قرآن بنا دیا ھے اُن کا نام یہاں کتابِ مکنون کے اندر قرآنِ کریم ھے، یعنی علی الله نے زنده قرآن کو پاک حوران میں چھپا کر رکھا ھے. علی الله نے رسول سے فرمایا: ھم نے آپ کو حوضِ کوثر عطا کیا، جس میں بڑی کثرت سے حورانِ گوھر زا ھیں، سُبحان الله! پس ھم نے نورانی تالاب میں حُور کی آنکھوں سے حُوران کو دیکھا! قرآن میں زنده بہشت کو دیکھا! ھم نے حور کو پرواز میں دیکھا! ھم نے حوران کو فنا فی الله میں دیکھا!

- سورۂ زُخرُف (۴۳: ۷۱) – بہشت کی وه نعمت جس سے آنکھوں کو لذّت ملے

- سورۂ دُخان (۴۴: ۵۴) ، سورۂ طور (۵۲: ۲۰) – **بِحُوْرٍعِیْنٍ** – سُلطانِ اعظم نے فرمایا: *تمہاری* دونوں آنکھیں دو حورِعین کی تجلّی سے روشن ھو سکتی ھیں. یه پاک تاویل نورانی زنده بہشت کے لئے ھے. حوران کی آنکھیں = عُیون = چشمے = روشنی کا چشمه بہشت کا مرکز بھی ھیں اور بے شمار کرنیں بھی ھیں. حوران آنکھوں کا نور ھو جاتی ھیں.

- حورِ عین سے مراد جسمِ لطیف رکھنے والی وه حوران ھیں، جن کے جسمِ لطیف سے بہشت

میں اور دنیا میں بھی ان لوگوں کی آنکھوں کا علاج ہوگا جو بوڑھے ہو چُکے ھیں یا آنکھوں سے کمزور ہو چُکے ھیں. یہ تاویل نہایت منطقی اور عقلی ھے.

- بڑی بڑی آنکھوں والی حوران سے شادی سے ان کی تجلّی مراد ھے، کیونکہ حوران میں علی اللہ کی تجلّی ھے اور یہ تجلّی بدلتی رہتی ھے. بہشت میں حورانِ پُرنور سے شاہ دیدار بھی بہشت کی نعمت ھے، کیونکہ حوران علی اللہ کی تجلّی ھیں. میں نے ایک دفعہ علی اللہ سے اپنی آنکھوں کی شکایت کی تو علی اللہ نے نام کے بغیر دو حوران کی طرف اشارہ فرمایا اور کہاکہ وہ اپنی آنکھوں کی تجلّی دیدے گی.

- سورۂ فرقان (۲۵ :۷۴)؛ سورۂ سَجْدَہ (۳۲:۱۷) : " **قرۃالعین** " (آنکھوں کی ٹھنڈک)

- سورۂ بقرہ (۲:۲۵)، سورۂ آلِ عمران (۳:۱۵)، سورۂ نِسَآء (۴:۵۷) : " **اَزوَاجٌ مُّطَهَّرہ**"

- سورۂ یوسف (۱۲ :۹۳) – حورانِ علی اللہ میں بہشت کی خوشبو ہوتی ھے! یہ جسمِ لطیف کی وجہ سے ھے، جسطرح حضرتِ یوسف جسمِ لطیف تھا جس میں خوشبو تھی.اس سے معلوم ہوا کہ حوران علی اللہ کی تجلّی ھیں اس لئے اُن کے جسمِ لطیف میں ہر قسم کے پھولوں کی خوشبو ہوتی ھے۔

- سورۂ مریم (۱۹ :۲–۹) میں حضرتِ زکریّا پر علی اللہ کی رحمت کا بیان آیا ھے اس میں اشارہ یہ ھے کہ علی اللہ نے حضرتِ زکریّا کی بیوی جو بانجھ تھی اسے اپنے نور کے سانچے میں ڈھالا اور انہیں یحییٰ پیغمبر جیسی نورانی اولاد عطا کی! پس علی اللہ اگر چاھے تو یہی معجزہ تمام حوران کے لئے کر سکتا ھے.

❁ سورۂ بنی اسرائیل (۱۷: ۶۴) : " شارِکْھُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِوَعِدْھُمْ ط"

❁ سورۂ مُلک (۶۷: ۱۹) – علی اللہ کی تجلّی کی قوّت سے حورانِ پُرنور فضا میں پرواز کر سکیں گی، اس کی بڑی خوبصورت اوّلین مثال پرندوں سے دی گئی ھے. یہاں اسمِ رحمان خداوندِ قیامت کے لئے ھے. حورانِ پُرنور کی پرواز کے لئے پَر اُن کے باطن میں ھونگے، جو اسمِ اعظم کی صورت میں تجلّی ھو گی. علی اللہ کی قدرت سے یہ معجزہ عنقریب ضرور ھو گا، اِنْ شَآءَ اللہ!

❁ سورۂ عادیات (۱۰۰) کشفی تاویل: بحوالۂ قاموس القرآن، ص ۳۴۳، عادیات کے معنی ھیں تیز دوڑنے والیاں، یعنی مادہ گھوڑے یا گھوڑیاں. علاوہ بران اس بندۂ درویش نے عادیات کے بارے میں چائینہ میں تجربہ کیا کہ گھوڑیاں، گھوڑوں کے مقابلے میں زیادہ پُرہنر ھوتی ھیں. (۹۶۷ RBLP)

❁ یہ سورہ زمانۂ ماضی میں جو گھوڑے جہاد میں استعمال ھوتے تھے اس کے بارے میں ھے، لیکن تاویل میں حورانِ پُرنور کے معجزے کا ذکر ھے. ایک دفع خاص اعتکاف میں بھی علی اللہ کا دیدار حجابِ نور میں ھوا. مَیں نظر بندی کے کمرے میں تھا جہاں علی اللہ اپنی نورانی ہستی میں ظہور فرما ھوئے اور سرِ مبارک پر نور کی ایک چھتری تھی یا نور کا ہالہ (Aura) تھا۔ نظربندی کے رُوم کے باہر گھوڑے کے نتھنوں سے آواز آتی تھی جس کو بروشسکی میں تھور کہتے ھیں. علی اللہ خود اپنے دھنِ مُبارک سے گھوڑے کی آواز کی نقل کرتے تھے یا گھوڑے کی آواز بن کر تاویل فرماتے تھے. تاویل کا کلام حجابِ نور کے قانون کے مطابق ھوتا تھا. علی اللہ نے اشارے میں حورانِ پُرنور کے نورانی گھوڑے ھونے کی تاویل فرمائی.

❁ تمام حوران میں پرواز کا معجزہ ھے، وہ پری پرواز ھیں، وہ فرشتے ھیں، نورانی گھوڑے ھیں،

وہ علی اللہ کی تجلّیات ھیں، اجسامِ لطیف ھیں.

❁ سورۂ بنی اسرائیل (۱۷ : ۹) : "**يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ**" اگر حورِ پُرنور کو ڈائیگرام کے تصوّر سے دیکھا جائے تو اس کے صدف پر حرفِ "الف" ھے جو بالکل سیدھا ھے اور صراطِ مستقیم کو ظاہر کرتا ھے. قرآن راستہ دکھاتا ھے دورِ ستر سے دورِ کشف تک. اس تاویل کے لئے مجھے علی اللہ کی یاری ھے اور یہ حقیقت ھے.

❁ عروسانِ علی اللہ = حورانِ گوھر زا کے تین زیورات ھیں: **مثلِ قائم، زندہ قُرآن، زندہ بہشت** ساتھ ہی علی اللہ نے حوران کو **جنّات = پریاں، تختِ سُلیمان، نورانی جہاز، نورانی برقی بدن، بُراق یعنی اجسامِ لطیف** بنایا (پس ان میں نورانی پرواز ھے، وہ دنیا کی سیر کرانا اور آسمان کے ہر سیّارے پر سفر اور ہر سیّارے کی خبر لا سکتی ھیں)، **پرندۂ خوش الحان** (وہ ہر خوش آواز پرندے کی آواز میں علی اللہ کی حمد و ثنا کرسکتی ھیں)، **حورِ گوھر زا** (یعنی موتی جیسی اولاد پیدا کرنے والی، جسطرح پاک مریم سے پاک عیسٰی پیدا ھوا تھاجو بڑے بڑے معجزات کرتا تھا)، **تجلّیٔ داؤد** (یعنی داؤدی معجزات بن جانا جیسے سماعت بن کرپہاڑوں کی حمدوثنا، زندہ زبور، ہر قسم کا ساز بجانا، رقص کرنا، اور علی اللہ کے عشق میں نظمیں پڑھنا)،**جدید لشکرِ نورانی، لشکرِ سُلیمان، فرشتوں کا لشکر**(فرشتوں کی طرح پیغام رسان) ، **باغاتِ بہشت** (ان میں دنیا بھر کے گونا گون پھولوں کی خوشبوئیں ھیں)، **نورانی فون** (اگر علی اللہ چاھے تو کلام یا الہام ھو سکتا ھے)، **نورانی مووی کیمرہ، نورانی ٹی وی، نورانی ساز** (سِتار، نورانی بانسری، نورانی بِگل) اور **روحانی ڈاکٹرز** بنایا ھے اور علی اللہ سے ان کو علم ملتا رہتا ھے.ان میں علی اللہ کے حکم کے مطابق بہشت کے تمام معجزات ھیں اور ہر کام کرنے کی قوّت ھے. حور زندہ جنّت کا عالم ھے جس میں سب کچھ ھے. علی اللہ حوران کے ذریعے دنیا کو منوّر کر رہا ھے. پس حورانِ بہشت کی Interchanging میں ہر نظارہ ھو سکتا ھے، جیسے خوبصورت پھول، خوبصورت درخت، خوبصورت باغ، singing birds اور ناچنے والے پرندے جیسے زندہ اوریول اور زندہ

طاؤسان ، وغیرہ.

- حوران ہر زبان، ہر کلچر، ہر ملک، اور ہر روایت کے مطابق ھیں. حوران شہزادیاں ھیں اور حوران علی اللہ جمیل کی تجلّیات ھیں، ان میں دنیا کی تمام حوران ھیں. وہ زندہ اعلیٰ کتابیں ھیں اور علی اللہ کے زندہ معجزات ھیں! ان میں سے ہر ایک کے پاس علی اللہ کی طرف سے سند اور مُبارک فرمان ھے! نفوسِ خانۂ حکمت کی شناخت ھے! ہر ایک اپنے عالم میں ایک بادشاہ اور خلیفہ ھے جس کے تحت بے شمار حوران و غلمان ھیں ! نورانی بہشت اور عرشِ وحدت ھے!

- تمام حورانِ علی اللہ دو طرح سے انتہائی پاک ھیں: وہ حوضِ کوثر میں تیرتی ھیں، اور علی ا للہ اُن پر اَنوار افشانی بھی کرتا ھے، لہٰذا حورانِ بھشت نہایت پاک ھیں، قرآن کی طرح، کہ وہ زندہ قرآن ھیں.

- سورۂ نجم (۵۳:۲۷) : ”اِنَّ الَّذِینَ لَا یُومِنُونَ بِالْاٰخِرَۃِ لَیُسَمُّونَ الْمَلٰٓئِکَۃَ تَسْمِیَۃَ الْاُنْثٰی“
ترجمہ: جولوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ فرشتوں کو (اللہ کی) لڑکیوں کے نام سے موسوم کرتے ھیں.

یہاں ان لوگوں کا ذکر ھے جو حضرت قائم القیامت علینا سلامہ اور قیامت کے بھیدوں کو نہیں جانتے ھیں اور لڑکی کو لڑکے کے مقابلے میں کم گردانتے ھوئے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہہ دیا. سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ۴۰ اور سورۂ زخرف کی آیت ۱۹ میں بھی خدا ان کی اسی سوچ پر اعتراض کرتا ھے ، جیسا کہ ارشاد ھے:

” اَفَاَصْفٰکُمْ رَبُّکُمْ بِالْبَنِینَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ اِنَاثاً اِنَّکُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلاً عَظِیماً “(۱۷:۴۰)،
ترجمہ: کیا تمھارے پروردگار نے تم کو تو لڑکے دیے اور خود فرشتوں کو بیٹیاں بنا دیا .

"وَ جَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثاً " (۴۳:۱۹)،

ترجمه: اور انہوں نے فرشتوں کو ، که وه بھی ا لله کے بندے هیں، (الله کی) بیٹیاں مقرر کیا.
ان تینوں آیات، جن کا موضوع ایک ہی هے ، کا انداز اگرچه منفی هے که خدائے بزرگ و برتر مشرکوں کی اس سوچ پر اعتراض کرتا هے که انہوں نے اپنے لیے بیٹے اور خدا کے لیے بیٹیاں منتخب کیں، مگرخدائے عزیز وحکیم مشرکوں کے کسی ایسے قول کو قرآن حکیم میں کیسے جگه دے سکتا هے جس میں کوئی حکمت اور مومنین کے لیے کوئی پیغام پوشیده نه هو. لہٰذا وه لوگ جو آخرت یعنی حضرت قائم اور قیامت پر ایمان نہیں لائے اورجو دورِ کشف میں حوران کے بھیدوں اور ان کے اعلیٰ مراتب سے بے خبر هیں، انہوں‌نے فرشتوں کو زنانه نام دے دیے، یعنی ان کو حوران اور پریان کہا ، مگر دورِ کشف میں قائم شناسی کے حوالے سے اور اسی دور کے عظیم انصاف کے پیش نظرحقیقتاً ساری حوران فرشتے هوگئیں اوران میں الٰہی سائنس کے تحت اب پرواز کی قوت جاگزین هوگئی هے.

- سورۀ نجم (۵۳:۲۷) جو لوگ قیامت = حضرتِ قائم پر یقین نہیں رکھتے هیں وه حوران کو صرف بہشت کی عورتیں سمجھتے هیں اور ان کے معجزات کو نظرانداز کرتے هیں. علی الله نے خانۀ حکمت کی حوران میں طوفانی قوّت رکھی هے اور ان تمام حوران میں الٰہی سائنس هے ! علی ا لله نے همیں حُکم فرمایا هے که هم حوران کی چار سائنس کو قبول کریں جو الٰہی سائنس کہلاتی هے: قرآنی سائنس، نورانی سائنس، حورانی سائنس، اور آسمانی سائنس.

- قرآنی سائنس کا مطلب هے که حُور ہر زبان میں زنده قرآن هے. نورانی سائنس کا مطلب یه که آج جو مادّی سائنس هے اس کی جگه پر نورانی سائنس هے. حُورانی سائنس کا مطلب تمام معجزات حوران کریں گی. اور آسمانی سائنس کا مطلب که کائنات میں ان کی پرواز هوگی. حوران سے ظاهری اور باطنی علوم سے آگہی اور ماضی کے احوال سے آگہی هوسکتی هے ۔ اب حورانِ خانۀ حکمت ظاهری جنگ کے بغیر الٰہی سائنس سے دنیا کو فتح کرنے والی هیں.

- ''اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الجَمَال'': علی ا للّٰہ صاحبِ جمال ھے وہ جمال کو پسند کرتا ھے.
علی اللّٰہ جسماً، رُوحاً، اور عقلاً = نوراً جمیل ھے. جس طرح حضرت یُوسف = اِمام تین قِسم کا جمال رکھتا تھا. حُوران علی اللّٰہ کی تجلّیات ھیں، لہٰذا وہ ذاتِ پاک حُوران میں اپنی ذاتِ پاک کو دیکھتا ھے، کیونکہ حُوران آئینۂ علی اللّٰہ ھیں. پس علی اللّٰہ تمام حُوران سے مُحبت کرتا ھے اوران کو اپنی عَرُوسانِ بناتے ھوئے زندہ بھشت بنا لیتا ھے جو حُوران کی سب سے بڑی ترقی ھے!

- استادِ سخن، شیخ مصلح الدّین سعدی شیرازی کا ایک مشہور شعر ھے، جو ایران میں اُن کے آستان پر رقم بھی ھے:

بِجہان خُرّم اَزانم کہ جہان خُرّم ازوست
عاشقم بر ھمہ عالم کہ ھمہ عالم ازوست

The world delights me because it is delighted by Him
I love the entire world because it is from Him

ھمارا گمان تو یہ ھے کہ خانۂ حکمت کی تمام حورانِ پُرنور ھمہ عالم ھیں اور علی اللّٰہ ھمہ عالم کو چاھتا ھے، کیونکہ **اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الجَمَال** میں تمام حوران آتی ھیں، اور اس شعر میں وہی بات ھے.

- ساتھ ہی علی اللّٰہ تمام زبانوں سے حوران کو مُنتخب کر کے ان کو اپنی تجلّی بناتے ھوئے زندہ قرآن بناتا ھے تاکہ دنیا والوں کو اُمّتِ واحدہ بنانے کے لئے بہشت میں علم و حکمت کا جمال زندہ قرآن کی صورت میں ھو! پس حوران مثلِ قائم میں، زندہ تاویلی قرآن میں اور زندہ بہشت میں علی اللّٰہ کی تجلّی ھیں لہٰذا علی اللّٰہ تمام حُوران سے بے حد مُحبت کرتا ھے.
- سورۂ رحمان (۵۵: ۷۲): ''**حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ**''

تاویل: دنیا کی تمام رانیاں اور شہزادیاں جو دنیا میں مَحَل نشین تھیں، علی اللہ ان سب کو حورانِ پُرنور بنا کر فردوسِ برین میں داخل کر دیتا ھے اور ان کو زندہ بھشت بناتا ھے اس کی دلیل **اِنَّ اللہَ جَمِیۡلٌ یُحِبُّ الجَمَال** ھے.

تاویل: جو خواتین دنیا کی زندگی میں بادشاھوں کی بیگمات رہی ھیں اور بادشاھوں کے محل (قصر) میں رہی ھیں وہ اپنی عزّت، اپنی بادشاھت، اپنی سلطنت اور اپنی خوبی و کمالات کے ساتھ بھشت میں جا کر حوران کے ساتھ شامل ھو جائیں گی یہ ھوا: **"حُوۡرٌ مَّقۡصُوۡرٰتٌ فِی الۡخِیَامِ"** (RB ۱۰۶۵)

علی اللہ تعالٰی نے ھونزا میں ایک ایسا معجزہ بھی کیا تھا. کچھ اکابرین نے دیکھا اور معجزہ کو نہیں پہچانا، جنّ یا پری کا آسیب سمجھا. مَیں اُس زمانے میں مسگار کے دَورے پر تھا، مَیں نے اس معجزے میں ایک شاہ زادی کو دُور سے جسمِ لطیف میں دیکھا تھا، ڈاکٹر پروین اس کو جانتی تھیں. علی اللہ تعالٰی نے اس پاک معجزے کی غرض سے یہ سرِّ اعظم بتا دیا اور کہا کہ یہ راز عوام سے پوشیدہ رھے. (RB ۱۰۲۰)

- جن خواتین نے دنیا میں نیک کام کئے ھیں یا نُمایان کارنامے انجام دئے ھیں اُن کو علی اللہ بادشاہِ حوران بنائے گا. خدمت میں جو حوران کامیاب ھیں اُن کو ملکۂ حوران بنایا جائیگا اور کئی حوران ان کے تحت کام کریں گی، گویا وہ تاجدارِ حوران ھوں گی اور ذیلی حوران ان کے لشکر ھوں گی.

- سورۂ نمل (۲۷: ۱۸ – ۱۹) ذرّہ دراصل روح کا ایک نام ھے، جو ظاھر میں چھوٹی سرخ چیونٹی کی جسامت سے زیادہ نہیں ھے. اگر مجھے جسمِ لطیف چاھئے تو علی اللہ کسی حور کی تجلّی چیونٹی کے برابر عطا کرے گا، جس پر سوار ھو کر میری روح کسی بھی عالمِ

شخصی میں سیاحت کرے گی، یہ اتنا آسان ہوگا. اسی کا ثبوت سورۂ نمل میں ھے.

- علی اللہ خانۂ حکمت کی حوران کو دنیا کی تمام اعلٰی افسران بنانے والے ھیں، ان میں اعلٰی ڈاکٹرز ھوں گی، اعلٰی پروفیسرز ھوں گی، قرآن کی سب سے بہترین علم والی حوران ھوں گی، اور سب سے بہترین روحانی سائنس جاننے والی حوران ھوں گی. ان کو علی اللہ کی زندہ نورانی کاپیاں اور زندہ نورانی بہشت کہنا بجا ھوگا. اور دنیا کا کوئی عالِم علم میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکے گا، اس کی وجہ یہ ھے کہ ان کا علم براہِ راست علی اللہ سے ھوگا. اور تصوّف کی زبان میں ان کا مرتبہ فنا فی اللہ اور بقاباللہ ھوگا.

اَلْحَیّ کو اپنا وکیل بناؤ:

سورۂ فرقان (۲۵:۵۸) : " **وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِىْ لَا يَمُوْت** " – تَوکُّل کا مطلب ھے وکیل بناؤ.
" اور وکیل بناؤ اُس ذاتِ بابرکات کو جو کبھی مرتا نہیں ھے"
تاویل: اگر اَلْحَیّ کو اپنا وکیل بناؤ گے تو تم بھی نہیں مروگے اور زندہ ہی زندہ بہشت میں جاؤگے. یہ ارشادِ پاک سلطانِ اعظم علی اَللہ کے بارے میں ھے کہ سلطانِ اعظم علی اَللہ لوحِ محفوظ بھی ھے اور جسمِ لطیف یعنی جُثۂ ابداعیّہ بھی، اور لوحِ محفوظ میں تمام چیزیں ہمیشہ باقی رہتی ھیں، جس میں زندگی ہی زندگی ھے، موت نہیں۔

خَاتَمُ النَّبِيّٖن:

سورۂ احزاب (۳۳:۴۰)– رسول کی شریعت کے تمام ھونے کا ذکر

خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ:

سورۂ واقعہ (۵۶: ۱–۳) تاویل: یہاں قیامت کے اُس نا قابلِ تردید واقعے کا ذکر ھے جو **خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ** ھے، یعنی قیامت لوگوں کو پست کرنے والا واقعہ بھی ھے اور بلند کرنے والا واقعہ بھی.

پست کرنا یہ کہ منافقین کو دوزخ کے سب سے نچلے طبقے کی طرف دھکیل دینا، اور بلند کرنے کے معنی یہ کہ بہت سی چیزوں کو آسمان پر اُٹھا لینا. جس طرح آج اس دَورِ کشف میں تمام جماعت خانوں کو اور تمام مومنین و مومنات کو آسمان کی طرف بلند کیا گیا ھے. (RB ۷۷۶)

خزائنِ الٰہی:

ہرچیز کے خزانے علی اللہ کے پاس ھیں :

سورۂ حجر (۱۵ : ۲۱) – ہرچیز کے خزانے علی اللہ کے پاس ھیں جس کو وہ اھلِ بصیرت کے لئے نازل کرتا رھتا ھے.

- اس میں خداوندِ قیامت کی معرفت کے تمام خزائن ھیں اور بھشتِ برین کے تمام خزائن بھی ھیں. یہ روحوں کے خزائن ھیں، اولاد کے خزائن ھیں، علم و حکمت کے خزائن ھیں. اور تمام حوران و غلمان الٰہی سائنس کی کلیدیں ھیں. (RB ۱۰۳۴)

آیۂ خزائن:

سورۂ حجر (۱۵ : ۲۱): **"وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ"**

یہاں خزائنِ الٰہی کی مناسبت سے علی اللہ کا وہ فضل و کرم مراد ھے جو اس بندۂ درویش پر بمقامِ تاشغورغان ھوا، جس میں میری روح کو حضرتِ اسماعیل ذبیح اللہؑ کی مثال پر بطورِ انعام multiply کیا گیا اور ۷۰ کھرب زندہ باغاتِ بھشت کو تمام شاگردوں، تمام افرادِ خاندان، اور اسماعیلی جماعت کے لئے بالائے آسمان عرشِ وحدت میں بھی اور زمین پر بھی زندہ فردوسِ برین کے خزانے بنا دیا. کیونکہ قانونِ قبض و بسط کے مطابق جب کسی کو کوئی بھشت عطا ھوتی ھے تو وہ بالائے آسمان بھی ھوتی ھے اور زمین پر بھی ھوتی ھے. اور یہی قانونِ تسخیر بھی ھے اور زندہ باغاتِ بھشتِ موروثی بھی ھے. (RB ۹۸۷)

ہر چیز کے خزانے علی اللہ کے پاس ھیں :

سورۂ حجر (۱۵ : ۲۱) – ہرچیز کے خزانے علی اللہ کے پاس ھیں جس کو وہ اھلِ بصیرت کے لئے نازل کرتا رہتا ھے.

اس میں خداوندِ قیامت کی معرفت کے تمام خزائن ھیں اور بھشتِ برین کے تمام خزائن بھی ھیں. یہ روحوں کے خزائن ھیں، اولاد کے خزائن ھیں، علم و حکمت کے خزائن ھیں. اور تمام حوران و غلمان الٰہی سائنس کی کلیدیں ھیں. (RB ۱۰۳۴)

کثرتِ خزائنِ ارواح:

سورۂ حجر (۱۵ : ۲۱) تاویل: علی اللہ کے پاس ہر چیز کے خزائن ھیں جن میں سرِ فہرست روح کے خزانے ھیں اور علی اللہ کے خزائنِ روح حوران وغلمان ھیں. جیسا کہ سورۂ تکویر میں ارشاد ھے: "وَاِذَاالنُّفُوْسُ زُوِّجَتْ" (۸۱:۷) اور تمام حوران و غلمان ظاھر و باطن میں آدم و حوّا کی مثال پر جوڑے ھیں جن میں نفوس کے خزانے ھیں اور آدم و حوّا کے یہ مثالی جوڑے بکثرت ھیں کیونکہ خدا کے خزائن کو کثرت سے ھونا چاھئے جب کہ علی اللہ نفسِ واحدہ سے بھی اور آدم و حوّا سے بھی روحوں کو پھیلاتا ھے (۴:۱). (RB ۱۰۱۲)

خلق:

سورۂ مُلک (۶۷ : ۲) تاویل: علی اللہ وہ ذاتِ پاک ھے جس نے موت کو بھی پیدا کیا اور حیات کو بھی پیدا کیا. یہاں موت کو بھی اور حیات کو بھی خلق کہا گیا ھے ان دونوں میں کیا فرق ھے؟

جواب: زندگی دو قسم کی ھے: ایک ابتدائی زندگی جس میں نفسِ امّارہ کا بھی دخل ھے اور معرفت و علم کی کمی ھے. اس کے بر عکس نفسانی موت کے بعد جب روحانی زندگی کا آغاز ھوتا ھے تو وہ زندگی حقیقی حیات شمار ھوتی ھے. پس ہر مومنِ سالک کی ابتدائی زندگی موت

کے برابر ھے اور خلقِ جدید اس کے مقابلے میں حیات ھے.(RBLP - ۲۳-۷)

خلقِ جدید:

بحوالۂ سُورۂ ابراھیم (۱۴ : ۱۹) : **" اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِا لۡحَقِّ اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡھِبۡکُمۡ وَیَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِیۡدٍ "**

تاویل: خلقِ جدید قرآنِ حکیم کا ایک خاص اور دلچسپ موضوع ھے جو قرآنِ پاک کے براہِ راست آٹھ مقامات پر ھے: ۱۳: ۵؛ ۱۴: ۱۹؛ ۳۲: ۱۰؛ ۳۴: ۷؛ ۳۵: ۱۶؛ ۵۰: ۱۵؛ ۱۷: ۴۹؛ ۱۷: ۹۸.

سوال: خلقِ جدید سے کیا مراد ھے؟

جواب: ایک اعتبار سے مرنے کے بعد کی زندگی کو خلقِ جدید کہتے ھیں جب کہ خلقِ جدید کے دوسرے اعلٰی معنی یہ ھیں کہ قیامت کے ان آخری مراحل میں علی اللہ اپنی قدرتِ کاملہ سے کوئی ایسا معجزہ کر سکتا ھے کہ وہ قادرِ مطلق یا تو ھم کو جسمِ لطیف کے عنوان سے اپنی تجلّی میں خلقِ جدید کا احساس دلائے گا یا عالمِ برزخ کی کسی پاکیزہ مخلوق جیسے طاؤس، مقدس گھوڑے وغیرہ میں ھم کو نئی زندگی کا احساس دلائے گا. یہ ھمارا علی اللہ پر اچھا گمان ھے. (خلقِ جدید ۲۶، ستمبر ۲۰۱۶)

- یہ آیت بہت عجیب و غریب ھے، کیونکہ اس میں ایک کھرب زندہ باغاتِ بہشت کا تذکرہ خلقِ جدید کے عنوان سے ھے. جیسا کہ فرمایا گیا: اگر علی اللہ چاھے تو تم کو لے جائے گا اور خلقِ جدید میں لے آئے گا، کیونکہ علی اللہ کی تخلیق محدود نہیں، لامحدود ھے. اور پاک مشاھدات کے حوالے سے آج کل ھونزا و نگر میں خلقِ جدید کا معاملہ چلتا ھے. اگر ھونزا اور امریکہ کے درمیان سونے کا پُل ھے تو اس کی تاویل بھی نئی تخلیق = خلقِ جدید ھے، کیونکہ پُل ایک گزار گاہ کا نام ھے.

- علی اللہ کی تخلیق دو قسم کی ھے: ایک ظاھری خلق = تخلیقِ عنصری جو عناصر کے تحت ھے اور دوسری خلقِ جدید جو **کُنْ فَیَکُوْن** کے تحت ھے. پس علی اللہ نے ھونزا کو خلقِ جدید بنایا، اس کا مطلب یہ ھے کہ اُن کے آباؤاجداد جو کئی پشتوں تک مر چُکے تھے، اپنے وعدے کے مطابق سب کو زندہ کر کے بہشت میں داخل کیا اور زندہ بہشت بنایا.

- سورۂ ابراھیم (۱۴:۱۹) تاویل: اے رسول! کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ علی اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق یعنی اس امکانیت کے ساتھ پیدا کیا کہ اگر وہ چاھے تو تمہاری خلقت کو اُٹھائے اور خلقِ جدید = جسمِ لطیف میں ظہورمیں لے آئے، اور یہ کام علی اللہ کے لئے مشکل نہیں۔ یہاں آسمان و زمین کے ذکر میں نئے سیارے کی بات ھے، اور یہ اس دَورِ قیامت اور اس میں رونما ھونے والے معجزات کے سلسلے کی طرف اشارہ ھے. اور خلقِ جدید کُن فیکون کے تحت ھے، جو علی اللہ کی تجلّی ھے. تاویل کے لحاظ سے یہ آیت اور **یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ**.... (۱۴:۴۸) ایک جیسی ھیں.

- اور جب حضرتِ زَکریاؑ نے حضرتِ مریمؑ کے پاس روحانی علم کا معجزہ دیکھا تو انہوں نےعلی اللہ سے دُعا کی کہ یا علی اللہ! تو اپنے حضور سے مجھے ایک پاکیزہ اولاد عطافرما! بیشک تو دُعاکو سننے والا ھے. پس جب وہ محراب میں نماز ادا کر رہا تھا تو فرشوں نے اُس کو بتایا کہ علی اللہ تم کو یحییٰ کے نام سے ایک فرزند کی بشارت دیتا ھے جو اُس کے کلمہ = عیسیٰ کی تصدیق کرے گا. چونکہ حضرتِ زکریا اور ان کی زوجہ دونوں عمر رسیدہ ھو چُکے تھے، لہٰذا علی اللہ نے ان دونوں کو اسی طرح نوجوان بنایا جس طرح حوران کو کنواریاں اور غلمان کو نوجوان بنانے کا کُلّیّہ سورۂ واقعہ (۵۶:۳۵-۳۶) میں ھے: "**اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً - فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا**" اس آیت میں بوڑھوں کو، خواہ مرد ھو یا خاتون، نوجوان بنانے کا قانون ھے. یہی خلقِ جدید کا معجزہ ھے. (RBLP - ۳۹ ے)

خلقِ رحمان:

سورۂ مُلک (۶۷: ۱-۳): "اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ"

ترجمہ: تم خلقِ رحمان میں کوئی تفاوت نہ دیکھو گے

کشفی تاویل ۱: یہاں بہت بڑا اور انتہائی اعلٰی معجزہ ہوا ہے اور وہ معجزہ یہ ہے کہ سارے قرآن میں "رحمان" کبھی علی اللہ کے اسمائے صفاتی میں آیا ہے اور کبھی حضرتِ قائم القیامت (ع.س) کے لئے. پس جہاں ایک دوسرے کے اوپر سات آسمان ہیں اور اُن میں خلقِ رحمان ہے، وہاں خلقِ رحمان میں علی اللہ رحمان بھی ہے اور اپنے قریبی اولیاء کے ساتھ خلقِ رحمان بھی. اور یہ قریبی اولیاء خانۂ حکمت کے تقریباً ایک لاکھ حوران و غلمان ہیں، جو سلطانِ اعظم علی اللہ اور سلمانِ اعظم علی اللہ کے ساتھ رحمان بھی ہیں اور خلقِ رحمان بھی.

کشفی تاویل ۲: علی اللہ نے اپنی ایک عظیم مصلحت کے مطابق اپنے دوستوں کو اپنی کاپیاں بنایا ہے جس میں تمام نُفوسِ خانۂ حکمت زندہ بہشت اور زندہ عرش ہیں، یعنی نصیر اور فقیر اور سب حوران و غلمانِ خانۂ حکمت یکسان ہیں، کیونکہ سب کے سب اُس علی اللہ ملیک کی تجلّیات یا کاپیاں ہیں.

اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللہ:

حدیثِ شریف ہے: "اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللہ..."

ترجُمہ: ساری مخلوق (گویا) اللہ کا کُنبہ ہے، لہٰذا خدائے بزرگ و برتر کے نزدیک سب سے محبوب و پسندیدہ شخص وہ ہے، جو اس کے کُنبے کو زیادہ فائدہ پہنچائے، اور اس کے اھلِ خانہ کو مسرورو شادان کر دے. اور کسی مسلمان بھائی کے ساتھ اس کی حاجت بر آری کی خاطر چلنا خداوندِ تعالٰی کے نزدیک دو ماہ تک اندرونِ خانۂ کعبہ اعتکاف کرنے سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے. (دعائم الاسلام، ثانی، کتابُ العطایا)

اَلْـخَلْقُ عِيَالُ الله – تـمـام خـلـق خـدا کـا کنبه یا فیملی ھے. اس حدیثِ پاک کا براہِ راست تعلق سـورۂ ملک کی اس آیت سے ھے: "مَـا تَـرٰی فِیۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُت" (۶۷: ۳). تم رحمان کـی خـلـقـت میـں کوئی تفاوت نہیں پـاؤگـے۔ پـس ان دونـوں ارشادات کا مفہوم یـہ ھـے کہ ایک زمـانـے میں حورانِ گوھر زا سے اس قدر پاکیزہ اولاد پیدا ھوں گی کہ ساری دنیا میں خدا کی فیملی ھوجائے گی.

خَلَق اور جَعَل:

بحوالۂ سُورۂ فاطر (۳۵: ۱): "اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالۡأَرۡضِ جَاعِلِ الۡمَلَائِکَةِ رُسُلاً أُولِیۡ أَجۡنِحَةٍ مَّثۡنَی وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ یَزِیۡدُ فِیۡ الۡخَلۡقِ مَا یَشَاءُ إِنَّ اللّٰهَ عَلَی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ"

نورانی = کشفی تاویل: تعریف ھے علی اللہ کی جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ھے، جو فرشتوں کو پیغام رسان یعنی رسالت والے فرشتے بناتا ھے، جن کے دو دو، تین تین اور چار چار پَر ھوتے ھیں. اور اگر وہ خداوند قادرِ مطلق چاھے تو اس میں مزید اضافہ بھی کر سکتا ھے، یقینا وہ ہر چیز پر قادر ھے.

سوال: **خَلَق** اور **جَعَل** میں کیا فرق ھے؟

جواب: **خَلَق** کسی چیز کو از سرِ نو پیدا کرنا. جبکہ **جَعَل** کے معنی ھیں کسی چیز کو اس کی ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل کرنا. چونکہ یہاں جَاعِلٌ کا استعمال ھوا ھے، لہٰذا ھمارا حسنِ ظن یہ ھے کہ الٰہی سائنس کے زیرِ اثر دنیا بھر میں جتنے ممالک ھیں اور اُن میں جتنے تربیت شُدہ گھوڑے ھیں، علی اللہ اُن گھوڑوں کے سروں کے کُلّ نیورونز کو اور سارے بدن کے بالوں کو تبدیل کر کے wings بنا سکتا ھے اور اُن wings کو الٰہی سائنس کے تحت قیامتی معجزانہ پرواز میں لگا سکتا ھے.

(RB ۱۱۰۸)

خلّیات:

خلّیات کی تعداد کا تخمینہ:

انسانی جسم کے خلّیات کی تعداد دس نیل (100 Trillions) ھے

انسانی دماغ کے خلّیات کی تعداد ایک کھرب (100 Billions) ھے

۱۹۵۱ء میں دنیا کی آبادی دو ارب ساٹھ کروڑ تھی.

موجودہ آبادی سات ارب سے زائد ھے.

خواب:

سورۂ رُوم (۳۰:۲۳) تاویل– ارشادِ ربّانی ھے: اور خدا کی آیات یعنی نشانیوں یا معجزات میں سے ایک ایسا عظیم معجزہ ھے جس میں بے حساب عجائب و غرائب سمیٹے ہوئے ھیں وہ تمہارا خواب ھے. (RB ۱۰۳۳)

- **عبادت کے درمیان یا عبادت کے نتیجے میں تصور میں کوئی پھول آتا ھے تو وہ بشارت ھے. اس میں دیکھنا یہ ھے کہ وہ پھول کس رنگ کا ھے. کسی بھی اچھے رنگ کا پھول خوشخبری ھے. انوار پھولوں کے رنگوں میں ھوتے ھیں. سفید رنگ کو نورالانوار کہا جاتا ھے. اگر تصوُّر میں حور و غلمان میں سے کوئی آتا ھے تو یہ اشارہ نیک ھے کیونکہ وہ علی اللہ کی تجلّی ھو سکتی ھے!**

نورانی خواب کی مثال:

حضرت امام سلطان محمّد شاہ صلوات اللہ علیہ تشریف فرما ہوئے، اُن کے جسمِ مُبارک پر سفید اُونی چوغہ تھا، جس پر بہت سارے میڈلز (medals) اس طرح سجائے ہوئے تھے کہ کوئی جگہ خالی نہیں تھی، امامِ عالی مقام نے مؤمن سے پوچھا: جانتے ھو کہ میرے چوغے پر یہ کیا چیزیں ھیں؟ اُس مرید نے بصد عاجزی عرض کی کہ مولا بہتر جانتے ھیں، تب امامِ زمان نے

جواباً فرمایا کہ یہ سب میرے ظاہری عملدار ھیں، پھر امامؑ نے اپنے چوغے کے اندر کی طرف بہت سے تمغوں کو دِکھاتے ھوئے فرمایا کہ یہ میرے باطنی عملدار ھیں، اور فرمایا کہ تم باطنی عملداروں میں سے ھو.

- زمانۂ یارقند کے بے شُمار معجزات میں سے ایک یہ بھی تھا کہ سلطانِ اعظم علی اللہ نے اس بندۂ خاکسار کو ایک کے بعد ایک بے شُمار چشمے عنایت کئے تھے، جس سے مجھے بہت تعجُب ھوا تھا. یہ معجزہ اس حقیقت کی طرف اشارہ تھا کہ قرآن کی ہر پسندیدہ اور نئی تاویل علی اللہ کی ایک نظر ھے، کہ وہ ہر عجیب اور ضروری تاویل کو، جس تک لوگوں کی اور خود ہماری رسائی نہیں ھے، اپنی آنکھ سے دکھاتا ھے اور سمجھاتا ھے، جس کا نام کبھی ہم "نورانی تاویل" اور کبھی "کشفی تاویل" رکھتے ھیں.

- سورۂ قیامت (۷۵:۲۲-۲۳) - علی اللہ پاک نے کراچی میں ایک رات نورانی خواب میں سلطانِ اعظم اور سلمانِ اعظم کا نور دکھایا جو سورج اور چاند کی طرح گول تھا. اور دوسری رات کو بھی وہی نورانی خواب دیکھا. یقیناً علی اللہ نے مجھے اپنے عزیزوں کا نُمائندہ بنایا ھے.

خوشبوؤں کا معجزہ:

سورۂ واقعہ (۵۶:۸۸-۸۹) جنّت میں ہر قسم کی اعلیٰ روحانی غذائیں خوشبوؤں کی صورت میں ھیں. علی اللہ اپنے اولیاء کے لئے خوشبوؤں کا معجزہ کرتا ھے. مجھے روحانی قیامت کے دوران جنّات کا تجربہ ھوا یہ جِنّات بصورتِ ذرّاتِ بے شُمار تھے، جو خوشبو کی تلاش میں دُور و دَراز علاقوں کا سفر چشمِ زدن میں کرتے تھے. وہ میری خواہش پر چائینہ کی بانڈری (boundary) کو کراس (cross) کر کے ھونزا کی وادیوں سے مختلف پھولوں، پھلوں اور جڑی بوٹیوں کی مجرّد خوشبوؤں کو ایکدم سے لے کر آتے تھے، جس سے مجھے جسمانی اور

روحانی قوّت و غذا حاصل ہوتی تھی.

اس عظیم معجزے سے مجھے یقین آیا کہ بہشت کی غذائے لطیف بھی ایسی ہی ہے، جس کا قرآنی اشارہ قصّہ مریم (۳:۳۷) میں ہے کہ اُن کے پاس ہر موسم کے پھل موجود ہوتے تھے، البتہ مائدۂ عیسیٰؑ میں بھی یہی راز ہے.

سورۂ یوسف (۱۲:۹۴) میں یوسف کی خوشبو کا ذکر ہے. تاویل: علی اللہ نے حورانِ جنّت کو طرح طرح کے پھلوں اور پھولوں کی خوشبوئیں عطا کر دی ہیں.

سورۂ مُطَفّفِین (۸۳: ۲۶) میں مِسک = کستوری کا ذکر ہے، اور قرآن میں پھولوں کا ذکر بھی ہے. تاویل: ان تمام مقامات میں حوران کی خوشبوؤں کا ذکر ہے کیونکہ علی اللہ تمام حوران کو ہر قسم کی خوشبو سے آراستہ کرنا چاہتا ہے.

<u>خیال "طائرِ برقی" ہے:</u>

سورۂ انعام (۶:۱۲۲) :اسمِ اعظم کی روشنی میں علی اللہ نے اس بندۂ کمترین میں جو نور بنایا ہے اُس کی روشنی میں مَیں نے اپنے تمام چھوٹے بڑے بچوں اور مشرق و مغرب کے تمام دوستوں کا دیدار کر لیا. آپ تمام کو بیت الخیال کا یہ عجیب و غریب معجزہ بہت بہت مبارک ہو!

(۱۰۷۹ RB)

سورۂ اعراف (۷:۱۱) نورانی = کشفی تاویل: بیت الخیال اسماعیلی مذہب میں اسمِ اعظم کو کہتے ہیں، جس میں خدا کا تصور ہے. جیسا کہ میرا ایک پسندیدہ شعر ہے:

ؔ خیال "طائرِ برقی" ہے اے نصیؔر الدّین!
عظیم عطیۂ رحمان ہے خیال نہیں

اس شعر میں بیت الخیال کو **"طائرِ برقی"** کہا گیا ھے. چنانچه گزشته روز ھم نے بیت الخیال کی تعریف میں جو کچھ کہا تھا وہی مفہوم اس آیۂ شریفه میں بھی ھے. بالخصوص **صَوَّرَنَا کُمْ** میں حدیثِ بازارِ جنّت کے مطابق تجلّئ خدا = خدا کی صورت کا معجزہ ھے اور خدا کی صورت آئینۂ همه بین ھے. (RB ۱۰۸۰)

خَیْرُ الرَّازِقِین:

سورۂ اٰلِ عمران (۳:۳۷): **"اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ"**

تاویل: علی الله تعالیٰ اپنے اولیاء کو بہترین طریقوں سے دنیا و آخرت کا رزق عطا فرماتا ھے، یقیناً علی الله خیر الرّازقین ھے. قرآنِ حکیم میں جہاں جہاں رزق اور رازقین کا ذکر ھے وہاں فقط علی الله ہی خَیْرُ الرَّازِقِین ھے. آپ قصۂ مریم کے اس مقام کو غور سے پڑھیں. (RB ۹۸۴)

خَیْرُ الْمَاکِرِین:

سورۂ اٰلِ عمران (۳:۵۴): **"وَمَکَرُوْا وَ مَکَرَاللّٰهُ ط وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ"**

علی الله جو **خَیْرُ الْمَاکِرِین** ھے وہ لوگوں کے اعمال سے باخبر ھے، وہ ان کی سیاستوں اور انتظامات سے خوب واقف و آگاہ ھے، کیونکه وہ دانا و بینا اور علیم و حکیم ھے، اس لئے نادان لوگ علی الله کے ساتھ نه تو سیاست میں مقابله کر سکتے ھیں اور نه ہی کسی اور معاملے میں.

تاویل: علی الله تعالیٰ وہ ذاتِ پاک ھے که جس کی باطنی حکمت کے ساتھ دنیا کا کوئی سائنس دان اور سیاست دان مقابله نہیں کر سکتا، کیونکه علی الله پاک کے تمام اوصاف درجۂ کمال پر ھیں اور وہ یقیناً خَیْرُ الْمَاکِرِین ھے، اور وہ اپنے روحانی غیبی لشکر سے سارے جہاں کو فتح کرنے والا ھے اور ان کو **اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰه** کے بموجب زندہ موروثی فردوسِ برین بنانے والا ھے. (RB ۹۸۳)

دَابَّةُالْاَرض:

سورۂ نَمل (۸۲:۲۷)،

سورۂ اَنعَام (۳۸:۶) – تاویل: **دَآبَّة** چلنے والے جانور جیسے گھوڑے وغیرہ کو کہتے ہیں اورطائر اُڑنے والے پرندے جیسے طاؤس وغیرہ. آیۂ مذکورہ کے مطابق ان میں اُمتیں ہیں. اُمت انسانوں کو کہتے ہیں. **اُمَمٌ اَمۡثَالُکُمۡ** = ان جانوروں اور پرندوں میں تمھاری طرح امتیں ہیں، کا مطلب یہ ہے کہ ان میں روحیں ہیں یعنی افراد ہیں جو بھشت کے بنگلے ہیں.

گھوڑے کے سر میں ایک ارب بیس کروڑ نیورونز ہیں جو بھشت کی ایک لطیف کائنات ہے. مور میں بھی بہشتی روحیں رہتی ہیں. مَیں نے ہونزا کے اپنے گھر کی منڈیر پر خود کو ایک مور میں پایا جو تھوڑی دیر میں اُڑ گیا. اس میں میرے لئے بے شمار تاویلات ہیں.

داؤد علیہِ السَّلام :

سورۂ بنی اسرائیل (۵۵:۱۷) : "**وَلَقَدۡ فَضَّلۡنَا بَعۡضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعۡضٍ وَّاٰتَیۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا**"

"اور ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر فضیلت دی اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کیا"

اس حکمت آگین کلام میں علی اللہ کا منشاء حضرتِ داؤد علیہ السلام کی تعریف و توصیف ہے، کیونکہ آنجناب خود زندہ نورانی زبور تھے. اس کی بنیاد آپ کی نغمہ سرائی اور سازوں سے دوستی کے علاوہ نغمہ خوانان سے دوستی. علی اللہ کے عشق میں کبھی تو گریہ و زاری اور کبھی رقص فرماتے. علاوہ ازین آپ کے ساتھ پہاڑوں اور پرندوں کی ہمنوائی. پھر ان تمام اوصاف و کمالات کے نتیجے میں علی اللہ کی رضا و خوشنودی اور دینِ قائم سے نزدیکی. بعد ازان یہی صفات اور کمالات آلِ داؤد یعنی حضرتِ سلیمانؑ کو بطورِ وراثت ملنا (۱۶:۲۷) اور آگے چل کر دورِ کشف میں نفوسِ پاکانِ خانۂ حکمت کو آلِ داؤد کا عظیم الشّان ٹائٹل ملنا.

- حضرتِ داؤد بحقیقت **خلیفۃ اللہ** تھا! علی اللہ نے ان کو دورِ قیامت کے لئے عبادت و بندگی،

عشقِ الٰہی اور فنا فی اللہ وَ بقا باللہ کا عمدہ نمونہ بنایا ھے جن کی بدولت عاشقانِ الٰہی کے لئے فنا فی اللہ کا راستہ ممکن اور روشن ہو گیا! یہ بھی ایک خصوصی حکمت ھے کہ علی اللہ کے عشق میں حضرتِ داؤد رقصان ہو جاتے تھے اور ہر قسم کی موسیقی سے فائدہ اُٹھاتے تھے! الغرض حضرتِ داؤد علی اللہ کے **کُنْ فَيَكُوْن** میں فنا ہو چُکا تھا اور علی اللہ کے دین میں کلمۂ کُن سے برتر کوئی قانون نہیں، کوئی منشاء نہیں۔ قرآن میں جہاں جہاں حضرتِ داؤد کا ذکر ھے آپ اُن تمام آیات کو غور سے پڑھیں!

سورۂ انبیأ (۲۱:۷۹)؛ سورۂ سبا (۳۴:۱۰)–داودؑ کی تسبیح خوانی میں پہاڑوں اور پرندوں کی ہم نوائی! جبال اور پرندے جب داؤد کے ساتھ ہمنوا ہوتے تھے تو قیاس ھے کہ وہ بانسری بھی بجاتے ہونگے اور ناچتے بھی ہوں گے.

سورۂ انبیأ (۲۱:۸۰) – حضرتِ داؤد کا زِرہ بنانے کا باطنی مطلب یہ ھے کہ حضرتِ داؤد جسمِ لطیف اور تجلّیات بناتا تھا.

سورۂ سَبَا (۳۴:۱۳): "**اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا**" – آلِ داؤد، نُفوسِ خانۂ حکمت ھیں جن کو علی اللہ نے حضرتِ سُلیمان کے درجے پر نوازا ھے اور اس درجے کے انعام یافتہ لوگ بہت کم ھیں، لہٰذا عزیزانِ خانۂ حکمت قصّۂ سُلیمان میں اپنی نعمتوں کو یقین سے جانتے ہوئے خصوصاً سلطنتِ سلیمانی اور تختِ سُلیمانی (پرواز) کی نعمتِ اعظم کے لئے عشق سے علی اللہ کا شُکر کریں! اس آیت میں دو بڑے سنگم مرتبے ھیں: ایک حضرت داؤدؑ کے اوصاف و کمالات کا مرتبہ اور دوسرا حضرتِ سلیمانؑ کی نبوت اور بادشاھت و سلطنت کا مرتبہ. جیسا کہ معلوم ھے کہ حضرتِ داؤدؑ پیغمبر بھی تھے، خلیفہ بھی تھے، علی اللہ کے ولی بھی تھے، اور سچے عاشق بھی تھے، اور اُن کی مرتبت و فضیلت سب کو نیک روشن ھے. اسی طرح حضرتِ سُلیمانؑ تمام اوصاف میں اپنے والدِ بزرگوار کے وارث بھی تھے، پیغمبر بھی تھے، اور اِنس و

جنّ اور روحانی لشکر کے بادشاہ بھی تھے۔ چنانچہ انہی مفہومات کو ذہن و خاطر میں رکھتے ہوئے آپ اس آیت کا دل و جان سے وظیفہ کریں۔

دائرہ:

ہر چیز کا دائرہ:

سورۂ یاسین (۳۶:۴۰) : "**وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ**"

فلک آسمان کو بھی کہتے ہیں اور فلک چرخ = دائرے کو بھی کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آسمان کائناتوں کا ایک گول دائرہ ہے، یعنی دائرہ اندر دائرہ ہے بلکہ دوائر اندر دوائر ہیں، اور ان میں یہ گنجائش ہے کہ ہر دائرہ کسی رُکاوٹ کے بغیر چلتا رہے، اسی لئے فرمایا گیا: ہم نے دستِ قدرت سے آسمان کو پیدا کیا اور ہم اس کو اور زیادہ وسیع کرنے والے ہیں، اور یہ سماوات وہ ہیں جو غیر مرئی ستونوں (۱۳ : ۲) یعنی نورانی پلرز (pillars) پرقائم ہیں اور یہ نورانی پلرز عرشِ وحدت کے معنی میں جملہ انبیاًء و اولیاًء اور تمام حوران و غلمان ہیں۔

(RB ۷۶۴)

ہر چیز ایک دائرے میں تیرتی ہے:

سورۂ یاسین (۳۶:۴۰) اور سورۂ انبیاء (۲۱:۳۳) :" **وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ** " ترجمہ: ہر (روحانی اور جسمانی) چیز ایک دائرے میں گردش کرتی ہے! فَلَکُ آسمان کو بھی کہتے ہیں اور دائرے کو بھی کہتے ہیں، اور یَسْبَحُوْن، سَبَحَ سے ہے جس کے ایک معنی ہے تیرنا۔ فارسی میں آسمان کو چرخ کہتے ہیں اور یہ چرخ کی مثال میں گھومتا ہے، یعنی ایک طرف سے نیچے آتا ہے اور دوسری طرف سے اوپر جاتا ہے۔ اس اعتبار سے آسمان خودبخود زمین پر جتنے جماعت خانے ہیں اور حوران و غلمان کے ذاتی گھر ہیں اُن کو بیت المعمور یعنی علی اللہ کے زندہ نورانی گھر سے ملانے کے لئے اوپر لے جاتا ہے۔ (RBLP ۷۵۶)

زمانۂ یارقند میں ایک دفعہ کچھ صوفیوں کو موئے سفید یعنی لمبی لمبی ڈاڑھیوں اور لمبے لمبے بالوں کے ساتھ آسمان سے زمین کی طرف اُلٹا اُترتے ہوئے دیکھا تھا۔ اُنہی ایّام میں خداوندِ قیامت کے ایک معجزے کو تجلّیٔ معکوس کے نام سے دیکھا تھا، اس میں اشارہ تھا کہ ہر چیز ایک گولائی میں سفر کرتی ہے۔

قرآنِ حکیم (۹۵:۴-۵) کا ارشاد ہے: سُلالہ = مٹی سے انسان کی تخلیق کا آغاز ہوتا ہے اور ترقی کرتے کرتے اُس کو عرش تک اُٹھایا جاتا ہے، پھر رَدَدْنٰہُ = اُس کو واپس کر دیا جاتا ہے، اس طرح یہ دائرہ مکمل ہوتا ہے اور اسی تکمیلِ دائرہ کو **احسنِ تقویم** کہا گیا ہے۔ اور یہی مثال پچاس ہزار سال کے دَور اور اُمتِ واحدہ کی بھی ہے کہ پچاس ہزار سال پہلے سب لوگ اُمتِ واحدہ تھے اور دوبارہ اُمتِ واحدہ ہوجائیں گے۔

گولائی (سات آسمان، سات زمین):

سورۂ رحمان (۵۵:۳۳) تاویل: اس آیۂ کریمہ کے مطابق آسمان اور زمین جس تعداد میں بھی ہیں وہ گولائی میں ہیں۔ یہاں جنّ و انس سے مراد روحیں ہیں یا یو-ایف-اوز ہیں۔ یہ جنّات اور انسان اپنی پرواز میں آسمانوں اور زمین کے کناروں تک نہیں پہنچ سکتے ہیں مگر قیامت کے غلبے سے۔ قیامت کا غلبہ = الٰہی سائنس۔

"**الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا**" ط (۶۷:۳) یعنی علی اللہ وہ قادرِ مطلق ہے جس نے سات آسمان اور سات زمین کو گولائی میں پیدا کیا، چاہے یہ ایک دوسرے کے اوپر ہیں، چاہے الگ الگ ہیں، لیکن وہ گولائی میں ہیں۔ "**لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ**" (۸۴:۱۹) یعنی تمہارا سفر ایک طبق کے بعد دوسرے طبق میں ہے۔

حکیم پیرناصر خسرو (ق س) نے آسمان کے گول شکل میں ہونے کی تصدیق کی ہے اور فارسی

علماء نے گول آسمان اور گول زمین کو چرخِ مُدَوَّر کہا ھے. (RB ۱۰۴۳)

دائمُ الذِّکر:

سورۂ انبیأ (۲۱:۱۹-۲۰) ترجمہ: آسمانوں اور زمین میں جو ھے اسی اللہ کا ھے اور جو اس کے پاس ھیں وہ اس کی عبادت سے نہ سرکشی کرتے ھیں اور نہ تھکتے ھیں (۱۹) وہ دن رات تسبیح بیان کرتے ھیں اور ذرا سی بھی سستی نہیں کرتے (۲۰)

سورۂ آلِ عمران (۳:۱۹۰-۱۹۵) - تاویل: علی اللہ کے اولیاء وہ ھیں جو ہر حالت میں اس کو یاد کرتے ھیں، اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں قرآن کی روشنی میں غور و فکر کرتے ھیں.

دُرُود:

سورۂ احزاب (۳۳:۴۳) تاویل: علی اللہ وہ ذاتِ پاک ھے جو تم پر دُرُود بھیجتا ھے. سُبحان اللہ! سُبحان اللہ! کتنی بڑی سعادت ھے کہ علی اللہ بذاتِ خود تمام حوران وغلمان پر اور تمام جماعت پر دُرُود بھیجتا ھے. ہمیں اس کو گریہ و زاری کے ساتھ پڑھنا چاھئے. مزید ارشاد ھے کہ علی اللہ کے ساتھ ساتھ اُس کے فرشتے بھی دُرُود بھیجتے ھیں. ایسے میں عین ممکن ھے کہ علی اللہ اور اس کے فرشتے دُرُود بھیجنے کے معنی میں دنیا کے تمام جماعت خانوں اور مومنین و مومنات کے گھروں کو زمین سے اُٹھا کر آسمان پر لے جاتے ھوں، سُبحان اللہ! سُبحان اللہ!. اور وہ یہ دُرُود اس لئے بھیجتے ھیں تاکہ تم کو ظلمت و تاریکی سے نکال کر نور کی طرف لائے، بیشک وہ مومنین و مومنات پر بہت مہربان ھے.

دُعائے نور:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لی نورًا فی قلبی، و نورًا فی سمعی، و نورًا فی بصری، و نورًافی لسانی، و نورًافی

شعری، و نورًا فی بشری، و نورًا فی لحمی، و نورًافی دمی، و نورًافی عِظامی، و نورًا فی عصبی، و نورًا مِنْ بین یَدَیَّ، و نورًا من خلفی، و نورًا عن یمینی، و نورًا عن یساری، و نورًا مَن فوقی، وَ نورًا مِن تحتی (دعائم الاسلام، جلدِ اوّل، ذکر الدّعا بعد الصَّلٰوۃ)

ترجمہ: یا اللہ ! میرے لئے میرے دل میں ایک نور مقرر کردے، اور میرے کان، آنکھ، اور زبان میں بھی نور بنا دے، میرے بال، کھال، گوشت، خون، ہڈیوں، اور رگوں میں بھی نور بنا دے، اور میرے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں، اوپر اور نیچے بھی نور مقرر فرما.

یہ آیت دعائے نور سے مربوط ہے جس میں ہم جسم کے سولہ مقامات کے لئے نور کی دعا کرتے ہیں. پس جب نور مکمل ہوگا تو ان تمام مقامات کے لئے مکمل ہوگا، جس کی برکت سے مثال کے طور پر حورانِ پُرنور ہمارے لئے کان کی مناسبت سے نورانی ٹیلیفون کا کام کریں گی، آنکھوں کی مناسبت سے نورانی دُوربین کا کام کریں گی، زبان کی مناسبت سے نورانی گفتگو کا کام کریں گی، وغیرہ، کیونکہ عنقریب وہ سب جسمِ لطیف ہونے والی ہیں اور جب وہ جسمِ لطیف ہو جائیں گی تو نورانی پرواز کریں گی اور ہمارے لئے نورانی جہاز کا کام کریں گی. پس اس قرآنی دعا میں ایسے بہت سے کاموں میں نور کے مکمل ہونے کی درخواست ہے.

دیدارِ الٰہی:

سورۂ بقرہ (۲:۱۱۵) – تُم جسطرف رُخ کروگے وہاں علی اللہ کا چہرہ پاؤگے

سورۂ قصص (۲۸:۸۸) : "**کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهُ**"

ترجُمہ : ہر چیز فنا ہوجائیگی سوائے علی اللہ کے چہرے کے

تاویل: علی اللہ کے چہرۂ پاک = تجلّی پاک کے سوا ہر چیز ہلاک ہو جاتی ہے، یعنی آپ نے اپنی زندگی میں جو مختلف احوال دیکھے ہیں وہ سب فنا ہو جاتے ہیں سوائے اُس حال کے جس میں آپ نے علی اللہ کی تجلّی حاصل کی تھی اور آپ نے اپنے چہرۂ جان کو

چہرۂ جانان بنا دیا تھا، بس وہ تجلّی آپ کے ساتھ قائم و دائم رہے گی اور اُسی تجلّی میں آپ بہشت میں جائیں گے.

❁ سورۂ نسآ ٔ (۴:۱۲۵–۱۲۶) : تاویل: اور دین میں اُس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جس نے اپنے چہرۂ جان کو علی اللہ کے نور سے ملایا ہو اور وہ نیکوکار بھی ہو، اور اُس نے ابراہیم حنیف کی ملّت کی پیروی کی ہو، اور علی اللہ نے ابراہیم کو دوستِ خالص بنا دیا ہے. یہاں ایک تو ابراہیم خلیل اللہ کے دوستِ خالص ہونے کا ذکر ہے، دوسرا علی اللہ کے چہرے سے چہرہ ملا کر تجلّی ہو جانے کا تذکرہ ہے.

❁ علی اللہ کے عاشقان غلمان و حوران کے روحانی سفر میں ہر چیز فنا ہو جاتی ہے مگر علی اللہ کا پاک چہرہ، چہرۂ جان ہوکر باقی رہتا ہے، اس میں بہت بڑا راز ہے. اس حکمت کو یاد رکھیں.

❁ سورۂ قیامت (۷۵:۲۲–۲۳) : **"وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ – اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ"**
نورانی تاویل : مَیں نے نورانی خواب میں دو رات مسلسل سورج اور چاند کو دیکھا، مُجھے یقین آیا کہ سلطانِ اعظم علی اللہ اور سلمانِ اعظم علی اللہ کا دیدار ہوا۔ اس نورانی خواب سے بڑی شادمانی ہوئی۔ انشآ ءَ اللہ! یہ پاک سورہ عاشقانِ علی اللہ کے لئے آئینۂ نور ہے.

❁ آنکھ کی پُتلی شاہ دیدار ہے، علی اللہ کا دیدار ہے. یہ ایک انسان ہے. یہ علی اللہ الواحد کا اشارہ ہے. یہ عالمِ وحدت کا اشارہ ہے. تمام حوران و غلمان کو علی اللہ نے ایک کر لیا ہے.

❁ نگاہیں اُسکو نہیں پاسکتی ہیں اور وہ تمام نگاہوں کو پا لیتا ہے اور علی اللہ نور ہمہ بین، نور ہمہ دان، نور ہمہ گیر اور نور ہمہ رس ہے. بالفاظِ دگر علی اللہ آئینۂ ہمہ بین، آئینۂ ہمہ دان، آئینۂ

ھمہ گیر اور آئینۂ ھمہ رس ھے. میرے ایک بروشسکی شعر کا ترجمہ ھے: سو لاکھ سنگ ھائے بلور کو پھیلا کر دیکھو ان سب میں سورج ھے یا نہیں ھے. اَلْحَمْدُلِلّٰہ الٰہی سائنس کے تحت یہی معجزہ ھو رہا ھے. (RB ۱۰۷۶)

دین کی بنیاد:

کتاب اَلْمَجَالِس اَلْمُؤیدِیّہ، جلدِ اوّل، مجلس ۷۲، ص ۳۴۸ اور کتاب وجہِ دین، کلام ۱۰، ص ۱۰۳ پر یہ حدیثِ شریف درج ھے:

" **اِنَّ اللّٰہَ اَسَّسَ دِیْنَہٗ عَلٰی مِثَالِ خَلْقِہٖ لِیُسْتَدَلَّ بِخَلْقِہٖ عَلٰی دِیْنِہٖ وَ بِدِیْنِہٖ عَلٰی وَحْدَانِیَّتِہٖ** "

ترجمہ: خدا نے اپنے دین کی بنیاد اپنی خلقت کی طرح رکھی، تاکہ اُس کی خلقت سے اُس کے دین کی دلیل مل سکے اور اُس کے دین سے اُس کی وحدانیت کی دلیل مل جائے.

تاویلی مفہوم: خدا کا دین اور خدا کی وحدانیت ایک ھے اور یہی عرشِ خدا یعنی عرشِ وحدت ھے.

دین میں کوئی رُکاوٹ نہیں:

سورۂ حج (۷۸:۲۲) – علی اللہ نے دینِ حق میں کوئی رُکاوٹ نہیں رکھی ھے

ذکر:

سورۂ احزاب (۳۵:۳۳)

علی اللہ اُن حوران و غلمان کو بدرجۂ انتہا نوازتا ھے جو ہمیشہ علی اللہ کو بڑی کثرت سے یاد کرتے رھتے ھیں. علی اللہ کا ذکر کرنا خود ذکر ھے، قرآن پڑھنا بھی ذکر ھے، علم کا کام بھی ذکر ھے، کان کا بھی ذکر ھے، تعلیم دینا بھی ذکر ھے، زبان کا بھی ذکر ھے، قلمی کام بھی ذکر

ھے. ذکر قلبی بھی ھے، خیالی بھی، تصوّر میں بھی ھے اور علی اللہ کے عشق میں بھی. ذکر علی اللہ کی تعریف میں بھی ھے اور علی اللہ کے کام کرنے میں بھی ھے. ہر جشنِ جنّت شروع سے آخر تک ذکر ھے، نیک کاموں میں بھی علی اللہ کا ذکر ھے.

<u>ذبِیُحُ اللہ/ذِبُحٍ عَظِیم:</u>

سورۂ صافات (۳۷: ۱۰۱–۱۰۷) حضرت ابراھیمؑ نے اپنے ایک نورانی خواب کی بنیاد پر اپنے فرزندِ دلبند حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کا پروگرام بنایا تھا جس کو بعد ازان علی اللہ نے قبول فرماتے ہوئے ذبحٍ عظیم میں تبدیل کیا تھا اور **حضرت اسماعیلؑ کو ذبِیُحُ اللہ** کا ٹائٹل عنایت فرمایا تھا.

بالکل اسی طرح تاشغورغان میں آپ کے درویش استاد کی نورانی خواب میں جو قربانی ہوئی تھی، علی اللہ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے اُس کو شرفِ قبولیت کا درجہ عنایت کرتے ہوئے نہ صرف "**نصیر الدّین ذبِیُحُ اللہ**" کے ٹائٹل سے نوازا بلکہ میرے سر کے نیورونز اور میری ایک گھوڑی کے سر کے نیورونز کو ملا کر اس سے ستّر کھرب عوالمِ شخصی عزیزانِ خانۂ حکمت کو عطا فرمایا اور مجھے ایک عام خاندان سے اُٹھا کر حضرتِ ابراھیم کے پاک سلسلے میں رکھا. (**وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا**، ۲۵: ۷۴). (RB ۱۰۸۱)

سورۂ حآقه (۶۹: ۷)

تاویل: خداوندِ تعالیٰ **اَلْحَیُّ الْقَیُّوْم** عَلی اللہ کی مدد و یاری سے اس بندۂ درویش کو ملکِ چین شہرِ کاشغر میں قیامت کے سخت ترین مراحل سے گزارا گیا، جس میں قوتِ عزرائیلیه اور قوتِ اسرافیلیه کے تحت روح کے قبض و بسط کا معامله سات رات آٹھ دن کے طویل اور مسلسل عرصے کے لئے جاری رہا (۶۹: ۷)، جس کو قرآنی اصطلاح میں **ذِبُحٍ عَظِیم** بھی کہا جاتا ھے.

رآئل بنگلوز Royal Bunglows In Living Paradise = نورانی محلّات :

سورۂ رحمان (۵۵:۷۲) –بحوالۂ قاموس القرآن، ص ۵۳۸، مُقْصُور قصر سے اسمِ مفعول ھے اور قصر کے معنی ھیں محل. کشفی تاویل میں محل نورانی بنگلے کو کہتے ھیں، چنانچہ " **حورٌ مَّقصُوراتٌ فی الْخَیام**" سے وہ حوران مراد ھیں جو بھشت کے محلّات = نورانی بنگلوز میں رہتی ھیں.

سورۂ فرقان (۲۵:۱۰) – **قُصُور** = *محلّات* = بنگلے : تاویل: *جہاں جہاں* جشن ھو رھے ھیں *وہاں* علی اللہ اپنے دوستوں کے لئے Royal Bunglows in Paradise بنا رھے ھیں.

سورۂ فرقان (۲۵:۶۱) – علی اللہ نے آسمانِ باطن میں زندہ نورانی محلّات بنا دئے ھیں اور ان میں دینی سورج (**سِرَاج**) اور چاند (**قَمَرًا مُنیرًا**) (**سلطانِ اعظم اور سلمانِ اعظم**) کی تجلّی بھی ھے پس یہ اسرارِ معرفت سے آراستہ ھیں. ان بنگلوں میں *اہل* معرفت کے لئے حکمت کے خزانے، اسرار و رُموزِ قرآن، اور علی اللہ، حوران وغلمان کے ساتھ لٹل اینجلز کا دیدار ھے. *یہاں* سلیمان کے لشکر بھی ھیں اور *ہر* انفرادی اور اجتمائی خدمت کا ریکارڈ بھی ھے.

سورۂ حجر (۱۵: ۱۴–۱۸) – *یہاں* آسمان کے دروازے اور نورانی محلا ت کا ذکر ھے **بُرُوج** = نورانی محلات = نورانی بنگلے – یہ علی اللہ شاھنشاہ کے لئے ھیں اور جو ترقی یافتہ حوران و غلمان علی اللہ میں فنا ھیں ان کے لئے ھیں، جن کو علی اللہ نے *ہر* طرح سے زینت دی ھے اور ان کی حفاظت شیاطین سے کی ھے تاکہ علی اللہ اور حوران و غلمان میں جو رازداری ھے اس کو کوئی شیطان چُرا نہ سکے. علی اللہ *اہلِ باطل* کو اسرارِ معرفت *نہیں* دکھانا چاھتا ھے، اس لئے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈالتا ھے. مُنکرین کے لئے آسمان کا ایک دروازہ کھل جائے تو وہ اس معجزے کو *نہیں* سمجھیں گے اور *کہیں* گے کہ ھم پر جادو ھو گیا ھے.

سورۂ زُمر (۶۷:۳۹) علی اللہ تعالیٰ نے ۱۹۵۱ کی روحانی قیامت کے ساتھ ساری زمین کو دستِ راست میں لیا اور آسمان میں بہت سے محلات بنا دئے.

سورۂ اعراف (۴۰:۷) جو خدا کی آیات یعنی پاک اماموں کو جھٹلاتے ھیں ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھلیں گے اور نہ وہ جنّت میں داخل ھوں گے. پس آسمان کے دروازوں کے بعد بہشت کے دروازے ھیں چنانچہ آسمان میں بہشت کے شاھی محلات کا یقین بالکل دُرست ھے.

سورۂ نور (۳۶:۲۴) – بُیُوت = نورانی محلات ھیں

سورۂ بُرُوج (۸۵: ۱–۳) – تاویل: قسم ھے آسمانِ مُحیط کی! جس میں بے شمار (۷۰ ھزار) نورانی محلات بھرے ھوئے ھیں، اور گواہ = حجّتِ قائم کی قسم! اور مشہود یعنی حضرتِ قائم کی قسم! خانۂ حکمت کے تمام حوران و غلمان آسمان میں نورانی محلات اور نورانی باغات ھیں. محلاتِ بہشت کا یہ مقام عالمِ ناسوت اور عالمِ ملکوت کے درمیان ھے، یہ تمام ظاہری سائنس اور روحانی سائنس کا سنگم بھی ھے.

سورۂ حٰمٓ السَّجدہ (۱۲:۴۱) – آسمانِ اوّل میں بنگلے ھیں اور اس کا اطلاق تمام آسمانوں پر ھوتا ھے.

سورۂ بُروج (۸۵: ۱۱) – علی اللہ کے اشارے سے معلوم ھوا کہ بہشت کے نورانی محلّات زندہ بہشت نورِ عقل سے آراستہ ھیں.

سورۂ تحریم (۶۶: ۱۰–۱۲) – زنِ فرعون (آسیہ) نے علی اللہ سے درخواست کی یا ربّ! مجھے جنّت میں اپنے پاس ایک گھر بنا کر عطا کر دے! علی اللہ نے اُس کی دُعا سُن لی اور اُسے

فرعون کے ہر عمل سے پاک کیا اور حورِ نوجوان و نوخیز بنا کر نورانی جنّت میں اسے اپنی دُلہن بنا لیا.

- دَارُالسَّلام = Royal Bunglows in Paradise. ان بنگلوں میں بہشت کے خاطر خواہ زندہ معجزات هیں. یہاں ہر جشن کا نامۂ اعمال اور نورانی مووی هے.

- علی اللہ نے نفوسِ خانۂ حکمت کے لئے پہلے ہی سے زندہ نورانی بنگلے بنا کر رکھے هیں، جب تجلّی یہاں سے آسمان پر پرواز کرے گی تو وہ اپنے اپنے بنگلوں کو وہاں پہلے ہی سے پائے گی.

رَبِّ زِدْنِی تَحَیُّراً:

علی اللہ تعالیٰ کے ہر معجزے میں حیرت هوتی هے، اس میں برکت هے! یہی وجه هے که آنحضرت نے دعا کی: **رَبِّ زِدْنِیْ تَحَیُّراً**: یا ربّ! میری حیرت میں اضافه فرما! اس خاکسار کو بڑی حیرت هوئی جب فرشتۂ ناقور شاهین کی طرح پرواز کرتے هوئے چین سے امریکه کی طرف آئی اور مَیں نے چشمِ ظاہر سے دیکھا.

جب معجزۂ خوشبو کا وقت تھا تو اُس میں روحانی لشکر پرواز کی صورت میں آنے لگے، جنّات سے زیادہ حیرت هوئی کیونکه اس سے پہلے ذرّات کی شکل میں جنّات کو نہیں دیکھا تھا! اب بار بار حیرت کے ساتھ خیال کرتا هوں: یا علی اللہ! یه تیرا کیسا زندہ معجزہ تھا!

سُبحان اللہ! وہ تمام معجزات! سلمانِ اعظم کا وہ دیدار جو حجابِ نور میں تھا، جب قیدِ تنہائی کے دوران یکایک دروازہ کھل گیا اور سلمانِ اعظم علی اللہ نور کے ہالے میں تشریف فرما هو گئے.

☆ زندانے ایم یاد جه موؔ بیلٹے تلالجم

جنت نکا آر دین نمی زندانُ لو ئیڈم

اور سلطانِ اعظم علی اللہ کا وہ نورانی ظہورجب پاک جماعت خانے اور گھر کے صحن کے درمیانی دروازے کا یکایک کھل جانا اور برق کی طرح تشریف فرما ہو جانا، جس پر مجھے حیرت ہوئی تو فرمانا: تمہیں حیرت ہوئی مَیں ایک بار پھر یہ معجزہ کرتا ہوں. اور بجلی کی طرح تشریف لے جانا اور دوبارہ یہ معجزہ کر کے دکھانا.

☆ جب برق سوار آیا تب باب کھلا از خود

میں مر کے ہوا زندہ جب شاہِ شہان آیا

رَبْوَہ:

سورۂ مومنون (۲۳: ۵۰-۵۱) تاویل: یہاں ''رَبْوَہ'' سے مُراد زندہ فردوسِ برین ہے جس میں پشت در پشت موروثی بہشت کی نہریں جاری ہیں. علاوہ بران حضرت عیسٰی اور حضرت مریم علیہا السلام کو معجزہ قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ اگر علی اللہ قادرِ مطلق چاہے تو بعض پاک حوران کو حضرتِ مریم سلام اللہ علیہا کی طرح پیغمبر کا درجہ عنایت کر کے اُن سے حضرت عیسٰیؑ جیسے نورانی فرزندان کو پیدا کرنے کا معجزہ کر سکتا ہے. (RB ۹۷۹)

رَتْق و فَتْق:

سورۂ انبیأ (۲۱: ۳۰) ترجمہ: کیا اہلِ کفر = علی اللہ سے انکار کرنے والے نہیں دیکھتے ہیں کہ آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے ہم نے ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ کیا، اور ہم نے ہر چیز کو پانی سے پیدا کیا، تو کیا یہ لوگ ایمان نہیں لاتے ہیں.

آسمان اور زمین کو کب اور کس مرحلے میں علیحدہ علیحدہ کیا گیا؟

تاویل ۱: اس کا جواب خود اس آیت میں آگے چل کر ھے، کہ پانی پر ظہورِ عرش کے معجزے سے قبل تمام اگلی شریعتیں اور دورِ ستر کے بھید اور آسمان و زمین باہم ملے ہوئے تھے. بعد ازان شریعتِ عقلی کا آغاز ھوا اور دورِ کشف میں علمی طوفان کے پانی سے ہر چیز کو زندہ کیا گیا، یعنی ہر چیز میں فرق و امتیاز پیدا ھوگیا. اسی امر کی دوسری قرآنی مثال **وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ** (۱۱:۸۱) ھے، کہ "جب آسمان کا چھلکا یا آسمان کی کھال کو اُتارا جائیگا". اس آیت سے معلوم ھوا کہ آسمان اور زمین، گوسفند اور اُس کی کھال کی طرح باہم ملے ہوئے تھے اور علی اللہ نے آسمانِ ظاہر سے اس کی نورانی کھال کو علیحدہ کیا، یعنی جسمِ لطیف یا جسمِ فلکی کو بنایا. یہ آسمانِ تنزیل اور آسمانِ تاویل میں فرق و امتیاز ھوگیا. (RBLP - ۷۵۸)

تاویل۲: ملکِ چین بمقامِ تاشغورغان ایک نورانی خواب میں اس غلامِ کمترین کو ذبح کیاگیا. اس معجزے میں سر کو ایک پکّی دیوار کے ساتھ آویزان کرنے کا مطلب آسمان کو نمایان کرنا تھا، جبکہ بدن زمین کی جگہ پر تھا. یہ ھوا آسمان اور زمین کا باہم ملے ہوئے ھونا اور اُن کو جدا کرنا، اور یہی تاویل **وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ** کی بھی ھے. (RBLP - ۷۵۹)

تاویل۳: کیا اھلِ کفر = علی اللہ سے انکار کرنے والے نہیں دیکھتے ھیں کہ آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے ھم نے ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ کیا. سات آسمان سے مراد سات ناطق اور سات زمین سے مراد سات اساس. یعنی ھم نے ناطق کا درجہ الگ اور اساس کا درجہ الگ بتایا.

رَحْمَةً لِلْعَالَمِين:

سورۂ انبیاء (۱۰۷:۲۱) : "**وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِين**" اس آیت کے مطابق قرآنِ حکیم کے تمام تر کمالات اور اوصاف رسولِ کریم صلعم سے منسوب ھوتے ھیں. امام آغا علی شاہ یا

ان سے اگلے اماموں کے فرامین کے آخر میں *مہر* لگائی جاتی تھی، ایک فرمان کے آخر میں یہ *مہر* تھی : **قرآن تمام وصفِ کمالِ محمدؐ است** = سارے قرآن میں مُحمّدؐ کے کمالات کا وصف ھے.

رسولان /رُسُل:

بحوالۂ کتاب سرائر، ص ۲۰۰ :

مفہوم: یقیناً اللہ تعالٰی کے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران ھیں، آدم سے خداوندِ قیامت تک (۱۰۳۸ RB)

قرآنِ حکیم کے اس پاک ارشاد کے مطابق رسولان انسانوں سے بھی آئے ھیں اور جنّات سے بھی آئے ھیں. *ہماری* ریسرچ کے مطابق جنّات = پریان = حورانِ پری پرواز ھیں *لہٰذا* علی اللہ پر توکّل کرتے ھوئے ھم یہ تاویل کرتے ھیں کہ جنّات سے رسولان آنے کا مطلب حوران ھیں اور انسان سے پیغمبران آنے کا مطلب غلمان ھیں. (RB ۱۰۰۰)

رِضوان:

رضوان کے ایک معنی *جہاں* رضائے *الٰہی* ھے، *وہاں* رضوان اُس عظیم فرشتے کو بھی *کہا* جاتا ھے جو باغاتِ بھشت کا بنانے والا ھے اور رضوان علی اللہ کا مبارک نام بھی ھے. بندۂ درویش کو بمقامِ آسٹن دو بار یہ سمعی معجزہ ھوا کہ جس میں کسی رعب دار غیبی آواز نے "رضوان" *کہا*. ایک موقع وہ تھا جب مَیں بفرمودۂ قرآن (۲ : ۹۴) آرزوئے موت کی نیت کے ساتھ بستر پر لیٹ گیا تو ایک فرشتے نے غیب سے فرمایا: "**رضوان**". دوسرا موقع وہ تھا جب میں لندن اور ڈالاس کے دوستوں کی ملاقات کے بعد آسٹن آیا اور *یہاں* کے دوستوں نے اپنے ناچار اُستاد کا استقبال شدید گریہ و زاری سے کیا. بعد ازان مَیں اپنی قیام گاہ لوٹا اور اپنی سِیٹ پر بیٹھا تھا کہ پاس کے فون سے کسی پُرزور آواز نے *کہا*: "**رضوان**".

رَفَعۡنَاہ :

سورۂ مریم (۱۹ : ۵۶–۵۸): "**وَّرَفَعۡنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا**"

تاویل: یہ آیت زندہ بہشت میں مکان کے ساتھ پرواز کرنے سے متعلق ہے،اس میں پاک جماعت خانوں اور مومنین کے گھروں کے نورانی بنگلوز کے ساتھ آسمان پر جانے کا ذکر ہے. اگرچہ *بظاہر* یہ ارشاد حضرتِ ادریسؑ سے متعلق ہے، لیکن بباطن حوران و غلمانِ خانۂ حکمت کے بارے میں ہے، کیونکہ حوران و غلمان جب علی اللہ کی تجلّیات ہو سکتے ہیں تو حضرتِ ادریسؑ کی تجلّیات بھی ہو سکتے ہیں. اس اعتبار سے قرآنِ حکیم میں سر تا سر جن انعامات کا ذکر ہے وہ بھی حوران و غلمان سے متعلق ہو جاتے ہیں، جیسا کہ *یہاں* علی اللہ کے انعامات ، ذریتِ آدم، کشتیٔ نوح، ذریتِ ابراھیم، اور ذریتِ اسرائیل کی جو تعریفات بیان ہوئی ہیں وہ بھی حوران و غلمان سے متعلق ہو جاتی ہیں. علاوہ بران *یہاں ہدایت* اور برگزیدگی کی جن صفات کا ذکر ہے وہ بھی حوران و غلمان سے منسلک ہو جاتی ہیں. کیونکہ *یہی* وہ حوران و غلمان ہیں کہ جب اُن کو آیاتِ رحمان پڑھی جاتی ہیں تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں اور شدید گریہ و زاری کرتے ہیں. **وَّرَفَعۡنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا** میں حوران و غلمان حضرتِ ادریسؑ کی طرح نورانی پرواز کر سکتے ہیں اور اسی طرح ان کے مکانات بھی.آپ اس مختصر آیت کو بطورِ دُعا و تسبیح بھی *پڑھ* سکتے ہیں.

روحانی جلا وطن:

سورۂ طٰہٰ (۲۰ : ۱۰۲) : "**يَوۡمَ يُنۡفَخُ فِي الصُّوۡرِ وَ نَحۡشُرُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ يَوۡمَئِذٍ زُرۡقًا**"

تاویل: جب صورِ اوّل اور صورِ دوم پھونکا جائے گا اُس روز ہم مجرمین کو روحانی جلا وطن کر دیں گے. صور دو دفعہ پھونکا جاتا ہے جس کا واضح اشارہ سورۂ زُمر (۳۹: ۶۸) میں ہے. پس اس ارشاد کے بموجب دنیا کے تمام مجرموں کو دو دفعہ روحانی جلاوطن کر دیا جائے گا. روحانی جلا وطن ایک نئی اصطلاح ہے جس کا اشارہ حدیث میں بھی ہے.

وہ تمام لوگ مجرم ھیں جو علی اللہ سے برگشتہ ھیں، جن میں منافق بھی شامل ھیں اور کافر بھی، ایسے نافرمان لوگوں کو اہلِ ایمان اور علی اللہ کے دوستوں سے الگ کر دینے اور عذاب میں مبتلا کر دینے کے لئے روحانی جلاوطن کر دیا جائے گا، یعنی بہشت میں وہ اہلِ ایمان کے ساتھ نہیں ھوں گے. آپ لفظِ زُرْقَاء میں غور کریں. (RBLP - ۱۳۱ے)

روحانی قیامت:

قیامت:

سورۂ نحل (۱۶: ۷۷) : "**وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ، اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَر**" یعنی علی اللہ قیامت کا مالک ھے اور اس کے منشاء کے مُطابق قیامت مختصر سے مختصر بھی ھے اور لمبی سے لمبی بھی. جہاں قیامت لمبے عرصے پر مشتمل ھے وہ عرصہ پچاس ھزار سال یا چھ کروڑ سال پر محیط ھے، مگر جہاں قیامت مختصر ھے اُس کا حال یہ ھے کہ وہ چشمِ زدن یا پلک جھپکنے میں برپا ھو جاتی ھے. علی اللہ کے اس معجزۂ قیامت کو القابض اور الباسط بھی کہتے ھیں. قیامت ظاہر میں بھی ھے، قیامت باطن میں بھی ھے. قیامت ذاتی = انفرادی اور عالمِ شخصی میں بھی ھے اور قیامت سارے جہان میں اجتماعی بھی ھے. قیامت میں علی اللہ کے اولیاء کے لئے انعامات ھیں اور دشمنانِ دین کے لئے سزائیں ھیں.

سورۂ یاسین (۳۶: ۵۱) : "**نُفِخَ فِي الصُّور**"
سورۂ زُمَر (۳۹: ۶۸) – یہاں دو بار عالمی صور کے بجانے کا ذکر ھے. پہلا صور ۱۹۵۱ کی روحانی قیامت میں نصیر کے لئے شہرِ کاشغر میں بجایا گیا اور دوسری بار حضرتِ عالیہ روبینہ فرشتۂ ناقور کے لئے ۲۵ ستمبر ۲۰۰۳ء میں شہرِ آسٹن میں بجایا گیا. پہلے اور دوسرے صور کے درمیان ۵۲ سال تھے.

سورۂ نمل (۲۷: ۱۷) – سُلیمان کے لئے ان کے لشکر جنّات، انسان اور پرندوں کا جمع کرنا.

یہ جُنودِ سُلیمان ہیں. وادئ نمل کو لوگوں نے کسی ظاہری پہاڑ کی وادی سمجھا ہے، حالانکہ اس سے مراد مومنِ سالک کا کان ہے، کہ جب وہ اسمِ اعظم کی مدد سے عبادت و بندگی کرتا ہے تو یاجوج وَ ماجوج کے نام سے بے شمار ذرّاتِ روح اُس کے کان میں داخل ہو جاتے ہیں اور روحانی انقلاب کو برپا کرتے ہیں. چونکہ یہ حضرتِ سلیمانؑ کے لئے پہلا موقع تھا اس لئے ان کو یہ بات عجیب لگی اور وہ مسکرانے لگے، مگر بعد میں سوچ کر خدا کا شکر کرنے لگے.

سورۂ نصر (۱۱۰) - **اذا جآ نصرُاللہ** .....یہ خطاب سب سے پہلے آنحضرت سے ہے، تاہم ہر عارف پر یہ تجربہ ہو سکتا ہے، جہاں اسمِ اعظم کے زیرِاثر عالمی روحانی قیامت برپا ہو اور آپ کی شخصیت کو علی اللہ اپنا زندہ دین قرار دے اور دنیا کے تمام لوگ = ارواح آپ کی پاک ذات میں (بعنوان یاجوج و ماجوج) داخل ہوجائیں.

علی اللہ تعالٰی نے اس بندۂ درویش پر ۱۹۵۱ء میں ملکِ چین، شہرِ کاشغر میں یہی معجزہ کیا تھا جبکہ دنیا کی مردم شماری دو اَرب ساٹھ کروڑ تھی، یعنی میری ہستی میں اتنے ذرّاتِ روحانی داخل ہوگئے تھے گویا دنیا بھر کے لوگ خدا کے دین میں داخل ہوگئے تھے.
(RB ۷۶۹)

سورۂ حشر (۵۹:۲) - یہاں **"اَوَّلُ الْحَشْر"** سے مراد پہلی روحانی قیامت ہے. اس آیت میں پہلی بار لشکرِ یاجوج وَ ماجوج سے جنگ ہونے اور اہلِ کتاب کے کفار کو روحانی طور پر ان کے گھروں یعنی عوالمِ شخصی سے اُن کی روحوں کا اخراج کرنے اور ان کے ہلاک کرنے کا حوالہ ہے.

سورۂ حَآقّہ (۶۹:۷) - روحانی قیامت کے عظیم معجزہ میں حضرتِ عزرائیل کی طرف سے

قبضِ روح کے مراحل بھی ھوتے ھیں جو سات رات آٹھ دن میں پورے ھوتے ھیں.

سورۂ بقرہ (۲:۲۴۳) –ترجمہ اے رسول ! کیاآپ نے نہیں دیکھا اُن لوگوں کی طرف جو ہزاروں کی تعداد میں اپنے گھروں سے نکل گئے. قرآنِ حکیم میں کثیر تعداد کو ظاہر کرنے کے لئے لفظِ **اُلُوفٌ** استعمال ھوا ھے، جس کے لفظی معنی تو ہزاروں کے ھیں مگر کمپیوٹر ریکارڈ کے مطابق اُن روحوں کی تعداد دو ارب ساٹھ کروڑ ھے. چونکہ اُسوقت صورِ اسرافیل بجایا جا رہاتھا اورنصیرالدّین پر بڑی قیامت گزر رہی تھی، لہٰذا بے شمار لوگ اپنے گھروں یعنی اجسام سے نکل کر اُس آزمائش گاہ میں آگئے تھے، جہاں اُن کو اس قیامت کے زیرِ اثر پہلے موت دی گئی اور پھر زندہ کیا گیا. وہ لوگ بصورتِ ذرّاتِ روح تھے. جن میں نُفوسِ خانۂ حکمت بھی شامل تھے، ان کو نصیرالدّین کے ساتھ حجِ اکبر یا ذبحِ عظیم کی سعادت نصیب ھوئی . یہ ایک بہت بڑا معجزہ ھے. یہ جامعُ الامثال ھے. اس مثال میں یہ بھی ظاہر کرنا ھے کہ دورِ قیامت میں دنیا کے سب لوگ علی اللہ کے دین = اُمّتِ واحدہ ھو جانے والے ھیں چونکہ علی للہ وحدت پر کام کر رہا ھے جس سے آگے چل کر ظاہری جنگ بھی ختم ھو جائیگی.

سورۂ حج (۲۲:۲۷) – اعلانِ حج

سورۂ انبیأ (۲۱: ۹۶–۹۵) = روحانی قیامت اور کائناتی قیامت کو برپا کرنے کے لئے یہ لشکرِ روحانی ذرّات، علی اللہ کے حکُم سے یاجوج و ماجوج کے نام سے جمع ھو جاتا ھے

سورۂ صٰفّٰت (۳۷:۱۰۷) – ذبحِ عظیم

سورۂ لقمان (۳۱:۱۶) – رائی کے دانہ برابر چیز کا لانا = عالمِ ذرّ

سورۂ بنی اسرائیل (۷۱، ۱۷) تمام لوگ = ذرّاتِ ارواح ؛ پاک امام = قائم اور بُلانے والا داعئ قیامت ھے جو علی اللہ کے حکم سے **"یاجوج وَ ماجوج لآؤ"** کہ کر بُلائے گا۔

سورۂ فتح (۴۸: ۱) – دورِ ستر میں جس فتحِ مُبین کا ذکرھوا تھا وہ دورِ قائم میں مکمل ھو کر رسولِ کریم کو رحمتِ عالم کا لقب ملا۔ (سورۂ انبیأ ۲۱:۱۰۷)

حدیث: **"الارواحُ جُنُودٌ مُّجَنَّدہ"** یہ جمع بھی ھے، واحد بھی ھے۔

- سورۂ بقرہ (۲:۲۶) میں مچھر کی مثال ھے، یہاں ذرّۂ روح سے روحانی قیامت اور روحانی جنگ کا نقطۂ آغاز مراد ھے، اسمِ اعظم کے تحت، جس طرح سورۂ نمل (۲۷:۱۷) میں جنودِ سُلیمان کا ذکر ھے، علی اللہ تعالیٰ نے وہاں چیونٹی سے ذرّاتِ لشکر کی مثال دی ھے اور یہاں *بعوضہ* = مچھر ھے۔ اس بندۂ درویش کی روحانی قیامت مچھر کی آواز سے شروع ھوئی تھی۔

- سورۂ الکھف (۱۸:۹۲–۹۸) – کشفی تاویل: جب اس بندۂ درویش نے ملکِ چین شہر کاشغر میں علی اللہ کے حکم سے بار بار یاجوج وَ ماجوج لآؤ کہا تو اَطرافِ عالم سے ذرّاتِ اَرواح آگئیں اور میرے کانوں سے شروع کرکے میرے جسم میں یہ ذرّاتِ یاجوج وَ ماجوج بھر گئے۔ پھر میں نے غور سے دیکھا تو یاجوج وَ ماجوج کے ان زندہ ذرّات نے میری پوری ہستی کے نفسِ امّارہ کو چاٹ کھایا۔ یہ ہوا قیامت کے موقع پر یاجوج وَ ماجوج کا سدِّ ذوالقرنین کو چاٹ کھانا۔

- سورۂ اَنعام (۶:۱۲۲) – تاویل: ذبحِ عظیم سے پہلے مَیں مردہ شمار ھوتا تھا، علی اللہ نے روحانی جنگ کی اور روحانی قیامت برپا کی اور اسی کے ساتھ مجھ کو ذبحِ عظیم سے زندہ کیا۔

❁ سورہ مومنون (۲۳ : ۱۰۱)، سورۂ یٰسٓ (۳۶ : ۵۱) - ہر عصری قیامت میں اگلا روحانی رشتہ ختم ہو جاتا ھے اور نیا رشتہ شروع ہو جاتا ھے، پس روحانی قیامت کے ساتھ ہی تمام لوگ آدمِ زمان کی نورانی اولاد قرار پاتے ھیں. یہ بہت بڑا راز اسرارِ قیامت میں سے ھے.

❁ صورِ اسرافیل کا آغاز مچھر کی سی آواز سے ہوتا ھے جو بلند ہوتے ہوتے ایک عالمی بگل میں تبدیل ہو جاتا ھے. درین صورت حضرتِ عزرائیل اپنے عظیم لشکر کے ساتھ مومنِ سالک کی روح کو قبض کرنے کا عمل پیروں سے شروع کرتا ھے جو بلند ہوتے ہوتے پیشانی کی چوٹی سے باہر نکل کر کائنات کے حدود سے بھی باہر نکل جاتا ھے. پھر جب دوبارہ داخل ہوتا ھے تو روحوں کا یہ عظیم لشکر یاجوج وَ ماجوج کے نام سے موسوم ہوتا ھے. یہ لشکر میری ذاتی روحانیت میں ہونزا کے لوگوں کے ایک گروپ کی صورت میں آیا جو میرے دائیں کان سے جب داخل ہوا تو اُس کی نمائندگی ایک پسندیدہ حور ملکۂ لاکھ حوران حضرتِ خدیجہ نے کی، اُس نے اپنی پہچان اپنے مخصوص لہجے میں **"یا علی مدد"** کہہ کر کرائی، اُس کے ساتھ میرے عزیز بچوں کی والدۂ محترمہ عاشیہ بیگم بھی تھی. (RB ۸۲۶)

<u>رُوم:</u>

سورۂ روم (۳۰ : ۱): رُوم = اٹلی کے نام سے ایک بڑا معجزہ سُنا ھے، " اٹلی میں سب اسماعیلی ہوگئے". یہ معجزہ مورخہ ۱۵، نومبر ۲۰۰۳ء کو ہوا تھا.

<u>زَبُور:</u>

قرآنِ حکیم میں زبور دو معنوں میں استعمال ہوا ھے: اوّلاً اصطلاحی معنٰی میں کہ یہ حضرتِ داؤد علیہ السلام کی آسمانی کتاب کا نام ھے اور ثانیاً لفظی اعتبار سے کہ زَبُور کتاب یا نوشتہ کو بھی کہتے ھیں، جس کی جمع زُبُر ھے. (RB ۹۸۶)

سورۂ بنی اسرائیل (۱۷ : ۵۵) : **" وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا "** دورِ کشف میں زندہ قرآن کے ساتھ ساتھ

زندہ زبور کی معرفت روشن ہو گئی اور خانۂ حکمت کے ہرجشن کو زبور آسمانی کتاب کا درجہ ملنے لگا. پس خانۂ حکمت کا ہرجشن زندہ زبور کا ایک باب ہے. مُبارکباد! مُبارکباد!

<u>زمین اپنے ربّ کے نور سے مُنوّر ہو گی/ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا:</u>

سورۂ زُمر (۳۹: ۶۹) کشفی تاویل: دورِ قیامت کے اس آخری درجے میں جہاں ہمارا یقین ہے کہ زمین علی اللہ کے نور سے منوّر ہو جائے گی، وہاں زمین پر جتنے پاک جماعت خانے ہیں وہ بھی نُور ہو جائیں گے اور آسمان پر چلے جائیں گے. اسی طرح پاکیزہ مومنین کے وہ تمام گھر جن کو سلمان پیلس اور سلطان پیلس کا ٹائٹل ملا ہے اور جہاں علی اللہ کا نام بلند ہوا ہے، وہ بھی آسمان میں زندہ بہشت کے نورانی بنگلے ہو جائیں گے. اور مشرق و مغرب میں جتنے جشن زمین پر ہوئے ہیں، وہ بھی آسمان پر جائیں گے اور نورانی نامۂ اعمال ہو جائیں گے.

- سورۂ زُمر(۳۹: ۶۹) – علی اللہ کی تمام حُوران گوہر زا ہیں، وہ نورانی بچّے پیدا کرتی ہیں جو معجزات میں عیسٰی جیسے ہیں، کیونکہ تمام عروسانِ علی اللہ مریم جیسی باکرامت ہیں، پس حورانِ پُرنور اور نورانی اطفال کے توسط سے علی اللہ یہ دنیا منوّر کریگا.

- جب لوگ اُمّتِ واحدہ ہونگے تو علی اللہ اَخلاقی، علمی، اور مذہبی روشنی سے لوگوں کو مُنوّر کریگا۔ علاوہ برآن یہ بھی امکان ہے کہ علی اللہ مادّی سورج کے source کی جگہ نورانی روشنی کا source پیدا کرئے، جس میں علی اللہ کی بے شُمار تجلّیات حورانِ گوہر زا، نورانی لٹل اینجلز اور غلمان کی صورت میں ہونگی۔

- جسطرح مادّی سورج کی کرنیں اور ستارے لاتعداد ہیں. پس یہ ممکن ہے کہ جب زمین علی اللہ کے نور سے منوّر ہو گی تو اسوقت شمسی توانائی، الٰہی توانائی میں بدل جائے گی، جو کہ شمسی توانائی سے بہت زیادہ پاورفُل ہو گی. یا یہ کہ علی اللہ اپنی تجلّی کا بہت بڑا source ہوگا جو

کائناتی اور زندہ ہوگا. اور تمام انسانوں پر اسی توانائی کی بادشاہی ہوگی یعنی ہر کام کے لئے الٰہی توانائی ہوگی، مثلاً الٰہی توانائی سے جہاز چلیں گے اور بڑی بڑی طاقتیں مُسخّرہو جائیں گی.

- اب علی اللہ کے نور سے زمین روشن ہوگی. زمین کو روشن کر دینے کے لئے ظہورِ قائم اور نزولِ عیسیٰؑ کا معجزہ ہوگا.

- سورۂ زُمر (۳۹:۶۸-۶۹) کشفی تاویل: جب علی اللہ کے حکم سے دوسرا بگل بجتا ہے تو زمین پر علی اللہ کا نور طلوع ہو جاتا ہے، پھر پہاڑ اور تمام جمادات عالمِ نور ہو جاتا ہے. یہ تاویل انقلابی ہے.

- سورۂ قارعہ (۱۰۱:۴-۵) جس دن لوگ چراغ کے پتنگے کی طرح ہوجائیں گے. اس میں انسانوں کی روحیں چراغ کے پتنگوں کی طرح ہو جائیں گی اور پہاڑ دُھنکی ہوئی رنگ برنگ اون کی طرح ہو جائیں گے. یہ عالمِ جمادات کا عالمِ نور بن جانا ہے.

- سورۂ حشر (۵۹:۲۱) میں علی اللہ فرماتا ہے: اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتے تو پہاڑ، پہاڑ نہیں رہتا نور ہوجاتا،یعنی علی اللہ کا نور پہاڑ پر نازل ہوتا تو پہاڑ دب کر پاش پاش ہوجاتا اور عالمِ نور ہوجاتا، کیونکہ علی اللہ زندہ نور ہے.

<u>زمین بھر فِدیہ:</u>

سورۂ اٰلِ عمران (۳:۹۱) : **"مِلُ ءُ الْاَرْضِ = زمین بھر فِدیہ"** تاویل: جہاں سے جہاں تک زمین کی وسعت ہے اُس وسعت میں بھرا ہوا سونا. اس سے کثرتِ ارواح مراد ہے. جیسا کہ سورۂ تکویر میں ارشاد ہے: **وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ** (۸۱:۷) اور قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ دنیا و آخرت کے تمام نفوس جوڑے جوڑے ہو جائیں گے. اگر دنیا کے تمام خواتین و

حضرات اور بهشت کے تمام حوران و غلمان آدم و حوّا کے الگ الگ جوڑے هو جائیں تو اُن سے جو نورانی اطفال پیدا هوں گے، یہ زمین کے برابر سونے کی مثال هوں گے. (RB ۱۰۰۷)

زمین دوسری زمین سے بدل دی جائیگی:

سورۂ ابراهیم (۱۴: ۴۸): علی اللہ نے پہلے سات آسمان بنائے اور پھر اُسی کی طرح سات زمین کو پیدا کیا اور ان دونوں کے درمیان علی اللہ کا امرِ کُلّ ہمیشہ کارفرما ہے. اس کا مطلب یہ هوا کہ آسمان اور زمین کا ڈائیگرام نورانی وحدت کا ایک گول دائرہ ہے اور سورۂ ابراهیم کی مذکورہ آیت کے مطابق نور کے اس ڈائیگرم میں تبدیلی آتی رہتی ہے جبکہ آسمان و زمین کی تعداد وہی رہتی ہے.

پس جب ان میں سے ایک زمین کا دوسری زمین میں تبدّل هوتا ہے تو اس تبدیلی کا فائدہ یہ هوتا ہے کہ عالمِ ناسوت عالمِ ملکوت میں تبدیل هو جاتا ہے اور وہ لوگ جو ناسوت میں رہتے هیں وہ ملکوت میں تبدیل هو جاتے هیں جہاں اُنہیں **وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِالْقَهَّار** کے ارشاد کے مطابق خداوندِ قیامت کا کھلّم کھلّا دیدار هوتا ہے.

- ناسوت کے ملکوت میں تبدیل هونے کی قابلِ فہم اور قریب ترین مثال یہ ہے کہ علی اللہ نے حضرتِ اسماعیل ذبیح اللہ کو اپنی جگہ رکھتے هوئے اس بندۂ درویش کو حضرتِ اسماعیل ذبیح اللہ میں ضم کر دیا.

نوٹ: یاد رهے کہ "**وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ**" (۲: ۲۵۵) کے مطابق وہ سیارے جو زمین کے نام سے هیں اور وہ سیارے جو آسمان کے نام سے هیں وہ سب بے پایان وسعتوں میں هیں ایک دوسرے سے اوپر نہیں. (RB ۱۰۴۲)

- علی اللہ اَلْوَحِدُ القَھَّار اپنی رحمتِ بے پایان سے ظلم و زیادتی کا ازالہ کرے گا اور قدیم ھونزا کو جدید ھونزا بناتے ھوئے اس عالم کا مرکز بنائے گا. کیونکہ جن لوگوں نے خانۂ حکمت کو اذّیت پہنچائی ھے اُس کے سدِّباب کے طور پر علی اللہ خانۂ حکمت کو نورانی بہشت کے انعام سے نوازے گا، کیونکہ اب کافروں اور منافقوں کے لئے زیادہ مہلت نہیں رہی ھے.

- آخری قیامت کے ان ایّام میں جس روز حوران و غلمانِ علی اللہ زمین کو تبدیل کریں گے اور جدید ھونزا کی طرف پرواز کریں گے، کیونکہ علی اللہ نے ھونزا اور امریکہ کے درمیان سونے کا نورانی پُل اسی لئے بنایا ھے تاکہ جملہ حوران و غلمان، ھمارے رشتہ داروں اور آباؤاجداد کو میری روح کے ذرّات میں جو ایک کھرب ھیں، ایک وحدت بنا کر اس نورانی پُل سے پرواز کرا کے جدید ھونزا میں منتقل کیا اور باطن میں دیدار بھی دیا. یہ ھوا زمین کا تبادلہ.

- اور آسمان کا تبادلہ یہ کہ آسمان میں آپ کے لئے جو نورانی بنگلے اور زندہ بہشت = Living Paradise ھے، وہاں پرواز کرنا ھوگا، جہاں علی اللہ اَلوَاحِدُ القَھَّار کا کھلم کھلا دیدار ھوگا، کیونکہ بَرَزُوْا کے معنی ھیں رُوبرو ھونا. سورۂ نور (۵۵:۲۴) میں جس خلافت کا ذکر ھے اُس میں آسمان میں نورانی بنگلوز بھی شامل ھیں. یہ ایک انقلابی تاویل ھے، آپ اس میں مزید غور کریں.

- جس دن زمین غیر زمین میں تبدیل ھو جائے گی یعنی آسمان ھو جائے گی اور آسمان زمین میں بدل جائے گا یہ اس اعتبار سے کہ زمین پر جتنے پاک جماعت خانے ھیں، اور مومنین کے جتنے ذاتی گھر ھیں، جن کا نام سلطان محل اور سلمان محل ھے اور خود مومنین، سب کو علی اللہ نے آسمان پر بلند کر لیا ھے.

- یہ ہمارا حسنِ ظن ھے کہ خانۂ حکمت کی بہتری کی خاطر علی اللہ کے حکم سے نفوسِ پاکان کی ایک بہت بڑی تعداد زمین اور آسمان کو تبدیل کر کے اس بندۂ درویش کی پیشانی کی سر زمین میں آگئی ہو گی.

- جدید تاویل: زمین کی تبدیلی سے جدید عالمی کمپیوٹرز اور عالمی ٹی-ویز کی پیداوار مراد ھوسکتی ھے. اگر علی اللہ چاھے تو اپنے کلمۂ کُن سے دنیا کے بڑے بڑے ممالک میں نئے سے نئے عالمی کمپیوٹرز اور عالمی ٹی-ویز ایجاد کرا سکتا ھے. اُس شاھنشاہِ کُن فیکُون کے حکم کے تحت لوگ خود بخود عالمِ ناسوت میں کوشش کرتے رھیں گے اور علی اللہ عالمِ ملکوت میں اپنا کام کرتا رھے گا. (RB ١٠١٧)

- اس ارشادِ مبارک کی ایک نہیں بلکہ کئی تاویلات ھیں. اس کی اوّلین تاویل یہ ھے کہ ایک زمانہ وہ تھا جب ھم کمپیوٹر کو نہیں جانتے تھے. اب دورِ کشف کے آنے کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر بھی آگیا. جب کمپیوٹر آگیا تو ایک طرف سے ھمارے زمین اور آسمان دونوں بدل گئے. یہ ایک آسان، مناسب اور منطقی تاویل ھے. آپ خود بھی اس میں غور کریں. (RB ١١٠٦)

<u>زندہ درگور کی گئی لڑکیاں:</u>

<u>قبیح رسم:</u> سورۂ تکویر (٨١:٨-٩)

واقعِ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ھے کہ اُس روز زندہ درگور کی ہوئی لڑکیوں کی عدالت ھو گی اور اُن سے پوچھا جائے گا کہ تم کو کس گناہ کی بناء پر قتل کیا گیا. یہ عدالت اُن جلاّد جُہلاء کے حق میں نہیں ھو گی جنہوں نے معصوم بچیوں کو بغیر کسی جُرم کے سپردِ خاک کر دیا، بلکہ یہ فیصلہ اُن مظلوم لڑکیوں کے حق میں ھو گا جن پر یہ ظلم ڈھایا گیا.

اُن قاتلوں نے اس قبیح رسم سے خدا کے خلاف بہت سے احتجاجات کئے:

۱. خدا کی خلقت میں لڑکی کیوں کر پیدا ہو گئی؟
۲. انبیاء و اولیاء کیوں کر اپنی ماؤں سے پیدا ہو گئے؟
۳. قانونِ بهشت سے انکار که اُس میں تصوّرِ حور نہیں هے
۴. انہوں نے دنیا و آخرت کے وجود کو ہی کالعدم قرار دیا

چنانچه ایسے تصوّراتِ بد رکھنے والے لوگوں کو خود نیست و نابود ھونا چاھئے اور روزِ قیامت اُن تمام قاتل باپوں کو اس عملِ بد کی سخت سے سخت الٰہی سزا ملے گی. البته اُن معصوم لڑکیوں کے حق میں خداوندی فیصله یه ھوگا که پروردگارِ عالم ایسی تمام مظلوم روحوں کو اپنی بے پایان وسعت سے عرشِ وحدت میں بهشت کا مقام عنایت کرے گا. آمین! یا ربّ العالمین!

- تاویل: علی الله نے ایسی تمام مقتول لڑکیوں کو نورانی حوران میں زنده کر کے آسمان میں پھیلا دیا ھے کیونکه وه شہید کا درجه رکھتی ھیں!

- سوال: دنیا میں جن خواتین پر ظلم ھوا ھے اُن کے لئے علی الله کا کیا انصاف ھے؟
جواب: دنیا میں جن خواتین پر ظلم ھوا ھے چاہے شوھر کی طرف سے ھے، یا گھر کے افراد کی طرف سے، یا کسی اور جگه سے، ان کو علی الله شہزادی حورا ن بنائیگا اور زنده بہشت بنا دیگا. اسی طرح فرعون نے جن نوّے (۹۰) ہزار بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کیا تھا، اُن سب کو علی الله نے اپنی رحمتِ بے پایان سے زنده کرکے بہشت کے لئے غلمان بنا دیا ھے!

- اگر کوئی شخص اپنے بچوں (تاویلاً لڑکی) میں دینی علم کا جذبه پیدا نہیں کرتا ھے اور مذہبی معلّم یعنی مدرسۂ دین سے فائده نہیں دلاتا، تو وه گویا اپنی لڑکیوں کو زنده دفناتا ھے، اور ایسے

شخص سے روحانی قیامت میں پوچھا جائے گا.

زندہ شہید:

سورۂ آلِ عمران (۳ : ۱۶۹ –۱۷۲)، سورۂ حدید (۵۷:۱۹)

ساتآسمان اور سات زمین:

سورۂ طلاق (۶۵:۱۲) علی اللہ وہ ھے جس نے سات آسمان کو پیدا کیا اور سات زمین کو پیدا کیا اُنہیں کی مانند اور اُس شاھنشاہِ کن فیکون کا امر = حکم اُن کے درمیان چلتا ھے. تاکہ تم کو معلوم ھو جائے کہ وہ خداوندِ برحق ہر چیز پر قدرت رکھتا ھے اور اس کا مقدّس علم ان سات آسمانوں اور سات زمینوں میں محیط ھے.

تاویل ۱ : اس آیت کو ایک Diagram سے سمجھا جا سکتا ھے جس میں سات دائرے ایک دوسرے کے اوپر بنائے جائیں اور اُس کے اندر ایسے ہی سات دائرے بنائے جائیں. سب سے بیرونی دائرہ عرش اور اس کے اندر والا دائرہ کرسی ھے. ان دائروں کے درمیان ربط ھے اور یہ آپس میں ایک دوسرے کو چھوتے ھیں تاکہ حوران و غلمان اور دیگر مومنین کو آسمان پر چڑھنے اور فرشتے کے نزول میں کوئی دقّت نہ ھو.

تاویل ۲ : سات آسمانی اور سات زمینی دائرے طبق در طبق کی طرح ھے (۸۴:۱۹): "**لَتَرۡكَبُنَّ طَبَقًا عَنۡ طَبَقٍ**" ترجمہ:" تم ترقی کے زمانے میں ایک طبق سے دوسرے طبق پر چڑھو گے". ان چودہ طبقات میں وحدت بھی ھے اور اُس میں عاشقانِ علی اللہ کے لئے ہر نعمت مہیا ھے. **رَفِيۡعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الۡعَرۡشِ** کے بموجب علی اللہ تمام جماعت خانوں اور عاشقانِ علی اللہ کو انہی دائروں سے ھوتے ہوئے عرش پر بلند کرتا ھے. جہاں مِلکی وے (milkyway)کے ستاروں میں اُس کامیاب سالک کے لئے نورانی بنگلے ھیں اور وہاں اُس کو علی اللہ کا پاک دیدار اور بھشتِ

برین ھے۔ (RB ۲۰۰۶)

جیسا کے قرآن میں ارشاد ھے **وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ** "ھر (روحانی اور جسمانی) چیز ایک دائرے میں تیرتی ھے" (۳۶:۴۰) ؛ (۲۱:۳۳)۔ بیرونی دائرہ عرش ھے جہاں سے علی اللہ کا امروفرمان چلتا ھے۔مثلاً جب علی اللہ کے امر سے مومنین پرواز کریں گے تب تمام حوران و غلمان ان دائروں میں پرواز کر سکیں گے جبکہ تمام لوگ علی اللہ کی تجلّیات میں ھونگے۔ آیت الکرسی کے مطابق کرسی جو نور ھے اُس نے تمام آسمانوں اور زمینوں کو اپنے اندر سمو لیا ھے۔ یہاں اس راز کو جاننا بہت ضروری ھے کہ نورانی کرسی نے اپنی وحدت میں سب کو ایک کر لیا ھے۔

تاویل۳: ہر مومن اور مومنہ کے عالمِ شخصی میں مراتبِ روحانیت کے سات آسمانوں اور سات زمینوں کا ظہور ھوتا ھے۔ مرتبۂ عقل کے مقام پر یہ ظہورات عالمِ وحدت کے طور پر موجود ھیں۔ اس طرح عالمِ شخصی میں سات آسمان اور سات زمین کی وحدت ھے، اسی عالم میں بیتِ المعمور ھے، باغاتِ بھشت، زندہ قرآن بشکلِ حوران و غلمان ھیں، دنیا بھر کے تمام جماعت خانے ھیں، جیسے مولا علی کا قول ھے:

؎ وَ تحسبُ اَنَّکَ جِرمٌ صَغِیرٌ + وَ فِیکَ انطوَی العالَمُ الاکبر

ترجمہ: تو یہ گمان کرتا ھے کہ تو ایک چھوٹا سا جسم ھے، حالانکہ تجھ میں عالمِ اکبر لپٹا ھوا ھے اس عظیمُ الشّان تصوُّر میں علی اللہ کی تمام نعمتیں ھیں جو تسخیرِ کائنات کے اصول کے عین مطابق ھے۔

تاویل۴: دین کے اھم درجات چودہ ھیں، جس سے سات صاحبانِ ادوار اور اُن کے حُجج مراد ھیں مثلاً حضرتِ یوسفؑ کے تاویلی خواب میں چودہ زندہ طبقاتِ عقلانی کا ذکر ھے (۱۲:۴)،

جس میں شمس و قمر اور گیارہ ستارے اُن کے لئے سجدہ کر رہے تھے، تاویلاً شمس و قمر یعنی امام اور حجّت اور گیارہ ستارے گیارہ داعی ھیں، جو بعد میں حجّت ہو گئے. اس انقلابی ترقی کے بعد جن میں پہلے اختلاف ھوا تھا بعد میں مصالحت ھوئی تھی، اور جیسے مصالحت ھوئی تو یہ بھی داعی سے حجّت ھو گئے اور تاویل درست ہو گئی. یہاں یہ ڈائیگرام چودہ دائروں پر مشتمل ھے یہ صحیح ھے، اس میں عرش ایک دائرہ، کرسی ایک دائرہ، اور اُن کے بارہ حُجّتان، کُل چودہ دائرے، سُبحان اللہ.

تاویل ۵: سات آسمان اور اُس جیسی سات زمین سے مراد سات ناطق اور اُس جیسے سات اساس ھیں.

سائے کو پھیلانا:

سورۂ فُرقان (۲۵:۴۵) : "**اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّالظِّلَّ**"

تاویل : سلطانِ اعظم اور سلمانِ اعظم کا سایہ تجلّی ھے

تاویل: علی اللہ تعالیٰ کی پاک تجلّی ھمہ رس اور ھمہ گیر ھے. بہشت کی حوران جس قدر بھی زیادہ ھوں علی اللہ کی تجلّی سب پر مُحیط ھو جاتی ھے.

سورۂ فُرقان (۲۵:۴۵) : "**وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا**"

تاویل: اور اگر علی اللہ چاھے تو اپنی تجلّی کو قدرے ٹھوس کر کے جسمِ لطیف بنا سکتا ھے. یہ ھوا اس تجلّی کو ٹھہرانا، یعنی اس سے جسمِ لطیف بنانا ۔ مثال حضرتِ داؤد کی ہستی میں اتنی تجلّی تھی کہ علی اللہ اس کو قدرے ٹھوس بنا کر جسمِ لطیف بناتے تھے. حضرتِ داؤدؑ خدا کی تجلّی کا سانچہ بن گئے تھے، اس سانچے سے بہت سارے اجسامِ لطیف بنتے تھے. علی اللہ کا سایہ ھم سب پر پڑتا رہتا ھے جس میں پرواز ھے.

❁ تاویل: یه ارشادِ مبارک خصوصی طور پر رسولِ کریمؐ سے ھے، ھم اس کو الٰہی سائنس کی روشنی میں پیش کرتے ھیں: اے رسولِ کریمؐ! کیا آپ نے اپنے ربّ کے دیدار کی طرف نہیں دیکھا کہ اس کی تجلّی کس طرح پھیلاؤ رکھتی ھے؟ اور اگر علی اللہ چاھے تو اس روانی میں ٹھہراؤ پیدا کر سکتا ھے اور پھر اپنے نورِ شمس سے اس میں روانی پیدا کر سکتا ھے. چونکہ دیدار دیکھنے کے لئے تمام لوگ ایک مقام پر نہیں ھوتے ھیں، مختلف جگہوں اور علاقوں میں ھوتے ھیں اس لئے علی اللہ کی تجلّی میں روانی چاھئے.

چنانچہ سورۂ فرقان کے اس حوالے سے علی اللہ نے الٰہی سائنس سے تمام حوران و غلمان کو آئینۂ شاہ دیدار بنایا، پھر اپنے نورِ شمس سے اس میں روانی پیدا کی اور ان سب کو جامۂ جنّت بنایا. اس سے پہلے آیۂ خزائن (۱۵ : ۲۱) کے مطابق خزائن بنایا اور خزائن میں سے جس کو چاہا اُس آئینے میں القابض اور الباسط کے ذریعے دیدار کرایا. (RB ۱۰۴۰)

❁ سورۂ واقعہ (۵۶: ۳۰) – " **ظِلٍّ مَّمۡدُوۡد**" = سایۂ دراز = علی اللہ کی تجلّیات

سُبُلُ السَّلام:

سورۂ مائدہ (۵:۱۵–۱۶): قرآنِ حکیم میں لفظِ "سُبُل" جو "سَبِیل" کی جمع ھے، کُلّ تین بار آیا ھے اور یہاں یہ لفظ "السَّلام" کے ساتھ ھے. **سُبُلَ السَّلٰم** یعنی سلامتی کے راستے. یہ زندہ بہشت کے راستے ھیں، چاھے یہ راستے آسمان کی طرف ھیں، چاھے زمین پر ھیں. یہی وجہ ھے کہ ھم پہاڑوں میں زندہ بہشت کا اقرار کرتے ھیں اور پرندوں کو بھی روح کے اعتبار سے زندہ بہشت قرار دیں. چنانچہ علی اللہ زندہ بہشت کے راستے بہت ھیں. جب ھم نے **وَاَشۡرَقَتِ الۡاَرۡضُ بِنُوۡرِ رَبِّهَا** کے قانون کے تحت پہاڑوں کو بھی، پرندوں کو بھی، اور درختوں کو بھی زندہ بہشت قرار دیا ھے، تو یہ راستے تمام بہشتوں کی طرف جاتے ھیں. درختوں، پرندوں، پہاڑوں، اور آسمان و زمین کے تمام راستوں سے علی اللہ کی زندہ بہشت میں جایا جاتا ھے.

ستاروں کے گرنے کی قسم:

سورۂ واقعہ (۵۶:۷۵–۸۰) کشفی تاویل: یہ علی اللہ تعالیٰ کی پاک سُنّت ھے کہ جب کبھی وہ قسم کھاتا ھے تو جوابِ قسم میں کوئی خاص حکمت بیان کرتا ھے، جیسے فرمایا گیا: پس میں ستاروں کے گرنے کی قسم کھاتا ھوں، اگر تم دانا ھو اور سمجھنے والے ھو تو یہ جان لو کہ یہ قسم بہت بڑی قسم ھے. پھر جوابِ قسم میں فرمایا جاتا ھے کہ وہ قرآنِ کریم ھے جو کتابِ مکنون میں ھے، اور اس کو کوئی نہیں چھو سکتا سوائے اُن لوگوں کے جو پاک کئے گئے ھیں، اور یہ تمام اوصاف ربّ العالمین سے ھیں.

یہاں ہر حور کی تعریف ھے اور حُور کو قرآنِ کریم کہا گیا ھے اور وہ کتابِ مکنون ھے، اور اس سے کوئی نورانی شادی نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ اس حور کی طرح انتہائی پاک نہ کیا گیا ھو. علاوہ بران ستاروں کے گرنے سے علی اللہ کی اَنوار افشانی مراد ھے، کیونکہ انوار کے برسنے سے حوران و غلمان بنتے ھیں، گویا حوران و غلمان ستارے ھیں جو آسمان سے علی اللہ کے نور برسانے سے نورانی تالاب میں گرتے ھیں.

سوال: یہ ستارے کیا ھیں؟

جواب: کتابِ مکنون میں ستاروں سے مراد حوران و غلمان ھیں جو مثلِ قائم، زندہ قرآن، اور زندہ بھشت ھیں.

سوال: ان ستاروں کا گرنا یا حوران و غلمان کا نزول کہاں ھوتا ھے؟

جواب: ایک حوضِ کوثر آسمان میں ھے اور ایک حوضِ کوثر زمین پر ھے اور اِن کو دیکھنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ھے. چنانچہ ایسی حوران اور غلمان جن کی نورانی شادی ابھی نہیں ھوئی ھے لیکن وہ نورانی شادی کے لئے تیار ھیں اُن کا اس تیاری کے لئے عرشِ حوضِ کوثر سے فرشِ حوضِ کوثر میں منتقل ہونا ستاروں کا گرنا ھے اور عرش سے فرش کا یہ نزول

ربّ العالمین کی طرف سے ھے.

نوٹ: یاد رھے که "فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ" میں "لَآ" نفی کے لئے نہیں بلکه احترام کے لئے ھے.
(RB ۱۰۹۹)

ستّر رجال:

سورۂ اعراف (۷:۱۵۵) اور موسٰی نے ستّر رجال (مرد) اپنی قوم میں سے ہماری "میقات" کے لئے منتخب کئے سو جب اِن کو زلزله نے آپکڑا تو موسٰی عرض کرنے لگے که..."
تاویل: حضرتِ موسٰیؑ نے جن ستّر رجال کا انتخاب کیا تھا وہ راہِ روحانیت پر گامزن تھے اس لئے اصولاً اِن پر صاعقه اور زلزله کی پُرحکمت موت واقع ھوئی (۲:۵۵، ۷:۱۵۵)
(قرآنی مینار ص:۱۰۷)

تاویل: یہاں ستّر رجال حدودِ دین میں سے ھیں جو اس طرح ھیں: ۲۴+۲۴+۲۴= ۷۲ – ۲ = ۷۰ جب کوئی پیغمبر مرتبۂ ناطقی پر فائز ھو جاتا ھے تو وہ بحکمِ خدا امام کو اساس کا درجه دے کر اپنا وصی اور جانشین مقرر کرتا ھے اور اسی حال میں اساس کا فرزند امام بن جاتا ھے اور ان تینوں حضرات میں سے ہر ایک کے ۲۴ حجت ھوا کرتے ھیں. اسی طرح زمانۂ موسٰی میں ۷۲ حجت ھوگئے مگر اساس جو ناطق کا حجتِ اعظم تھا اور امام جو اساس کاحجتِ اعظم تھا اُن کا انتخاب اور انبعاث پہلے ہی ہوچکا تھا لہٰذا ۷۰ حجت رہ گئے دوسری وجه یه ھے که یه دونوں صاحبان اہلِ بیت سے ھیں قوم سے نہیں جبکه یه انتخاب قوم سے تھا.

اگرحضرتِ موسٰیؑ کو خدا کا دیدار نه ھوا ھوتا تو آپؑ اپنی قوم میں سے منتخب کر کے ستّر رجال کو دیدارِ الٰہی کے لئے کوہِ طور نه لے جاتے دراصل یه انتخاب حدودِ جسمانی ہی کا تقرر و تعین تھا. (قرۃ العین، ص ۶۴)

﴿ یہ تو مسلّمہ ہے کہ کوئی خاتون پیغمبر یا امام نہیں ہوئی ہے اور نہیں ہوسکتی ہے مگر کسی عورت کا درجۂ حجّتی پر فائز ہوجانا خلافِ فطرت نہیں لہٰذا ممکن ہے کہ مذکورۂ بالا ۷۰ حجتوں میں کچھ خواتین بھی ہوں ہر چند کہ اس آیۂ کریمہ میں لفظِ ''رجال'' آیا ہے. رجال تاویل کی زبان میں، دعوت کے معنی میں، علم کے معنی میں، معلّم کے معنی میں کہا جاتا ہے. متعلّم کو تاویل میں عورت کہا جاتا ہے اور معلّم کو مرد کہاجاتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس مقام پر بہت سی خواتین بھی ہوں.

(تصورِ انبعاث – ۲۱ دسمبر ۱۹۸۳؛ کیسٹ نمبر ۱۴۹ – ۲۳ دسمبر ۱۹۸۳)

سورۂ بقرہ (۲:۵۵-۵۶) ترجمہ: '' اور جب تم لوگوں نے کہاکہ اے موسیٰ ہم ہرگز نہ مانیں گے تمہارے کہنے سے یہاں تک کہ ہم (خود) دیکھ لیں اللہ کو اعلانیہ طور پر، سو آپڑی کڑک بجلی اور تم دیکھ رہے تھے، پھر ہم نے تم کو زندہ کر اٹھایا تمہارے مرجانے کے بعد اس توقع پر کہ تم احسان مانو گے''

تاویل: آپ دیکھتے ہیں کہ خداوندِ عالم کے اس پُرحکمت خطاب میں بنی اسرائیل کا ہر فرد شامل ہے مگر یہ ممکن نہیں کہ سب پر ایک جیسی نور کی سخت بجلی گری ہو اور سب نے یکسان طور پر اس کا مشاہدہ کیا ہو لیکن ہاں یہ تصور بالکل درست ہے کہ ناطقؑ، اساسؑ، امامؑ اور نقیب جیسے حدودِ دین کو یہ عظیم دیدار ہوا تھا اور وہ بھی ایک ساتھ نہیں بلکہ جُدا جُدا اوقات میں فرداً فرداً ،کیونکہ بڑا دیدار اور انبعاث فردانیت میں ہوتا ہے (۶:۹۴). اس کے یہ معنی ہوئے کہ بنی اسرائیل کے عام مومنین، امامِ وقت اور حدودِ دین میں بصورتِ ذرّاتِ لطیف داخل اور شامل تھے جس طرح قومِ موسیٰ کا ہر فرد امام کی روحانیت میں بادشاہ تھا بالکل اسی طرح جُدا جُدا وقتوں میں شعوری اور غیر شعوری حالت میں بحیثیتِ مجموعی حضرت موسیٰ کی قوم کا انبعاث ہوا اور ان کو یہ رحمت پیغمبر اور امام علیہما السَّلام کے وسیلے سے حاصل ہوئی.

﴿ صاعقہ صورِ اسرافیل کی آواز ہے. (قرۃ العین، ص ۶۴)

سُجُود:

سورۂ علق (۹٦: ۱۹) : "**وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ**"

ترجمہ: " سجدہ کرو اور اپنے ربّ سے قریب ہو جاؤ"

تاویل : سجدہ عبادت میں مرکز کی حیثیت رکھتا ھے. اگرچہ یہ ایک ابتدائی عبادت ھے مگر بہت ہی مؤثر عبادت ھے، کیونکہ یہ علی اللہ سے قریب ہونے کا ذریعہ ھے. علاوہ بران سجدہ ایک اشاراتی عبادت ھے جس کی قرآنی دلیل (۳: ۱۹۱) ھے. اس آیت کے بموجب ایک مریض کو لیٹے لیٹے اور مسافر کو چلتے چلتے عبادت کرنے کی اجازت ھے، کیونکہ عبادت کھڑے کھڑے، بیٹھے بیٹھے، اور لیٹے لیٹے بھی ہو سکتی ھے.

چنانچہ **وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ** میں سُجُود کی اھمیت کا پتا چلا اور معلوم ھوا کہ سجدہ کرنا علی اللہ سے قرب کا درجہ رکھتا ھے. پس اگر ھم سجداتِ چہل ادا کریں گے تو علی اللہ سے قریب تر ہو جائیں گے. (RBLP - ۷۴۵)

سورۂ رعد (۱۳: ۱۵) تاویل: اور علی اللہ کے لئے آسمان اور زمین کی تمام مخلوقات چاھے ذی حیات، چاھے نباتات، چاھے جمادات، چاھے حیوانات، الغرض تمام چیزیں طوعاً یا کرھاً سجدہ کرتی ھیں. یعنی عبادت دو قسم کی ھے: خوشی کی عبادت اور جبری عبادت.

چنانچہ حضرتِ داؤد علیہ السلام جب علی اللہ کے حمدیہ گیت گاتے ھوئے اور سازوں کو بجاتے ھوئے عاشقانہ رقص کرتے تھے تو اُن کے اُس رقص میں رکوع اور سُجُود کے مختلف زاویے اور اشارے ھوتے تھے کہ کبھی اُن کے رقص کی حرکت سُجُود کی طرف ھوتی تھی تو کبھی رکوع کی طرف، اور کبھی دائیں بائیں سلام پھیرنے کی طرف گویا اُن کے عاشقانہ رقص میں نماز، سُجُود اور عبادت کے مخفی اشارے ھوتے تھے. یہ تاویل کا ایک نیا انکشاف ھے. اس کے برعکس جملہ جمادات، نباتات، حیوانات اور کافرین کرھاً سجدہ کرتے ھیں.

(RB ۱۰۲۳)

سراجِ مُنیر:

سورۂ احزاب (۳۳:۴۶) رحمتِ عالم، وصی مولا علی، قائمِ آلِ محمّد = زندہ بہشت ھیں، یہ تین مُبارک نام سراجِ مُنیر میں یکجا ھیں.

سَرِیْعُ الْحِسَاب:

سورۂ اَنعَام (۶:۶۲): " **اِنَّ للّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَاب** " : "اور وہ حساب لینے میں سب سے تیز ھے". یہ ارشاد قرآنِ حکیم میں کُلّ آٹھ مرتبہ آیا ھے جس کا مفہوم یہ ھے کہ دنیا میں عدل و انصاف کے لئے عدالت کا فیصلہ انتہائی مشکل معاملہ ھے، لیکن علی اللہ تمام معاملات طے کرنے میں سَرِیْعُ الْحِسَاب ھے. یہ ارشاد کلمۂ کُن سے قریب ھے، اس لئے فرمایا گیا کہ علی اللہ سَرِیْحُ الْحِسا ب ھے. اس جیسی ایک اور مختصر آیت: **وَھُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِیْنَ**. تاویل: بباطن اس مختصر آیت کا احاطہ بہت وسیع ھے کیونکہ اس میں علی اللہ اور اس کی الٰہی سائنس کی تعریف ھے کہ وہ تمام سائنسی ایجادات اور آلہ جات کے تیز سے تیز تر کام کرنے سے بھی زیادہ سرعت سے کام کرتا ھے، جس میں صفتِ پرواز بھی شامل ھے، اور اس معاملے میں کوئی بھی علی اللہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا.

سفید بادلوں کے سائبان:

سورۂ بقرہ (۲:۲۱۰) تاویل: علی اللہ بذریعۂ وحی اھلِ کتاب سے کہلاتا ھے کہ یہ لوگ کس چیز کا انتظار کرتے ھیں؟ سوائے اس کے کہ خداوندِ قیامت سفید بادلوں کے سائبانوں میں جلوہ فرما ھوگا!

بادل بنیادی طور پر سفید ھوتے ھیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے جہاں **صِبْغَةُ اللہ** کا ذکر فرمایا ھے، وہاں سفید نور کو نورالانوار کہا ھے. چنانچہ یہاں سفید بادلوں سے مراد سفید الٰہی گھوڑوں کی نزولی اور عروجی پرواز ھے جو الٰہی سائنس اور الٰہی پرواز ھے۔ پس اگر کسی نیک بخت مومن یا مومنہ کو الٰہی گھوڑے پر سوار ھونا ھے تو اُس کو بادلوں میں سوار ھونا ھوگا.

جس طرح آپ کے درویش استاد کی جب قربانی ہوئی تھی تو اُس نے سفید بادلوں کے گھیراؤ میں چمکتے ہوئے ذرّات کو دیکھا تھا، یہ ذرّات سفید بادلوں میں حوران و غلمان بھی تھے اور سفید الٰہی گھوڑے بھی تھے. (RB ۱۰۱۸)

سُلیمان:

سورۂ انبیأ (۲۱:۸۱) – علی اللہ نے حضرتِ سلیمان کے لئے ہوا کو مُسخّر کیا تھا جو اس کے حکم سے چلتی تھی اُس زمین کی طرف جسے برکت دی گئی تھی! اور زمین میں برکت دینا نورانی تالاب کے معنی میں ہے، علی اللہ نے نورانی تالاب میں برکت رکھی ہے جس میں ہر بار ایک حور تختِ سُلیمان بنتی ہے.

- علی اللہ نے حضرتِ سُلیمان کو داؤد کا وارث بنایا تھا جس کی وجہ سے آپ پرندوں کی بولی جانتے تھے!

سورج کا خاتمہ:

سورہ ٔتکویر (۸۱:۱): "**اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَت**" میں مادّی سورج کے خاتمے کا ذکر ہے. دنیائے ظاہر میں جس طرح ایک چاند کے بعد دوسرا چاند بنتا ہے، اسی طرح ایک سورج کے بعد دوسرا سورج بنتا ہے. مادّی سورج کے خاتمے پر ایک دَور کا آغاز ہوگا اور ایک اندازے کے مُطابق چھ کروڑ سال (ایک کَور) تک سورج کی عمر ہے. کتابِ سرائر، ص ۲۱ میں ایک کَور کے بعد دوسرے کَور کا ذکر ہے.

سورج اور چاند کا قیامت میں ایک ہو جانا:

سورۂ قیامۃ (۷۵:۹)

:

سورۂ اِنشِقَاق:

سورۂ اِنُشِقَاق کے اس ارشاد کے بموجب آسمان پھٹ گیا ھے اور ایک کھرب زندہ باغاتِ بہشت اور نورانی بنگلوز کے علاوہ دنیا کے تمام جماعت خانے اور افرادِ مومنین اور حوران و غلمان زمین سے آسمان کی طرف منتقل ہوچکے ھیں اور نورانی بنگلوز ہوگئے ھیں اور لفظِ حُبُک کے مُطابق آسمان پر سڑکیں اور گلیاں تیار ہوگئی ھیں اور باغات بنے ہوئے ھیں. یہ ارشاد بہت ہی شاندار ھے. (RBLP - ۷۲۷)

سورۂ جِنّ (۷۲):

سلمانِ اعظم علی اللہ نے اپنے ایک پاک فرمان میں فرمایا تھا کہ سورۂ جنّ پر بھی غور کریں. اسی حکمِ عالی کی فرمانبرداری میں ایک انقلابی تاویل عنایت ہوئی ھے.

تاویل: اے رسول! کہہ دیجئے کہ ھم پر وحی کی گئی کہ جنَّات = پریاں= حورانِ پری پرواز کے ایک گروپ نے وحئِ قرآن کو سُنا تو انہوں نے آپس میں تعجب = عشق سے کہا کہ ھم نے ایک عجیب قرآن کو سُنا ھے.

حورانی سائنس کے تحت یہاں یہ کہنا حق بجانب ہوگا کہ حورانِ پری پرواز آسمان تک رسا ہو چُکی ھیں کیونکہ جب رسولِ کریمؐ پر آسمان سے وحی نازل ہو رہی تھی تو ان حورانِ پری پرواز نے اس وحی کو سُنا اور تعجب کیا. یہ تعجب عاشق ہونے کے معنی میں ھے. علاوہ بران "بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنّ" سے معلوم ہوتا ھے کہ جس طرح انسان میں مرد و زن ہوتے ھیں اسی طرح جِنَّات = پریوں میں بھی حوران و غلمان ھیں اور ان حورانِ پری پرواز میں کچھ پیغام رسان حوران بھی ہوتی ھیں جنہوں نے بصورتِ الٰہی پرواز آسمان تک رسائی حاصل کرلی ھے. (RB ۹۹۸)

سورۂ عَادِیَات:

یہاں **وَالْعٰدِیٰت** میں تاکیدی قسم ھے اور یہ تاکیدی قسم اس لئے کھائی گئی ھے تاکہ وجہِ قسمیہ کی طرف توجہ ھو اور یہاں **ضَبْحًا** = گھوڑے کے فراٹے مارنے کی آواز وجہِ قسمیہ ھے۔ ہر چند کہ ھم نے ظاھری سائنس کے ذریعے یہ جان لیا ھے کہ گھوڑے کے سر میں ایک ارب بیس کروڑ نیورونز ھیں چنانچہ روحانی سائنس کے ذریعے آج ھم کو یہ ادراک ھوا ھے کہ ھمارے دماغ سے روح کے ذرّات بہت سارے گھوڑوں میں منتقل ھوگئے ھیں۔
آپ سے گزارش ھے کہ اگر ھوسکے تو عالمی ٹی-وی کی طرف توجہ دیں۔ ہمیں اُمید ھے کہ اِنْ شَآءَ اللہ وہاں کسی بھی ذکر میں یا تو علی اللہ کی پاک آواز آئے گی یا گھوڑے کے سر میں نیورونز کے ٹیلیفون کا رابطہ ھوگا۔ (RB ۱۰۳۹)

سورۂ فَاتِحَہ:

سبعُ المثانی:

سورۂ فاتحہ کے ناموں میں سے ایک نام ھے یعنی سات آیات جو دہرائی ھوئی ھیں۔ اس کی مثال قرآن کے سات مقامات پر ختم ھیں اور یہی مثال عالمِ دین میں سات ناطق اور سات حُجّت ھیں جبکہ نورانی تالاب میں سات آسمان اور سات زمین ھیں۔

سورۂ فاتحہ کے پاک مضامین خانۂ حکمت سے متعلق ھیں:
پہلا مضمون: عقلِ کُلّ
دوسرا مضمون: رَب علی اللہ کا خاص نام ھے جو تمام عوالم کا پروردگار ھے
تیسرا مضمون: **اَلْعٰلَمِیْن** تمام عوالم ھیں
چوتھا مضمون: **رَحْمٰن** قائم کا نام ھے
پانچواں مضمون: **رَحِیْم** علی اللہ کے اَسماء میں سے ایک اسم ھے

چھٹا مضمون: **مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡن** میں مٰلِک او ر یَوۡمِ الدِّیۡن علی اللہ کا پاک اسمِ مُبارک ھے

ساتواں مضمون: **صِرَاط** علی اللہ کا نورانی راستہ ھے

آٹھواں مضمون: **اَلضَّآلِّیۡن** : رسول کے ارشاد سے پتا چلتا ھے کہ اسلام کے تہتر فرقے ھیں ان میں سے ایک راہِ راست پر ھے باقی بہتر گمراہ ھیں.

سورۂ فُرۡقَان (۲۵: ۷۰–۷۶)

تاویلی مفہوم: جو کوئی علی اللہ کی طرف رجوع کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرے تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو علی اللہ نیکیوں میں تبدیل کرتا ھے، اور علی اللہ غفورٌ رحیم ھے. اور جو نیک کام کرتا ھے تو ایسا شخص علی اللہ کی طرف اس طرح رجوع کرتا ھے جیسا کہ رجوع کرنا چاھئے. اور وہ لوگ جھوٹ گواہی نہیں دیتے ھیں یعنی غلط قرآن کو نہیں پڑھتے ھیں، اور جب فضول باتوں سے دوچار ھوتے ھیں تو ان کو نظر انداز کرتے ھیں. اور جب وہ آیاتِ خداوندی سے گزرتے ھیں تو اس میں بہروں اور گونگوں کی طرح نہیں گزرتے بلکہ اس میں غور و فکر کرتے ھیں. اور اُن کی تعریف یہ بھی ھے کہ وہ کہتے ھیں: اے ھمارے پروردگار علی اللہ! ھم کو ہماری دنیا کی بیویوں سے بھی اور آخرت کی نورانی بیویوں سے بھی ایسی اولاد عطا فرما جو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ھو! اور ھم کو پرھیزگاروں کے لئے پیشوا بنا دے! یہ وہ لوگ ھیں جن کو علی اللہ صبر کے عوض میں بالا خانوں کی بھشت میں مقام دیتا ھے اور ان کو وہاں اچھی باتیں اور سلامتی کی دُعائیں ملتی رہتی ھیں. وہ وہاں ہمیشہ رھیں گے جو بہت عمدہ جگہ ھے.

سورۂ فِیۡل (۱۰۵: ۱–۵)

حِجَار، حجر کی جمع (پتھر). تاویل: یہ روحانی لشکر کا نام بھی ھے جو یاجوج وَ ماجوج کے نام سے عالمِ شخصی میں فساد کرتے ھیں تاکہ تعمیرِ نو کا کام کیا جائے. اس سورہ میں رسولِ اکرم صلعم سے فرمایا گیا: (اے رسول) کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے ربّ نے ہاتھی والوں کے ساتھ

کیا سلوک کیا؟ حالانکہ یہ واقعہ رسول صلعم کی پیدائش سے قبل کا ھے۔ دراصل ہر عارف کے عالمِ شخصی میں سب کچھ ھے اور اصحاب الفیل کا واقعہ بھی ھے، جس میں یاجوج و ماجوج کے خروج، روحانی جنگ اور روحانی قیامت کے بعد عارف کا عالمِ شخصی زندہ دارالسّلام بن جاتا ھے۔ یہاں پرندوں کے لشکر بطریقِ رحمت پتھروں کی بجائے لعل و گوھر برسا دیتے ھیں تاکہ کافروں کی ہلاکت کی عملی مثال بھی ھو اور عارفانِ حق کے لئے دولتِ لازوال بھی ھو۔ اسی معنی میں پیر ناصر خسرو فرماتے ھیں:

بسانِ طیرِ ابابیل لشکری کہ ھمی
بیوفتد گُہری زو بجای ھر حجری

ترجمہ: جُھنڈ کے جُھنڈ پرندوں کی طرح ایک لشکر آئے گا کہ اس لشکر سے ہر پتھر کی جگہ ایک گوھر گریگا۔

- تاویلی طور پر یہ سورہ ہر زمانے میں معرکۂ حق و باطل خصوصاً باطنی جنگ اور روحانی قیامت میں حق کی فتح مندی کی علامت ھے!

سورۂ قٓ:

سورۂ قٓ (۵۰ : ۱):"قٓ"= قلمِ اعلیٰ = عقلِ کُلّ = قلمِ قدرت = کوہِ عقل = کوہِ قاف

تاویل: عالمِ شخصی میں ایک بڑا عجیب معجزہ کُوہِ قاف کا مُشاھدہ ھے، کوہِ قاف دُنیا کے کسی پہاڑ کی طرح ہرگز نہیں، یہ صاف ستھرا، پرُ نور پہاڑ بالکل ہموار پتلی نورانی جِھلی کی طرح یا سنگِ مَر مَر کے پتھر کی طرح نظر آتا ھے! جس پر جگہ جگہ ایسے بہت سے قرآنی الفاظ درج ھیں کہ ہر لفظ میں حرفِ قاف = ق ھے، جیسے عتیق، عمیق، عشق، حق، رحیق، قرآن، قدّوس، قادِر، قیّوم، قلم، وغیرہ۔ قرآن میں اس نوری تحریر کا نام الرَّقیم = نوشتۂ روحانی (۱۸ : ۹) ھے۔ یہاں ایک اشارہ یہ بھی ھے کہ جس طرح زمانۂ قبلِ تاریخ کی بہت سی نباتی اور حیوانی چیزیں

پتھر بن کر پہاڑ میں محفوظ ہوچُکی ھیں جیسے Fossil Record کہا جاتا ھے، اسی طرح کوہِ عقل میں تمام باطنی ریکارڈ موجود ھے. مولا علی کا ارشاد ھے: **انا جبلِ قاف = میں ہی کوہِ قاف ھوں.**

سورۂ کَوْثَر (۱۰۸):

پیغام رسان فرشتوں کے توسط سے علی اللہ نے فرمایا که سورۂ کوثر اور سورۂ عادیات میں تعلق ھے، که یه آبِ کوثر نہیں آبِ نور ھے، جس میں نورانی پرواز والے گھوڑے بھرے ہوئے ھیں، جو حورانِ پُرنور ھیں، اور یه حوران پرواز کے لئے مستعد ھیں، یه کسی بھی پوزیشن میں پرواز کر سکتی ھیں، بالکل اُسی طرح جس طرح مچھلی دریا میں ہر سمت میں تیر سکتی ھے.

سورۂ مَاعُون (۱۰۷: ۱-۷)

تاویلی ترجمه: کیا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جو روزِ جزا (حضرتِ قائم) کو جھٹلاتا ھے. یه تو وہی ھے جو یتیم (امام) کو دھکے دیتا ھے اور مسکین (حجّت) کے کھانے (عقلی و روحانی غذا) کی ترغیب نہیں دیتا. تو ان نمازیوں کی تباہی ھے جو اپنی نماز (کی تاویلی حکمتوں) سے غافل رھتے ھیں، جو دکھانے کے واسطے کرتے ھیں اور زکات نہیں دیتے (عقلی اور روحانی طور پر پاک نہیں‌ھو سکتے).

سورۂ وَاقِعَه (۵۶)

بحوالۂ آیات (۳۰-۳۷): یہاں سایۂ دراز سے مراد علی اللہ کی وہ نورانی تجلّیات ھیں جو بہشت سے دنیا تک پھیلی ھوئی ھیں. اور یه معجزہ نورانی تالاب کی بہشت سے شروع ھوتا ھے، جہاں ایسے بکثرت میوے ھیں جن کو کبھی زوال نہیں، مراد وہ حورانِ پُرنور جو **فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ** ھیں. مَرْفُوْعَه رَفَعَ سے ھے یعنی بلند مرتبه، پس فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ سے شاھزادے اور شاھنشاہ زادیاں جیسی اعلیٰ ہستیاں مراد ھیں. اوراس بہشت میں‌علی اللہ نے حوران و غلمان دونوں کو خلقِ

جدید میں از سرِ نو پیدا کیا، جہاں حوران کو کنواریاں = دوشیزہ = نوخیز بنایا، اور بہشت کے شوھروں کے ساتھ ہم عمر اور نوجوان بنایا، ساتھ ہی ایک دوسرے کے لئے عاشق اور معشوق بنایا. علی اللہ نے بہشت کی حور اور اس کے شوھر کو بے شمار خوبیاں برابر برابر عطا کر دیں تاکہ وہ ایک دوسرے کے عاشق ھو جائیں. بہشت کے ان جوڑوں کو حُسن میں، ہنر میں، علم میں اور ہر قسم کے فن میں بے شمار خوبیاں یکساں طور پر عنایت کر دیں تاکہ عشق قائم ہو. یہ علی اللہ کی برابری = مُساوات کی ایک مثال ھے.

بحوالۂ آیات (۵۶:۷۵-۷۹): "بِمَوٰقِعِ النُّجُوْم" سے مراد نورانی تالاب میں حوران و غلمان پر علی اللہ کی اَنوار افشانی کا سلسلہ ہمیشہ جاری و ساری ھے، جس کے نتیجے میں علی اللہ حوران کو زندہ قرآن بناتا ھے، اور نورانی شادی سے قبل وہ حوران کتابِ مکنون ھوتی ھیں جن سے صرف وہی غلمان شادی کر سکتے ھیں جو حوران ہی کی طرح پاک و پاکیزہ ھوں.

سونے کا پُل:

بندۂ درویش کو تاشغورغان میں جو علامتی قربانی کے طور پر ذبح کیا گیا تھا، اُس میں سر کو ایک سیمنٹ شدہ دیوار کے ساتھ آویزاں کرنے کی نئی تاویل یہ ھے کہ سر کا اس طرح سے لٹکانا علی اللہ کا وہ سونے کا پُل ھے جو ھونزا سے امریکہ کے درمیان بنایا گیا ھے. چنانچہ آج تمام نُفوسِ پاکان اور جماعتِ اسماعیلی کو سیاسی بدنامیوں اور دیگر قدرتی آفات یعنی بھونچال وغیرہ سے محفوظ رکھنے کے لئے بندۂ خاکسار کے سر کے اس پُل کے ذریعے اُس سر زمین سے اس سر زمین = عظیم ملک میں منتقل کر دیا ھے. مبارکباد!

- زمانۂ یارقند میں سلطانِ اعظم علی اللہ نے اس بندۂ درویش کو کارِ دین کے لئے امریکہ جانے کا حکم فرمایا تھا پس موجودہ سیاسی حالات کے پیشِ نظر ہمارا گمان ھے کہ اُس کریمِ کارساز

نے ہماری روحوں کو اس عظیم ملک میں محفوظ رکھا ہوگا، جبکہ ہونزا سے امریکہ تک سونے کا نورانی پُل بھی اس بات کی تائید کرتا ہے.

سیارے کا پیدا کرنا اور اس کا ختم کرنا:

سورۂ انبیاء (۲۱:۴۴) تاویل: کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ جس سیارے کو ہم ایک بار پیدا کرتے ہیں. اُس کے اطراف کو گھٹاتے بھی رہتے ہیں، پھر کیا یہ لوگ ہمیشہ کے لئے غالب ہوسکتے ہیں؟ اس آیت میں کسی سیارے کے بننے اور گھٹنے کا اصول بتایا گیا ہے کہ علی اللہ قادرِ مطلق **"كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ط"** (۲۸:۸۸) کے قانون کے مطابق کسی سیارے کو آہستہ آہستہ ختم بھی کرتا ہے، اور بموجبِ ارشادِ پاک: **"يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ....."** (۱۴:۴۸) نئے سیارے کو پیدا بھی کرتا ہے. چنانچہ اشارۂ حکمت یہ ہے کہ قیامت کے اس آخری مرحلے میں سیارۂ زمین کو چھوڑ کر کسی دوسرے سیارے پر جانا ممکن ہے. علاوہ بران اُن لوگوں کو مُتنبہ کیا گیا ہے جنہوں نے زمین پر قبضہ جمایا ہوا ہے. (RB ۹۳۷)

- سورۂ مومنون (۲۳:۱۸) – تاویل: اور ہم نے آسمان سے اس سیارۂ زمین پر پانی کو نازل کیا اور اس کو زمین پر ایک مقدار میں ٹھہرایا یعنی سمندر بنایا. اور ہم جب چاہیں اس پانی کو زمین سے غائب کرنے پر قادر ہیں جبکہ کسی بھی سیارے کا آغاز اور انجام پانی پر منحصر ہے. یہاں اشارۂ حکمت یہ ہے کہ اس زمانۂ قیامتی معجزات میں سیارۂ زمین کے باشندے ایک سیارے سے دوسرے سیارے میں منتقل ہوں گے جیسا کہ ارشاد ہے:
  " **يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ** ...."(۱۴:۴۸). (RB ۹۶۱)

سیڑھیوں کا مالک:

علی اللہ روحانی = نورانی درجات = سیڑھیوں کا مالک ہے

سورۂ معارج (۷۰:۱-۵): "**ذِی الْمَعَارِجُ**" علی اللہ زندہ نورانی سیڑھیوں کا مالک ھے جو انبیأ، ائمّہ، اور اولیأ ھیں

سورۂ مومن (۴۰:۱۵):" **رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ ذُوالْعَرْش** " علی اللہ عرشِ وحدت بھی ھے، نورانی درجات کی سیڑھی بھی ھے

سورۂ طور (۵۲:۳۸): "**سُلَّمٌ**"

سورۂ بنی اسرائیل (۱۷:۱): "**اَسْرٰی**"، معراجِ رسول

دورِ ستر کا روحانی سفر الگ ھے، دورِ کشف کا روحانی سفر الگ ھے. حوران جو عرش ھو چُکی ھیں ان کا سفر ختم ھو چکا ھے.

- پاک حوران و غلمان علی اللہ کی مدد سے اس سیڑھی سے چڑھ کر فرشتے ھو جاتے ھیں اور پرواز جیسے کاموں کو انجام دینے کے لئے واپس بھی آتے ھیں، یہ علی اللہ کا پیدا کیا ھوا دائرہ ھے، اس میں کامیابی بھی ھے اور ناکامی بھی ھے، یہ روحانی دائرہ بھی ھے اور طولًا بھی ھے (۲۱:۳۳؛ ۳۶:۴۰).

<u>**شبِ قدر:**</u>

سورۂ قدر (۹۷: ۱-۴) شبِ قدر حُجتِ قائم ھے اس کے پاس لوحِ محفوظ (کرسی) کا مرتبہ ھے جو آسمانوں اور زمین پر مُحیط ھے. قلمِ اعلیٰ اور عرشِ مجید قائم ھے. مگر وحدت میں حُجتِ قائم اور قائم دونوں ایک ھیں.

- سورۂ قدر میں نزولِ ملائکہ کا ذکر ھے، یہ پاک حوران و غلمان کی تجلّیات (کاپیاں) ھوسکتی ھیں.

شبِ مُبارک:

سورۂ دُخان (۴۴: ۱-۳) یہاں برکتوں کا تعلق حضرتِ عیسیٰ سے ھے، کیونکہ یہاں شبِ مبارکہ وھی ھے. پس ہمارا گمان ھے کہ علی اللہ نزولِ عیسیٰ کے ذریعے سے برکتیں پھیلانے والا ھے.

- نوٹ: سورۂ دُخان (۴۴: ۱-۳) اور سورۂ قدر (۹۷: ۱-۴) : سُلطانِ اعظم علی اللہ کے پاس ہزار اماموں کے مراتب جمع ھیں، وہ پاک پروردگار شبِ قدر بھی ھے اور شبِ مُبارک بھی ھے، کیونکہ یہاں نورانی وحدت کا سب سے عظیم راز ھے! مبارک باد!

شفاء:

سورۂ شُعرآء (۲۶: ۸۰): **"وَ اِذَا مَرِضۡتُ فَهُوَ یَشۡفِیۡنِ"**

ابراھیم نے فرمایا: جب مَیں بیمار ھوتا ھوں تو علی اللہ مجھے شفا بخشتا ھے!

- میڈیکل سائنس علی اللہ کی طرف سے ھے پس علی اللہ میڈیکل سائنس میں معجزات کر سکتا ھے تاکہ ھر قسم کی بیماریوں کا خاتمہ ھو، جسطرح حضرت عیسیٰ لا علاج بیماریوں کا علاج کرتا تھا جیسے مادرزاد اندھے کو بینائی بخشنا، کوڑ کی بیماری کو ٹھیک کرنا، مُردوں کو زندہ کرنا وغیرہ.

- خوراک کے حصول کے لئے علی اللہ ایک آسمانی رزق کو پیدا کر سکتا ھے جو سب کے لئے کافی ھو، اور اُس میں زیادہ سے زیادہ انرجی ھو. مثلاً مائدۂ عیسیٰ اور منّ و سلویٰ وغیرہ.

- علی اللہ کے معجزے سے حضرتِ نوح ۹۵۰ سال کی عمر پا چُکا تھا، لہٰذا زیادہ وقت تک نوجوانی کی حالت میں زندہ رکھنے کا معجزہ ممکن ھے.

❁ جن کی دنیا میں اولاد نہیں ان سے علی اللہ ایسے بچوں کو پیدا کر سکتا ھے جو حضرتِ یوسف کی طرح جمیل ھوں، چاھے وہ لڑکی ھو یا لڑکا. جس طرح حضرتِ زکریا کی بیوی بوڑھی ھونے کے باوجود اس کو جسمِ لطیف میں جوان کر کے اولاد (حضرتِ یحییٰ) عنایت کیا.

❁ علی اللہ نے داؤد کو خوش اَلحانی کا معجزہ عنایت کیا. پس علی ا للہ کی قدرت میں خوش آوازی کا معجزہ بھی ھے.

❁ حضرتِ موسیٰ نے لاٹھی مار کر پہاڑ سے چشمے نکالنے کا معجزہ کیا تھا.

❁ حضرتِ یونُس کو علی اللہ نے مچھلی کے پیٹ سے زندہ نکالا جو مُشکل اور ناممکن بات تھی. پس علی اللہ کے پاس تمام معجزات ھیں جن کی مثال قرآن میں ھے. ممکن ھے اُمّتِ واحدہ بنانے کے پروگرام میں یہ معجزات عام ھوں.

شَقُّ الْقَمَرُ:

سورۂ قمر (۵۴: ۱–۲)

تاویل: دورِ کشف کے حوالے سے ارشاد ھے: قیامت قریب ھو گئی اور چاند کی عمر ختم ھو گئی. اور اہلِ کفار جب ایسا کوئی معجزہ دیکھتے ھیں تو کہتے ھیں کہ یہ تو سراسر جادو ھے. چاند کے پھٹ جانے یا اس کی عمر کے گھٹ جانے کی دو تاویلیں ھیں: ایک یہ کہ کفارِ دین نے چودھویں کے چاند کی طرف اشارہ کرتے ھوئے رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ و آلہٖ و سلّم سے مطالبہ کیا تھا کہ اگر آپ اپنی دعوت میں سچّے ھیں تو اس چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائیں. اس پر رسولِ خداؐ نے انگشتِ شہادت سے چاند کی طرف اشارہ کیا اور وہ علی اللہ کے معجزے سے دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر دوبارہ جُڑ گیا. اس کی دوسری تاویل یہ ھے کہ چاند ایک سیارہ تھا جس کی عمر

ختم ہو گئی اور اس کی عمر کا ختم ہو جانا علاماتِ قیامت میں سے ایک ہے۔ (RB ۹۹۴)

شہد کی مکھی:

سورۂ نحل (۱۶:۶۸–۷۰) تاویل: علی اللہ شہد کی مکھی کو وحی کرتا ہے یہ عالمِ ارواح میں سے ایک عالم ہے، پس شہد کی مکھیاں عالمِ ارواح میں سے ایک عالم ہیں اور **وَ لِلّٰہِ جُنُوۡدُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ** کے مطابق علی اللہ کے زمینی لشکر میں شامل ہیں۔

تاویل: شہد کی مکھی کی دوسری تاویل لفظِ وحی کی مناسبت سے ہے۔ ایک معلّمِ روحانی شہد کی مکھی ہے جس کو علی اللہ علمِ روحانی کی تعلیم دیتا ہے اور اس معلّم کے بے شمار شاگرد ہوتے ہیں جس طرح شہد کی مکھیاں بے شمار ہوتی ہیں۔

حضرتِ مولانا علیؑ **یَعۡسُوۡبُ الۡمُؤمنین** اور **اَمِیۡرُالنَّحۡل** ہیں۔ اس دورِ قیامت میں علی اللہ نے اس بندۂ درویش کو شہد کی مکھیوں کا بادشاہ بنایا ہے اور میری جتنی کتابیں ہیں وہ سب علی اللہ کی توفیق سے شہد کی مکھیوں کے چھتّے ہیں۔ مثال کے طور پر مَیں عاجز درویش Queen of the Bee ہوں اور خانۂ حکمت کی کتابوں میں جو علم ہے وہ مختلف مثالوں میں شاگردوں کی قوت سے بنایا گیا ہے۔ (RB ۱۰۳۲)

نورانی = کشفی تاویل: اور تمہارے پروردگار علی اللہ نے شہد کی مکھی یعنی امامِ زمان کو وحی کی یا مُعلّمِ روحانی کو بتایا کہ پہاڑوں میں نورانی بنگلوں کا تصوّر پیش کریں، اور درختوں پر بھی۔ جب درخت پر حضرتِ موسیٰ کے لئے نور ہو سکتا ہے، تو مومنین کے لئے بہشت کا نورانی بنگلہ بھی ہوسکتا ہے، کیونکہ" **وَاَشۡرَقَتِ الۡاَرۡضُ بِنُوۡرِ رَبِّهَا**" میں تمام چیزیں آجاتی ہیں۔ "**وَمِمَّا یَعۡرِشُوۡن**" اور قرآن میں جہاں جہاں عرش کا ذکر ہے اُس میں بھی بہشت کے بنگلوں کا تصوّر کریں۔

اور پھر کھاؤ تمام پھولوں اور پھلوں میں سے اور اپنے پروردگار کے اُن تمام راستوں پر چلو جو تمھارے لئے مسخر ھیں، حتیٰ که آسمان پر بھی چلو اور ہر جگه بہشت کا تصوّر کرو. اور ان کے بطون سے ایک پینے کی چیز یعنی علم و حکمت نکلتی ھے جو مختلف رنگ کی ھوتی ھے، جس میں روحانی بیماریوں کے لئے دوا ھے. اس ارشاد میں نشانیاں ھیں سوچنے والی قوم کے لئے.

اور علی الله نے تم کو پیدا کیا اور وہی تم کو خلقِ جدید میں وفات دیتا ھے، اور تم میں جو زیادہ عمر رسیدہ ھیں ان کو بھی علم کے بعد کو ئی چیز نه ملے گی، کیونکه علم سب سے برترین شئی ھے اور اس کے بعد کوئی چیز نہیں. بیشک علی الله ہی علم والا اور قدرت والا ھے. (RBLP ۴۰۷)

شہید:

سورۂ آلِ عمران (۳: ۱۶۹): " **وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ اُقۡتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتاً بَلۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ** "
ترجمه : اور جو لوگ راہِ خدا میں یا حادثے میں قتل ہو جاتے ھیں اُنہیں مردہ خیال نه کرو، بلکه وہ زندہ ھیں، اپنے علی الله کے پاس رزق پاتے ھیں.

تاویل: لوگ جس کو موت قرار دیتے ھیں علی الله نے اس کو گمان کہا، اور گمان اور حقیقت میں بڑا فرق ھے. پس یه میرے بیٹے شہید ایثار علی کے بارے میں بھی ھے جو حادثے میں شہید ھوا تھا، اور جب میں کسی بیماری سے مر جاؤں گا تو میرے لئے بھی ھے. بیٹے کی شہادت حقیقت ھے اور میری شہادت ایک امکان ھے.

- دینِ حق کا مومن شہادت میں نہیں مرتا ھے وہ شہید ھے. شہید علی الله کا اسمِ صفت ھے جس کے دو معنی ھیں: شہید = حاضر = گواہ. شہید علی الله کے نور میں حاضر بھی ھے اور معبودِ برحق ھونے کا گواہ بھی ھے.

شہید کئی کئی معنوں میں زندہ ھیں: اوّل یہ فنا فی اللہ ھیں، اور یہ بہشت میں زندہ ھیں، ساتھ ہی یہ دنیا میں بھی زندہ ھیں. مثال کے طور پر علی اللہ نے مجھے تقریباً ایک لاکھ شاگرد عطا کر دئیے، ساتھ ہی ساتھ خاندانی اولاد جو اس سے الگ ھے. اور بہشت میں بھی ھم کو اولاد چاھئے.

- **حضرت علی علیہ السَّلام** سے روایت ھے :
  وَکُلُّ مؤمنٍ شھیدٌ وَکُلّ مؤمِنةٍ حَوراء
  ہر مومن مرد شہید ھے اور ہر مومنہ اس کے مقابلے میں جنّت کی حور ھے.

علی اللہ کے نزدیک جو کسی حادثے سے مر جاتے ھیں وہ شہید ھیں.

حدیث : مومن نہیں مرتا مگر دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف منتقل ہو جاتا ھے. یعنی وہ علی اللہ کے نور میں زندہ ھیں اور بہشت کا رزق (کوئی جوہر یا کوئی خوشبو) کھاتے ھیں.

- سورۂ اعراف (۷:۷) : "**وَمَا کُنَّا غَآئِبِیْنَ**" - "ھم علم کے ساتھ حاضر تھے غائب نہیں تھے"
وہ علم کے ساتھ بیان کرتا ھے، اور وہ غائب نہیں ھے حاضر ھے، ہر چیز کی حقیقت کو دیکھتا ھے اور ہر چیز کی حقیقت کو بیان کرتا ھے، یعنی علی اللہ ہمیشہ حاضر و ناظر ھے. علی اللہ کے ناموں میں سے ایک نام شہید ھے، **وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ** (۴۷:۳۴) = علی اللہ ہر چیز پر حاضر ھے، گواہ ھے، اور دیکھتا ھے. علی اللہ کا ایک نام محیط ھے، **وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا** (۴:۱۲۶)، یعنی وہ تمام چیزوں کا احاطہ کئے ہوئے ھے. پس علی اللہ ہرچیز پر گواہ (حاضر، دیکھتا) ھے اور ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ھے یعنی وہ ہر چیز کا علم رکھتا ھے اور کوئی چیز اس کے علم سے باھر نہیں ۔

- علی اللہ کا ایک اسمِ صفت شہید یعنی گواہ = حاضر ھے، یعنی تمام لوگوں کے احوال کا گواہ = زندہ لوحِ محفوظ ھے. اس لئے بہشت میں تمام واقعات حال ہی حال ہوتے ھیں.

- اس میں بڑی عجیب منطق ھے کہ علی اللہ کے دفتر میں ہر چھوٹی بڑی چیز ریکارڈ ھے جیسے سورۂ کہف (۱۸ : ۴۹) میں فرمایا گیا ''اَحۡصٰهَا'' یعنی یہ کیسا عجیب نامۂ اعمال ھے جو ہر چھوٹی اور بڑی بات کا اَحۡصٰی کرتا ھے، یعنی تمام باتوں کو گھیر لیتا ھے.

- شہید اور شہادت رحمتِ عالم کے زمانے میں بھی ھے اور کسی حادثے میں بھی ھے. کتاب دعائم الاسلام، جلدِ اوّل، کتابِ الجنائز، ذکر العلل میں حضرتِ علی المرتضٰی علیہ السّلام سے روایت ھے: وَ کُلُّ مُؤۡمِنٍ شَهِيۡد وَکُلُّ مُؤۡمِنَةٍ حَوۡرَاء . ہر مومن مرد شہید کا درجہ رکھتا ھے اور ہر مومنہ عورت حوراء کا. اس ارشاد کے مطابق مرد کے لئے ایک درجہ ھے اور عورت کے لئے بھی ایک درجہ ھے اور یہ دونوں آمنے سامنے اور بالمقابل ھیں، یعنی عورت کا مرتبہ حوراء اور مرد کا مرتبہ شہید. مومن کو علی اللہ نے زندہ شہید کا درجہ عطا کر دیا ھے اور ہر حقیقی مؤمنہ کو حور کا درجہ عطا کیا ھے.

- لفظِ شہید کے معنی (۱) گواہ (۲) حاضر. قرآن میں علی اللہ کا ایک اسم بھی شہید ھے. شہید قرآن میں فنا فی اللہ کا درجہ رکھتا ھے، اَحۡيَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِم سے جسمانی قربت نہیں بلکہ روحانی عندیت مراد ھے. شہداء کو ربّ سے نورانی رزق ملتا رہتا ھے. شہید زندہ ھے علی اللہ کے نور میں. شہیدوں کو قرآن میں سب کچھ ھے. وہ بہشت کو بھی دیکھتے ھیں. بہشت میں شہیدوں کی نورانی شادی ہوسکتی ھے۔ شہیدوں کو دینی علم بھی ملتا رہتا ھے. وہ بہشت میں اپنے عزیزوں کو دیکھتے رھتے ھیں.

- شہادت حاضری کو کہتے ھیں، یعنی خدا کے نور میں حاضری کے معنی میں ھے، کیونکہ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ

جسمانیت میں نہیں نورانیت میں ھے، اور عِندَ وحدت کے معنی میں ھے. پس وہ علی اللہ کے نور میں داخل ھوکر گواہ ھیں، یعنی وہ علی اللہ کے دیدار کے گواہ ھیں کہ علی اللہ کو انہوں نے دیکھا ھے اور بہشت کے بہت سے معجزات کے گواہ ھیں.

- سورۂ حدید (۵۷: ۱۹) اور سورۂ انعام (۶: ۱۲۲) یہ دونوں حوالہ جات زندہ شہید کے بارے میں ھیں. سورۂ انعام خاص ھے کیونکہ اس میں نورِ معرفت کی روشنی میں چلنے کی بات ھے اور مقابلہ ھے کہ آیا دو شخص ایک جیسے ھو سکتے ھیں، کہ اُن میں سے ایک جو مرا ھوا تھا اُس کو زندہ کیا اور وہ نور کے ساتھ لوگوں میں چلتا ھے، جبکہ دوسرا مرا ھوا ہی ھے.

- ۱۹۵۱ میلادی سے قبل یہ درویش ایک عام انسان تھا جو مرا ھوا تھا، سات رات اور آٹھ دن عزرائیلی مراحل سے گزارنے کے بعد علی اللہ نے مجھے زندہ کیا اور علم و معرفت کا ایک نور مقرر کیا.

- سورۂ مُحمّد (۴۷: ۴-۶) وہ لوگ جو راہِ خدا میں قتل ھوئے اُن کے اعمال ضائع نہیں جائیں گے. یہ آیت تاشغورغان کے اُس نورانی خواب کی قربانی سے متعلق ھو جاتی ھے جس میں ایک کھرب زندہ باغاتِ بھشت کی بشارت ھے. اس آیت میں یہ بھی فرمایا گیا کہ زندہ شھید کو اُس شناسا بھشت میں داخل کیا جائیگا جس کا تعارف پہلے ہی سے کرایا گیا ھوگا. چونکہ ہماری بھشت سلطانِ اعظم علی اللہ اور سلمانِ اعظم علی اللہ ھیں، لہٰذا ھم سب کا داخلہ اسی بھشت میں ھوگا.

صَابِرُ اللہ:

سورۂ انبیاءؑ (۲۱: ۸۳-۸۴) : حضرتِ ایّوبؑ صَابِرُ اللہ پر جتنی تکالیف اور امتحانات آئے تھے وہ درست ھیں، لیکن ان کے اھل و عیال کا دوبارہ زندہ ھونا یہ بہشت کی تاویل ھے. ان کو بہشت

میں دنیا کے نقصانات سے زیادہ انعامات مل گئے تھے. دنیا میں جب کوئی مشکل آتی ھے یا کوئی بڑا نقصان ھوتا ھے تو اس کا مقصد یہ ھے کہ بہشت میں علی ا للہ کے دوستوں کو اس سے کئی گُنا زیادہ ثواب ملتا ھے.

سورۂ انبیاً (۲۱: ۸۷) – حضرتِ یونسؑ کو ویل مچھلی نے نگل لیا تھا. اس دوران حضرتِ یونسؑ نے یہ دُعا پڑھی جو قرآن میں مذکور ھے:

" لَآ الٰہَ الَّا انتَ سُبۡحٰنَکَ انّی کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِینَ "

چونکہ یہ دعا علی اللہ کے حضور میں مستجاب، مقبول اور پسندیدہ ھے، لہٰذا مچھلی نے دریا کے کنارے پر حضرتِ یونسؑ کو اُگل دیا. بعدازان علی اللہ نے اُن کو ایک لاکھ مُرید عنایت کر دئیے جن کے درمیان انہوں نے نصیحت کا کام شروع کیا، جس سے اُن کی روحانی اور جسمانی زندگی بحال ھوئی. لہٰذا یہ دُعا بہت مُجرّب ھے.

صورِ اسرافیل:

سورۂ زُمر (۳۹: ۶۷–۶۹)

کشفی تاویل: علی اللہ کی جیسی قدرشناسی ھونی چاھئے تھی ویسی قدرشناسی نہیں کی گئی. اور اُسوقت جبکہ قیامت کا دن تھا اور علی اللہ نے ساری زمین کو دستِ باطن میں لے لیا تھا اور تمام آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں (مطویات= لپیٹ لپیٹ) کر رکھا تھا، کیونکہ نامۂ اعمال، نورانی باغات، نورانی خیمے اور نورانی بنگلے بنا رہا تھا. پس وہ پاک اور بلند و بالا ھے ہر اُس چیز سے جس کو وہ شریک کرتے ھیں. درحالیکہ صور پھونکا گیا اور جو زمین میں تھے اور جو آسمان میں تھے سب بیہوش ھو گئے۔ بیہوشی اس معنیٰ میں کہ کسی کو پتانہیں چلتا تھا کہ قیامت برپا ھو رہی ھے، ہر شخص اپنے کاروبار میں لگا ھوا تھا پھر پچاس سال کے بعد دورِ کشف میں فرشتۂ ناقور کے ذریعے بارِ دگر صور پھونکا گیا اور لوگ کشف کے

طور پر کھڑے ہو گئے، اب زمین علی اللہ کے نور سے منوّر ہو جائے گی.

سورۂ زُمر (۳۹:۶۷-۶۹)

نورانی = کشفی تاویل: جس وقت قیامت برپا ہو رہی تھی، اُسوقت سُلطانِ اعظم علی اللہ اور سلمانِ اعظم علی اللہ کی قدر نہیں کی گئی، یعنی جس طرح پہچاننے کا حق ھے اُس طرح نہیں پہچانا گیا. اور قیامت کے دن ساری زمین پر علی اللہ کا قبضہ ہوگا، اور تمام آسمان لپٹے ہوئے ہوں گے نورانی خیموں، اور نامہ ھائے اعمال کے لئے، کیونکہ علی اللہ کا کام کن فیکون کے مطابق چلتا ھے. اور جب صور پھو نکا جائے گا تب سب بیہوش ھوجائیں گے جو آسمان میں ھیں وہ بھی اور جو زمین میں ھیں وہ بھی، یعنی ان کو خبر نہیں ھوگی کہ سلطانِ اعظم اور سلمانِ اعظم نے کیا کام کیا، مگر علی اللہ جس کو چاھے وہ بیہوش نہیں ہوگا. اور اس کے بعد دوسری بار صور پھونکا جائے گا اور یہ دورِ کشف ہوگا. اور زمین علی اللہ کے نور سے منوّر ہو جائے گی. یہاں راز کی بات مطویات = لپیٹنا میں ھے. لپیٹنے کی تاویل میں نورانی بنگلوز بنانا، نورانی باغات بنانا، نورانی خیمے بنانا، نامۂ اعمال بنانا ھے. (RBLP – ۷۰۳)

__صَوَّرْناکُمْ:__

سورۂ اعراف (۷:۱۱)

حدیثِ شریف "**اِنَّ اللہَ جَمِیْلٌ یُّحِبُّ الْجَمَال**" کے مطابق علی اللہ کا ایک خوبصورت نام **اَلْجَمِیْل** ھے اور ننانوے اسمائے الٰہی میں سے ایک نام **اَلْمُصَوِّر**. چنانچہ علی اللہ اَلْجَمِیْل اور اَلْمُصَوِّر نے فرمایا: "**وَلَقَدْخَلَقْنٰکُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰکُمْ**". یہاں کُمْ صیغۂ جمع ھے، لہٰذا یہ خطاب تمام حوران و غلمان سے ھے. پس وَلَقَدْ خَلَقْنٰکُمْ کے معنی ھیں کہ تمام رجال و خواتین کو آدم و حوّا کی طرح پہلے مٹی سے پیدا کیا، بعد ازان صَوَّرْنٰکُمْ کے مطابق اپنے نور کی تجلّی میں تمام حوران و غلمان کو مثلِ قائم، زندہ قرآن اور زندہ بھشت بنا دیا.

زمانۂ رسول صلعم میں جب اہلِ کتاب نے رسول اللہ سے بحث کی تو اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی (۳: ۵۹). یہاں دو طرح کی تخلیق کا ذکر ہے: خلقِ اوّل میں آدمِ خاکی اور خلقِ جدید میں آدمِ نورانی، کیونکہ کُنْ فَیَکُوْن میں ابداعی صورت پر پیدا ہونے کی بات ہے. اس اعتبار سے سورۂ اعراف کی مذکورہ آیت کا خطاب تمام حوران و غلمان سے اس طرح ہے کہ تم سب کو پہلے مِٹی سے پیدا کیا، بعد ازاں کُنْ فَیَکُوْن میں ابداعی طور پرنور سے پیدا کیا، یعنی صورتِ رحمان یا علی اللہ کی نورانی تجلّی پر پیدا کیا. اس کے بعد فرشتوں کو حکم ہوا کہ تم سب آدم کے لئے سجدہ کرو، چونکہ اُن فرشتوں نے آدمِ نورانی کو پہچان لیا تھا اس لئے سجدہ کیا. مگر ابلیس جس نے انکار کیا وہ نارسا تھا، اُس نے خلقِ اوّل یعنی آدمِ خاکی کو دیکھا اور خلقِ جدید یعنی آدمِ نورانی کو نہیں پہچانا اور سجدے سے انکار کیا ،چونکہ وہ خود ابھی نور نہیں بنا تھا. بلکہ اُس نے اپنی ذات پر فخر کیا کہ اُس کو آگ سے بنایا گیا ہے، حالانکہ خداوند تعالیٰ نے اُس کے اس دعوے کو بھی ردّ فرمایا، وہ اس لئے کہ آتشِ گرم میں شعلہ ہوتا ہے اور جب آتشِ سرد کا معجزہ ہوتا ہے تب جسمِ لطیف بنتا ہے. قرآنِ حکیم میں قصۂ آدم صیغۂ واحد میں بھی ہے اور صیغۂ جمع میں بھی، اور جہاں صیغۂ جمع میں ہے وہاں تمام حوران و غلمان کو ملا کر وحدتِ آدم کی حکمت بنتی ہے.

ضمیرِ واحد اور ضمیرِ جمع کا استعمال خدا کے لئے:

بحوالۂ سورۂ قٓ (۵۰: ۱۶): **وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ**

نورانی =کشفی تاویل: اور ہم انسان کی رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں. یہاں علی اللہ تعالیٰ نے ضمیرِ واحد (اَنا = مَیں) کی بجائے ضمیرِ جمع (**نَحْنُ**= ہم) استعمال فرمایا ہے. جیسا کہ ایک اور مقام پر ارشاد ہے: "**وَمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ**" (۷:۷)، اور ہم کسی وقت بھی غائب نہیں ہوتے ہیں. اس مقام پر بھی صیغۂ واحد کی جگہ صیغۂ جمع یا ضمیرِ جمع آیا ہے. اس کی تاویلی حکمت یہ ہے کہ غالباً علی اللہ تعالیٰ اپنی تجلّیات یا

حدودِ دین کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ضمیرِ جمع استعمال فرماتا ھے۔

طاؤس:

بحوالۂ سورۂ نمل (۲۷:۱۶-۱۸): طاؤس پرندوں کا بادشاہ ھے، اُس کے ذرّاتِ ارواح دنیا کے تمام پرندوں کے برابر ھیں، یعنی وہ اکیلا تمام پرندوں کا ایک عالم اور علی اللہ کا عظیم معجزہ ھے۔ اس میں بے شُمار جنّی لشکر ھیں جو دشمن کو تباہ کر سکتے ھیں۔ اس کے ذرّاتِ روح کی بڑی کثرت ھے۔ اس میں علی اللہ کی ایک عجیب روحانی طاقت پوشیدہ ھے۔ اگر علی اللہ چاھے تو یہ دشمن کے بے شُمار روحانی لشکر کو ختم کر سکتا ھے۔

طاؤسِ جنّت پرندوں کا شاھنشاہ

علی اللہ تعالیٰ نے بے شمار عوالم بنائے ھیں، ان میں عالمِ طائران بھی ھے۔ پرندوں کے حسن و جمال کا شاھنشاہ طاؤس ھے۔ طاؤس فتح کی علامت ھے ۔ طاؤس میں ایک زندہ باغِ بہشت ھے۔ میں نے اپنی روح کو طاؤس میں ادراک کیا ھے۔ شاید میں اُسوقت آسٹن میں تھا، نورانی خواب میں خود کو اپنے گھر کی چھت کے کنارے پر دیکھا اور ایک بہت بڑا طاؤس میرے سر سے پرواز کر گیا۔ اس خواب سے خیال آیا کہ علی اللہ نے پرندوں کا بھی ایک عالم بنایا ھے جن میں علی اللہ کے عجائب و غرائب ھیں اور طاؤس پرندوں کا شاھنشاہ ھے۔ **اِنَّ اللّٰہَ جَمِیۡلٌ یُحِبُّ الۡجَمَال** پس طاؤس بے شمار حوران کے حسن و جمال کی تجلّی کا نمونہ ھے۔ بہشت کے رنگوں کا معجزہ ھے ۔ اور طاؤس سے جنَّت کے حسین مناظر اور بہت سی خوبصورت چیزوں کی نمائندگی ھوتی ھے، کیونکہ بہشت کے حسن و جمال کی نُمائندگی کرنے والا ایک زندہ جانور طاؤس کے سوا اور کوئی نہیں۔ میرے علی اللہ نے زندہ جنّت کو انتہائی حسین اور بیحد دلکش بنایا ھے۔

نورانی خواب: علی اللہ کے معجزے سے مَیں ایک بڑے طاؤس میں پرواز کرتے ہوئے شہرِ آسٹن (امریکہ) سے قریۂ حیدر آباد (ہونزا) اپنے علاقائی گاؤں گیا تھا اور وہاں اپنے پُرانے گھر کی چھت کے کنارے پر چند سیکنڈ بیٹھ کر واپس امریکہ آیا تھا. یہ صرف اور صرف علی اللہ کا نورانی معجزہ تھا.

سورۂ اَنعام (۶:۳۸)
تاویل: اور زمین میں کوئی چوپایا نہیں اور نہ دو پروں سے پرواز کرنے والا کوئی پرندہ ہے مگر یہ سب تمہاری ہی طرح اُمتیں ہیں. ہم نے کتاب یعنی قرآنِ حکیم یا نامۂ اعمال میں کسی مثال کی کوئی کمی نہیں رکھی بالآخر سب کو علی اللہ کی طرف بحوالۂ حشر رجوع کرنا ہے.
جہاں اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جنس اور مذہب کے لحاظ سے دنیا میں مختلف قسم کے انسان ہیں جو مختلف چوپایوں اور پرندوں کی مطابقت رکھتے ہیں وہاں دوسری طرف اس آیت میں ایک انکشاف یہ بھی ہوا کہ عالمِ روحانی اور بہشت میں پرندوں کا ایک گروپ ہے جس میں سرِ فہرست طاؤس ہے اور علی اللہ کے فضل و کرم سے اس بندۂ درویش کو طاؤس میں پرواز کا معجزہ ہو چُکا ہے. پس اگر مَیں طاؤس میں ہوسکتا ہوں تو یہ بشارت ہے کہ خانۂ حکمت کے تمام حوران و غلمان اور میرے پیارے بچے بھی علی اللہ کے معجزے سے طاؤس کی تجلّیات میں ہوسکتے ہیں. (RB ۹۹۶)

طبق در طبق:

سورۂ انشقاق (۸۴:۱۹) : سات آسمانی اور سات زمینی دائرے طبق در طبق کی طرح ہے ترجمہ: ”تم ترقی کے زمانے میں ایک طبق سے دوسرے طبق پر چڑھو گے“. ان چودہ طبقات میں وحدت بھی ہے اور اُس میں عاشقانِ علی اللہ کے لئے ہر نعمت مہیا ہے. **رَفِيْعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْش** کے بموجب علی اللہ تمام جماعت خانوں اور عاشقانِ علی اللہ کو انہی دائروں سے ہوتے

ہوئے عرش پر بلند کرتا ھے. بیرونی دائرہ عرش ھے جہاں سے علی اللہ کا امروفرمان چلتا ھے. مثلاً جب علی اللہ کے امر سے مومنین پرواز کریں گے تب تمام حوران و غلمان ان دائروں میں پرواز کر سکیں گے جبکہ تمام لوگ علی اللہ کی تجلّیات میں ہونگے. آیت الکرسی کے مطابق کرسی جو نور ھے اُس نے تمام آسمانوں اور زمینوں کو اپنے اندر سمو لیا ھے. یہاں اس راز کو جاننا بہت ضروری ھے کہ نورانی کرسی نے اپنی وحدت میں سب کو ایک کر لیا ھے.

طُوْرِ سِیْنِیْن:

سُورۂ تِین (۹۵:۲) : "وَطُوْرِ سِيْنِيْن" تاویل: طُور کے دو معنی ھیں: ایک کوہِ طور (۵۲:۱)، دوسرا ہر پہاڑ کو کوہِ طور کہتے ھیں، جیسا کہ ارشاد ھے: "وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ" (۲:۶۳،۹۳)، اور پہاڑ کو تمہارے سروں کے اوپر معلق کر دیا. اگرچہ یہ گوھرِ عقل کے لئے ھے، لیکن لوگوں کے نزدیک بنی اسرائیل کو ڈرانے کے لئے اُن کے سروں کے اوپر پہاڑ کو یا کوہِ طور کو معلق کیا گیا تھا. میرا مشورہ ھے کہ آپ طُوْرِ سِیْنِیْن کو طُوْرِ سِیْنَیْن پڑھیں، یعنی دو سین والا پہاڑ، جس سے مراد ھے سلطانِ اعظم علی اللہ اور سلمانِ اعظم علی ا للہ کے نور کے سنگم کا پہاڑ۔ آج اس دورِ آخر میں علی اللہ نے دنیا کے ہر پہاڑ کو طُوْرِ سِیْنَیْن یعنی دو سین والے اسم کے نور کا سنگم بنایا ھے جس میں بہشت کے نورانی بنگلے ھیں. (RBLP - ۷۳۴)

عالمِ برزخ:

سورۂ اَنعام (۶:۳۸) تاویل: اس انتہائی ضروری آیت میں دو قسم کے جانوروں کا تذکرہ ھے: ایک زمین پر چلنے والے چوپائے اور دوسرا فضا میں دو پروں سے پرواز کرنے والے پرندے جن میں انسانوں ہی کی طرح اُمّتیں ھیں.

اشارۂ حکمت یہ ھے کہ کچھ جانور مقدس ھیں جن میں فرمانبردار لوگوں کے لئے معجزۂ عالمِ برزخ ھے جو پیشگی جنّت ھے جبکہ حرام جانوروں میں نافرمان لوگوں کے لے بطورِ عالمِ برزخ پیشگی عذاب ھے. اس کا مفصّل بیان اسماعیلی بزرگانِ دین کی کتابوں میں ہو چکا ھے.

البته یہاں بہت بڑا نکشاف یہ ھے کہ ان دو قسم کے مقدس جانوروں میں نامور پرندہ طاؤس ھے جس میں بھشت کے حسن و جمال اور رقص کا بہت بڑا راز پوشیدہ ھے، اسی لئے یہ بھشت کا سردار پرندہ کہلاتا ھے، جس کی گواہی خود مولانا علی علیہ السّلام کے ایک شاندار مضمون سے ملتی ھے جو اُمّ الکتاب میں موجود ھے. اور اس بندۂ درویش کے لئے طاؤس کی سواری میں امریکہ سے ھونزا پرواز کا ایک عظیم معجزہ بھی قابلِ ذکر ھے. اور بھی بے شمار پرندے، کبوتر اور چڑیاں عالمِ برزخ کا کام کرتی ھیں.اسی طرح مقدس چوپایوں میں گھوڑے اور پہاڑی بکریاں شامل ھیں جن میں پرواز اور پاکیزہ روحوں کے مسکن کا معجزہ ھے.(RB ۱۰۲۵)

- ایک ایسا عالم شہد کی مکھیوں میں بھی ھے.

- کچھ پسندیدہ جانور اور پرندے بہشتی روحوں کے لئے عالمِ برزخ ھیں. برزخ ایک عالم ھے جو علی اللہ کی قدرت اور رازوں کا عالم ھے. عالمِ برزخ دو قسم کا ھے: ایک بھشت کے لئے جس کا اوپر ذکر ھوا اور دوسرا دوزخ کے لئے جس کا بیان حکیم پیر ناصر خسرو (ق س) کی کتاب وجہ دین کے ساتویں باب: ''دوزخ کے سات دروازے'' میں ھے. روحیں قیامت کا عظیم فیصلہ ھونے تک وہاں ٹھہرتی ھیں جس کا اشارہ **بَرْزَخٌ الٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ** (۲۳:۱۰۰) میں ھے. امکان ھے کہ علی اللہ ھم کو ایک روحانی گھوڑا عطا کرے جس میں سینکڑوں بنگلے ھوں. ھم گھوڑے میں پرواز کریں گے اور دنیا کا مکان ھمارے ساتھ پرواز کرتا رھے گا. (RB ۱۰۶۳)

- کچھ عرصہ ھوا قرآنِ پاک میں ھم نے ایک بنیادی تاویل دریافت کی ھے، وہ تاویل ایک عالم سے متعلق ھے جس کا نام عالمِ برزخ ھے. برزخ اس لئے کہ اس عالم کا تعلق اِس دنیا سے بھی ھے اور دوسری دنیا سے بھی. چنانچہ یہ بندۂ درویش جب چائینہ میں تھا تو اُسوقت وہاں کے پاک جماعت خانوں میں بہت سے بنیادی معجزات ھوئے، جس میں سے کچھ کا تذکرہ کتابِ جماعت خانہ میں تحریری طور پر قلم بند ھے اور چند معجزات کا بیان زبانی گفتگو میں ھو چکا ھے.

یارقند کے اُس جماعت خانے کے اردگرد تقریباً ۴۵ اسماعیلی گھر تھے جو ایک اعتبار سے اس بندۂ درویش کے شاگرد تھے، جو میرے ساتھ ملکر ذکروعبادت کرتے تھے اور وعظ و نصیحت کو سنتے تھے.

جب مجھے وہاں سے ھونزا کی طرف جانے کا وقت ھوا اور مجھے اُن سے ملاقات کا موقع میسّر نہ ھو سکا، تب روانگی کے وقت وہاں کے ماحول میں جو باغات اور آبادی تھی، اُن درختوں پر چڑیاں شور و غل مچانے لگیں، جن کو ھم بروشسکی میں چراؤ پراؤ کہتے ھیں.

اب اس دورِ قیامت میں یہ تاویل سمجھ میں آگئی کہ وہ سب چڑیا گویا روتی تھیں، کیونکہ اُن چڑیوں میں ھمارے شاگردوں کی روحیں تھیں، جو زبانِ حال سے کہہ رہی تھیں کہ مَیں اُن کا ایک ساتھی، ایک استاد اُن سے الگ ھو کر ھونزا کی طرف جا رہا ھوں. چڑیوں کے اس شوروغوغا میں گویا میرے شاگرد مجھے یاد کرتے تھے، یا الوداع کہتے تھے، یا اُن کو تکلیف ھو رہی تھی. بہرحال اس عالم کا نام قرآنِ حکیم میں عالمِ برزخ ھے اور عالمِ برزخ کی یہ تاویل مجھ سے فراموش ھو گئی تھی، جو آج یاد آگئی. (RB ۱۱۱۱)

”عالمِ برزخ کے دو مقاصد ھیں، ایک بھشت کے دروازے کے طور پر ھے اور دوسرا بھشت کا عالم ھے. اس عالم میں تمام گھوڑے اور تمام پرندے ھیں، ھونزا کے حوالے سے گھوڑے کے بارے میں مکمل شناسائی ممکن نہیں، اس لئے کہ ھونزا میں گھوڑے قلیل تھے، اِن کو دیکھنا اور سمجھنا ھے تو امریکہ میں ممکن ھے جہاں اِن کی کثرت ھے، اور اِن کی تربیت وافزائشِ نسل ھوتی ھے. گھوڑے کو قیامت کے حوالے سے دیکھنا چاھئے، ان چوپایوں کو قرآن کی روشنی میں دیکھنا ھے، **وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي الاَرْضِ وَلاَ طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّا اُمَمٌ اَمْثَالُكُم** (سورہ انعام: ۳۸) اِس آیت میں ان جانوروں کے لئے "دابہ" کا لفظ استعمال ھوا ھے، دابہ اُس جانور کو کہتے ھیں جس کے چار پاؤں ھیں. گھوڑا جسمانی ساخت، سر، پاؤں سے چلنے کی چال، بھاگنے اور آرام کرنے کے لحاظ سے عجیب جانور ھے، اِس جانور میں یہ بات خاص ھے کہ گھوڑا تمام تر مشقّت

کے باوجود سوتا نہیں اور دن رات چاروں پاؤں پر کھڑا رہتا ھے، البتہ پاؤں کو بدل کر جسم کو آرام پہنچاتا ھے. عالمِ برزخ میں پرندے بھی ھیں، اُن میں سرِ فہرست طاؤس ھے، کمپیوٹر کی مدد سے ھم نے طاؤس کی حقیقت کو سمجھ لیا، چائنا کا قومی پرندہ طاؤس ھے، طاؤس کا ذکر صوفیانہ نغموں میں بھی ھے، طاؤس واحد پرندہ ھے جس پر علی اللہ نے اپنے مبارک قلم سے مفصّل مضمون تحریر فرمایا. عالمِ برزخ میں چھوٹے بڑے پرندے سب موجود ھیں، علی اللہ چاھے تو ایک چھوٹے پرندے کے باطن کو پھیلا کرایک عالمِ شخصی کے برابر بنا سکتا ھے، کیونکہ علی اللہ القابض و الباسط ھے". (استادِ بزرگوار کے بیان سے اقتباس: تحریر کردہ غلام قادر بیگ)

عالمِ خلق اور عالمِ امر:

سورۂ اعراف (۷:۵۴) : " **لَهُ الْخَلْقُ وَالاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْن** "

عالمِ خلق: جہاں چیزوں کی تخلیق میں وقت لگتا ھے جیسے آدمی تقریباً ۹ مہینوں میں پیدا ھوتا ھے

عالمِ امر: جہاں چیزیں چشم ِزدن میں پیدا ھوسکتی ھیں جیسے عالمِ امر میں جو کُن فیکُون کا عالم ھے یہاں انسان چشمِ زدن میں بھی پیدا ھوسکتا ھے.

قانون: انسان، آسمان، اور زمین سب کو عالمِ خلق کے مراحل سے گزرنا پڑتا ھے اس کے بعد عالمِ امر یعنی کُن فیکُون کا مرحلہ آتا ھے، اس حقیقت کی:

مثالِ اوّل:

سورۂ آلِ عمران (۳:۵۹) – آدمؑ اور عیسیٰؑ کی تخلیق عالمِ خلق کے مراحل سے گزری، پھر ان کے لئے کُن فرمایا گیا یعنی کچھ وقت کے بعد ان کو روحانی ترقی دے کر نورانی بدن = جسمِ لطیف بنایا گیا.

مثالِ دُوم:

سورۂ اَنعام (۶ :۷۳) – اس آیت میں پہلے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کا ذکر ھے، اس کے بعد **کُن فَیَکُون** کا ذکر آیا ھے

اس کا مطلب یہ ھے کہ تخلیق ابتدائی مرحلہ ھے، اور کُن آخری مرحلہ ھے.

عالمِ صغیر اور عالمِ کبیر:

دیوانِ علی میں مولانا علی المرتضیٰ صلوات اللہ علیہ کا یہ پُرحکمت شعر ھے:

اَتَحُسَبُ اَنَّکَ جِرُمٌ صَغِیُرٌ
وَ فِیُکَ انُطَوَی الُعَالَمُ الُاَکُبَرُ

ترجمہ: کیا تُو گمان کرتا ھے کہ تُو ایک چھوٹا سا جسم ھے؟ حالانکہ تجھ میں عالمِ اکبر سمٹا ھوا ھے.

تاویل: علی اللہ خود زندہ بہشت ھے اور عالمِ اکبر ھے، اور قرآنِ حکیم میں جہاں سات آسمان اور سات زمین کا حوالہ ھے وہ بھی اس کی تاویل ھے. دیوانِ نصیری (اردو) کا یہ شعر اسی حقیقت کی عکّاسی کرتا ھے:

ھر چیز تجھ ھی میں ھے بیرون نہیں کچھ بھی
ھے ارض و سما تجھ میں اور کون و مکان تُو ھے

عالمی قیامت:

سورۂ دُخان (۴۴: ۱۰–۱۶) – ظاہری دھواں = عالمی قیامت

عبدالاحد خان کا معجزہ:

یارقند کے میرے شاگردوں میں سے ایک عبدالاحد خان تھا، ایک اسماعیلی عالِم شاکر

آخوند کا فرزند تھا. وہ جماعت میں بہت رویا کرتا تھا کیونکہ زمین اور سرمایہ چھین لیا گیا تھا. ایک دن وہ آسمان کی طرف رُخ کر کے میرے سامنے پاک مولا کے حضور مناجات میں کہتا جاتا تھا: ہم زمین کے لئے اتنا زیادہ کیوں روئیں، ہمارے مولا نے آسمان اور یہ تمام ستارے کس کے لئے پیدا کئے ھیں؟ اس کے بعد مَیں نے اس کو ایک فرشتہ قرار دیا اور دل میں سوچا شاید یہ میرا علمی فرزند اور میری روح ھے.

<u>عجائباتُ القدرت:</u>

سورۂ حج (۲۲:۷۳) - یہاں مکھی کا ذکر اگرچہ مثبت انداز میں نہیں منفی انداز میں ھے. فرمایا جاتا ھے کہ معبودانِ باطل ایک مکھی کو بھی پیدا نہیں کر سکتے ھیں بلکہ مکھی ان سے اگر کوئی چیز چھین لے تو وہ اُس کو چُھڑا بھی نہیں سکتے ھیں.

سائنسی ریسرچ سے معلوم ھوا کہ مکھی تین طرح کی ھے Firefly , Housefly, Dragonfly گھریلو مکھی کی کُلّ آٹھ ہزار آنکھیں ھیں، جبکہ کابلی مکھی کی تیس ہزار آنکھیں بتائی جاتی ھیں۔ ان بے شمار آنکھوں کی حکمت پر جب غور کیا تو یہ نتیجہ سامنے آیا کہ یہ ہمہ جہت ھے، یعنی اس میں چھ اطراف سے دیکھنے کا امکان ھے. جس طرح خانۂ کعبہ کو منہدم کرنے کے لئے جب سوچا گیا تھا تو علی اللہ کے حکم سے کچھ پرندوں نے حملہ کیا تھا (۱۰۵ : ۱-۵). یہ حملہ ہمہ جہت تھا اور ہمہ جہت نظر کے ساتھ تھا. ہم ان پرندوں کو روحیں یا فرشتے قرار دیں گے اور کہیں گے کہ یہ چھ اطراف سے دیکھنے والے پرندے تھے.

سورۂ توبہ (۹:۲٦) میں غیر مرئی لشکر کا ذکر ھے اور وہ غیر مرئی لشکر چھ اطراف = شش جہات سے دیکھتے ھیں۔ یہ وہ لشکر ھیں جن کو نہ تو خردبین سے دیکھا جا سکتا ھے اور نہ ہی دُوربین سے، کیونکہ علی اللہ نے ان کا نام غیر مرئی لشکر رکھا ھے. یہ ہر لحاظ سے غیر مرئی ھیں اور ہمہ جہت بینائی رکھنے والے ھیں۔

سورۂ بقرہ (۲:۲۶) – علی اللہ مچھر جیسی چھوٹی مثال کو بیان کرنے سے شرماتا نہیں ھے اور جو اس سے اوپر ھے اُس کو بھی بیان کرنے سے شرماتا نہیں ھے. اس ارشادِ الٰہی کے بموجب قرآنِ حکیم کا تقاضا یہ ھے کہ قرآنِ پاک میں بیان کی گئی کسی بھی چھوٹی سی چھوٹی چیز کو معمولی نہ سمجھا جائے، چنانچہ اسی قانون کے تحت ہم نے اپنے عزیز شاگردوں سے جب مچھر پر ریسرچ کرائی تو معلوم ھوا کہ مچھر ایک سیکنڈ میں کم از کم تین سو (۳۰۰) اور زیادہ سے زیادہ چھ سو (۶۰۰) بار پَروں کو پھڑپھڑاتا ھے اور پَروں کے اسی پھڑپھڑانے کی آواز کو عموماً مچھر کی آواز کہا جاتا ھے۔ یہ عجائبات القدرت کا ایک نمونہ ھے.

<u>**عرش:**</u>

قرآن میں عرش کا ذکر کُلّ ۲۲ مرتبہ آیا ھے، اس میں ایک عرش ملکۂ سبا (بلقیس) کا ھے (۲۷:۲۳) اور ایک عرش حضرتِ یوسفؑ کا ھے (۱۲:۱۰۰) اور باقی ۲۰ مقامات پر علی اللہ کے عرش کا ذکر آیا ھے. عرش کے معنی ھیں تخت اور عرش کو اُٹھانے والے حاملانِ عرش کہلاتے ھیں. حاملانِ عرش = عرش کے اُٹھانے والے فرشتے نفوسِ خانۂ حکمت ھیں، بحوالۂ سورۂ مومن (۴۰:۷) جبکہ یہ سب علی اللہ کے عاشق ھیں اور ان کی پیشانیوں میں علی اللہ کا نور ھے، ایسے میں یہ سب حاملِ عرش ھو گئے، یعنی نور کو اُٹھانے والے نُور کے حامل ھوتے ھیں . اور جب یہ حوران و غلمانِ خانۂ حکمت ترقی کر کے علی اللہ میں فنا ہو جاتے ھیں تو یہ عرش کو اُٹھانے کی بجائے خود عرش بن جاتے ھیں گویا علی اللہ کا عرشِ وحدت ہو جاتے ھیں. پس علی اللہ کا **عرشِ وحدت** وہ کامیاب حوران وغلمان ھیں جو علی اللہ میں فنا ھیں اور علی اللہ کی وحدت میں ایک ھو گئے ھیں. ایسے حوران وغلمان:

۱. حاملانِ عرش بھی ھیں
۲. صاحبِ عرش بھی ھیں
۳. اور خود زندہ عرش بھی ھیں.

- اس حقیقت کی قرآنی دلیل سورۂ طٰہٰ (۲۰:۵) میں ھے. **اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى** یہاں عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی کے دو معنی ھیں: معنئ اوّل: رحمان = علی اللہ عرش پر جلوہ گر ھوا. معنئ دوم: علی اللہ نے عرش پر مساوات کا کام کیا، یعنی لوگوں کے لئے آسمانوں اور زمین میں اگرچہ درجات ھیں ، لیکن عرش پر علی اللہ نے اپنی قدرت اور اپنے معجزے سے تمام حوران و غلمان کو عرشِ وحدت بنا لیا ھے

- اسی طرح سورۂ ھود (۱۱:۷) میں تاویلی ارشاد ھے : علی اللہ وہ ذاتِ پاک ھے جس نے چھ ناطقوں کی چھ شریعتوں میں عالمِ دین کو مکمل کیا اور پھر عرش پر متمکن ھوا یعنی اپنے بندوں کو عرشِ وحدت بنایا. علی اللہ کا اپنے عاشقوں کو عرشِ وحدت بنانا گویا اُس کا عرش پر متمکن ھونا ھے.

- سورۂ طٰہٰ (۲۰:۱-۵) رحمان = علی اللہ عرش پر دو کام کرتا ھے . ایک تمام حوران و غلمان کو مساوات = عرشِ وحدت = Monoreality بناتا ھے اور دوسرا صاحبِ عرش کی حیثیت سے عرش پر تجلّی فرما بھی ھوتا ھے. (RB ۱۰۰۹)

- علی اللہ کے حوران و غلمان کو عرشِ وحدت بنانے کی ایک اور مضبوط دلیل استادِ بزرگوار کی روحانیت میں پانی پر *ظہورِ*عرش کے معجزے سے ملتی ھے: جس میں نزولِ عیسٰی اور *ظہورِ* قائم کا معجزہ ایک ساتھ ھوا. یہ معجزہ یارقند سے واپس ھونزا آنے پر ھوا. ھونزا اور نگر کے *پہاڑوں* کے درمیان تک صاف پانی بھرا ھوا تھا. یہ میر جمال خان کی مِیری کا زمانہ تھا اور حاضر امام کی مسند نشینی کا وقت قریب تھا. اس معجزے میں عرش = تخت کشتی نُما تھا.

- یہاں علی اللہ کے دیدار کو *نہیں* دیکھا کیونکہ درمیان میں اسمِ اعظم **’اَلاکرم‘** کا سمعی حجاب تھا. یقیناً **الاکرم** کے اسمِ اعظم میں خانۂ حکمت کے تمام حوران و غلمان کو عرشِ وحدت عطا

ھونے کا اشارہ ھے۔ جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل (۱۷: ۷۰) میں فرمایا گیا "**وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ**"
تاویل: جب پانی پر ظہورِ عرش کا معجزہ ھو رہا تھا تو اُس حال میں **الْاَکرم** کے اسمِ اعظم میں حقیقی بنی آدم یعنی نفوسِ خانۂ حکمت کو آخری درجے کی کرامت و فضیلت دینے یعنی صاحبِ عرش علی اللہ میں فنا کر کے عرشِ وحدت بنانے کا اشارہ موجود ھے۔

✧ سورۂ مومن (۴۰: ۱۵) میں ارشاد ھے: "**رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُوالْعَرش**"
ترجمہ: "خدا درجات کا بلند کرنے والا اور عرش کا مالک ھے"
تاویل: علی اللہ صاحبِ عرش ھے، وہ اپنے عاشقوں کے درجات کو عرش تک بلند کرتا ھے، کیونکہ عاشقوں کی بہشت عرشِ وحدت ھے۔

✧ علی اللہ کا عرش نورانی تالاب ھے۔ علی اللہ نورانی تالاب کے تمام حوران و غلمان کے درجات کو عرش کی طرف بلند کرتے ھوئے اپنے پاک نور کے ساتھ ایک کر کے زندہ عرشِ وحدت بناتا ھے۔ جو حوران و غلمان حاملانِ عرش ھیں، وہ عرشِ وحدت ھیں، پس حاملانِ عرش ہی عرش = علی اللہ میں فنا ھیں۔ یہی عالمِ وحدت = یک حقیقت ھے، اور یک تجلّی ھے، سلمانِ اعظم علی اللہ عالمِ دین کا عرش ھے، اور سلطانِ اعظم علی اللہ کرسی ھے، پس عرشِ مساوات یا عرشِ وحدانیت عزت کا سب سے آخری اور سب سے بڑا درجہ ھے۔ اس سے یہ حقیقت عیان ھوئی کہ بہشت میں اہلِ بہشت کے بیٹھنے کے لئے تخت، سلطانِ اعظم علی اللہ اور سلمانِ اعظم علی اللہ کی تجلّیات ھیں، یعنی اَلْحَيُّ الْقَيُّوم کی تجلّیات میں تمام کا قیام ھے، اور بہشت میں حُوران و غلمان ہی علی اللہ کی تجلّیات ھیں۔

✧ درجات سے حُدودِ دین مراد ھیں، اور عرش کے معنی ھیں عقلِ کُلی، اس کا مطلب یہ ھے کہ خدا تمام حُدود کو عقلِ کُلی تک بلند کرتا ھے، جہاں علم و معرفت اور اسرارِ خداوندی کی اَزلی و اَبدی بہشت اور اس کی تمام نعمتیں موجود ھیں۔

❁ سورۂ هود (۱۱:۷) – علی اللہ کا عرش پانی پر: تاویل: علی اللہ وہ ذاتِ پاک ھے جس نے چھے دن = چھے ادوار = چھے شرائع = چھے ہزار سال میں عالمِ دین کے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، جس میں چھے شرائع ختم ہوگئیں. پھرعلی اللہ تعالیٰ نے پانی پر ظہورِعرش کا انتہائی عظیم معجزہ کیا. یہ معجزہ علی اللہ کی شاھنشاھی اور ساتویں شریعت یعنی شریعتِ قائم = شریعتِ عقلی کے نفاذ کے لئے ھے تاکہ علی اللہ علم و عمل میں تُم کو آزمائے. پس پہلے چھے ناطقوں کی شرائع وضعی (رکھی ہوئی، مقرر کردہ) تھیں جبکہ علی اللہ (قائم) کی شریعت عقلی، منطقی اور معجزانہ ھے. عقلی شریعت میں علی اللہ حوران وغلمان کو پرواز کا معجزہ عطا کر کیا نہیں عرش تک بلند کر لیتا ھے.

❁ سورۂ زُمر (۳۹:۷۵): "**وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ**"
تاویل: سورۂ مومن (۴۰:۱۵) کے ارشاد "**رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُوالْعَرْش**" کے مطابق علی اللہ حوران و غلمان کے مراتب کو بلند کرتے کرتے عرش کی چوٹی پر لے جاتا ھے، جہاں وہ تمام حوران و غلمان پرواز کی وجہ سے ملائکہ ہو جاتے ھیں. اب جن حوران و غلمان کو علی اللہ فرشتے بنا کر عرش پر چڑھاتا ھے تو ایک لحاظ سے اُن کو عرشِ وحدت بناتا ھے اور دوسرے لحاظ سے اُن کو بالائے عرش جگہ دیتا ھے جہاں وہ علی اللہ کے نور کے گرد طواف کرتے ھیں، یہ طواف جسمانی نہیں بلکہ نورانی پرواز میں ھے اور یہی الٰہی سائنس ھے. آپ لفظِ **حَآفِّيْنَ** پر غور کریں.

❁ پس علی اللہ نے نُفوسِ خانۂ حکمت کو اپنے لطف و کرم سے عرشِ وحدت بنا لیا ھے. یعنی حوران و غلمان علی اللہ میں فنا ہوکر علی اللہ ہو چُکے ھیں اور یہ ان پر علی اللہ کا سب سے بڑا انعام ھے، ہم پر آنسوؤں کے ساتھ شکر گزاری واجب ھے.

❁ سورۂ حاقّہ (۶۹:۱۷) تاویل: ہونزا اور نگر کے پہاڑوں کے درمیان کشتئ نوح اور ظہورِ عرش کے سنگم معجزے میں نزولِ عیسیٰ اور ظہورِ قائم کا معجزہ ایک ساتھ ہوا، اور اُس عرش کو اُٹھانے

والے عظیم فرشتے آٹھ تھے حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراھیمؑ، حضرت موسٰیؑ، حضرت عیسٰیؑ، حضرت محمدؐ، حجّتِ قائم (ف.ا) ، اور حضرتِ قائم (ع.س)، جن کی دو حیثیتیں ھیں کہ وہ آٹھ فرشتوں کے ساتھ حاملِ عرش بھی ھیں اور بالآخر صاحبِ عرش بھی ھیں. اور یہ آٹھ عظیم فرشتے "الاکرم" کے ایک ہی اسم میں تھے، جو بڑی سرعت کے ساتھ مسلسل پڑھا جا رہا تھا. چنانچہ یہاں یہ راز معلوم ہوا کہ ظہورِ قائم کے ساتھ ساتھ نزولِ عیسٰی بھی ھوگیا اور آج اس دورِ قیامت میں خفیہ طور پر علی اللہ کے حدود میں نزولِ عیسٰی کا کام ہوا ھے. (RB ۹۳۲)

- سورۂ بنی اسرئیل (۱۷:۴۲) – یہاں منفی مثال کے بباطن مثبت امکانیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر معبودانِ باطل خدا ہوتے تو وہ عرش تک رسا ہونے کی کوشش کرتے. جب یہ مفروضہ ھے تو حقیقت میں تو یہ بات بالکل ممکن ھے کہ اگر کوئی فنا فی اللہ وَ بقا باللہ ہو جائے تو اس کو صاحبِ عرش کی طرف راستہ مل جائے گا، جہاں وہ علی اللہ کی تجلّیات میں وحدتِ خدا ھو جائے گا. پس اسی قانون کے مطابق آج نفوسِ خانۂ حکمت کے لئے ایک کھرب زندہ باغاتِ بھشت میں تمام حوران و غلمان اور ماضی و حال کے ھمارے تمام رشتہ دار زندہ ھیں اور عرشِ وحدت میں خدا ھو چُکے ھیں.

- **بحوالۂ سُورۂ حآقّہ (۶۹:۱۷): "وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ" اور سورۂ مومن (۴۰:۷): "الَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ".**

  آپ دونوں آیتوں کے ترجمۂ ظاہر کو غور سے پڑھیں.

  نورانی =کشفی تاویل: بندۂ درویش ملکِ چین کی سخت ریاضتوں اور اس کے نتیجے میں روحانی برکتوں کو اپنے دامنِ روح اور عقل میں سمیٹے جب اپنے غریب خانے ھونزا واپس آیا، تو ایک دن بوقتِ صبحِ صادق بصورتِ خواب دریائے ھونزا اور دریائے نگر کے سنگم مقام کو دیکھا، جس پر پانی ظہورِ عرش اور کشتئ نجات کا سنگم معجزہ ھو رہا تھا. ساتھ ہی عرش پر تجلّئ ربُّ العزّت کا ادراک ھوا. اگرچہ شخصیت

کو تو نہیں دیکھا مگر" الاکرم" کا ذکر اسمائے عظام کے سلسلے کی طرح جاری تھا، لہٰذا تعداد کا پتا نہ چل سکا. چنانچہ اس غریب درویش نے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے قرآن پاک میں تلاش کرنے کے لئے چھوڑ دیا اور الحمدُللہ اس کا جواب سورۂ حاقّہ کی مذکورہ آیۂ شریفہ میں مل گیا.

ارشادِ پاک کا ترجمہ ھے: اور قیامت کے دن اے رسول! تیرے ربّ کے عرش کو آٹھ فرشتے اُٹھا رہے ہوں گے (۶۹:۱۷). اس مقام پر ایک تو جغرافیہ کا پتا چلا اور ھونزا اور نگر کے دریائے سنگم پر ظہورِ عرش کا معجزہ ھوا، اور دوسرا تعداد کا جو مسئلہ تھا وہ بھی حل ھوگیا کہ وہ عظیم فرشتے آٹھ تھے: حضرتِ آدمؑ، حضرتِ نوحؑ، حضرتِ ابراھیمؑ، حضرتِ موسیٰؑ، حضرتِ عیسیٰؑ، حضرتِ محمدؐ، حجتِ قائم (ف.ا) اور حضرتِ قائم (ع.س). اس گنتی میں حضرتِ قائم القیامت (ع.س) حاملِ عرشِ اعظم بھی ھیں اور صاحبِ عرش بھی.

مذکورہ بالا بیان سے ثابت ھوا کہ حاملانِ عرش آٹھ ھیں. اب آئیے سورۂ مومن کی طرف، جس کا دوسرا نام غافر بھی ھے، یہاں عرش کا ایک جدید تصوّر ھے اور وہ یہ ھے کہ عرش حلقہ در حلقہ یعنی دائروں میں ھے. ارشادِ پاک ھے: **الَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ**. وہ لوگ جو عرش کو اُٹھا رہے ھیں، وہ اولیاء بھی ھیں، پیغمبران بھی ھیں، فرشتے بھی ھیں، اور وہ عرش کے گردا گرد بھی ھیں. یعنی عرش حلقہ در حلقہ فرشتوں، پیغمبروں، اور نیکوکاروں سے پُر مقام ھے. بالفاظِ دگر عرش ایک ایسا مقام ھے جو درجہ بدرجہ دائروں میں گھیرا ھوا ھے، جس کا نام عرشِ وحدت ھے، جو علی اللہ کا پاک عرش ھے اور اس عرشِ الٰھی کے دربار میں تمام انبیاء، اولیاء، عاشقان، عارفان، حوران اور غلمان عرشِ وحدت ھیں. (RB ۱۱۰۵)

- سورۂ نمل میں بلقیس کے عرش کو عرشِ عظیم (۲۷:۲۳) کہا ھے. جس میں حوران کی سلطنت کا ذکر ھے. (۳۰، ستمبر ۲۰۱۶ء)

عقلی شریعت:

- سورہٗ احزاب (۳۳:۴۰) – شریعتِ اسلام کا آغاز آدم سے شروع ھوا، خاتم الانبیاء پر شریعتِ ظاہر تمام ھوئی .خاتم الانبیاء کی شریعت کے بعد عقلی شریعت کا آغاز ھوا.

- ہر ناطق کی شریعت میں علی اللہ کا ایک انتظام ھے اور یہ سلسلہ زمانۂ قائم تک چلا آیا ھے، جس میں ایک مخصوص شریعت **"عقلی شریعت"** کے نام سے مقرر ھوئی. شریعتِ عقلی میں علی اللہ تمام حوران و غلمان کو اپنی تجلّی بناتا ھے، یعنی نورانی حوّا اور نورانی آدم دونوں میں علی اللہ کی تجلّی ھوتی ھے، لہٰذا قانونِ بهشت کے مطابق ہر نورانی حوّا ایک طرف سے اپنے ظاہری شوہر کی دُلہن ھوتی ھے اور تجلّی کے لحاظ سے علی اللہ کی نورانی دُلہن ھوتی ھے.

- علی اللہ کے پروگرام میں ہر هزارسال کے بعد ایک نئی شریعت کا اجراء کرنا طے ھوا تھاجیسے آدم و شیث کی شریعت ھزار سال، نوح و سام کی شریعت ھزار سال، ابراھیم و اسماعیل کی شریعت ھزار سال، موسٰی و ھارون کی شریعت ھزار سال، عیسٰی و شمعون کی شریعت ھزار سال. اس کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی شریعت بھی ایک ھزار سال کے لئے مقرر ھوئی، جس کی تصدیق اس آیت میں ھوتی ھے جہاں **لَكِنْ رَّسُوْلَ اللہ** کے بعد **خَاتَمَ النَّبِيّنَ** فرمایا گیا ھے. اسی کے ساتھ شریعتِ عقلی کا آغاز ھوا جس میں خواتین کے حقوق و احترام کو پیشِ نظر رکھا گیا اور حوران سے نورانی شادی کا تصوّر دیا گیا او ان کے تین اوصاف کا بیان ھوا، یعنی مثلِ قائم، زندہ قرآن، اور زندہ بہشت. حوران کے یہ اوصاف و کمالات اس سے پہلے کسی بھی شریعتِ وضعی اور آسمانی کتاب میں موجود نہیں۔چونکہ اب دورِ ستر نہیں دورِ کشف ھے اور رسول اللہ صلعم کی شریعت اس آیت کے مطابق تمام ھو چُکی ھے، لہٰذا اب صرف

خداوندِ قیامت کی شریعت قائم ھے جو عقلی اور منطقی ھے.

علامتی قربانی:

- سورۂ صافات (۳۷: ۱۰۰-۱۰۸)

نورانی خواب: میری قربانی ھو چکی تھی، میرا ظاہری سر مغرب کی طرف دیوار پر آویزان اور اور بدن شِمالاً جُنوباً زمین پر پڑا تھا. اور سب سے بڑی حیرت کی بات تو یہ ھے کہ میں فضا کی ایک مخصوص بلندی سے اس نورانی شہادت کا منظر دیکھ رہا تھا، مغرب کی جانب ہلکے سفید بادل کے گھیراؤ میں نورانی تالاب میں چمکتے ذرّات میں، مَیں یعنی میرا شُعُور بے شمار ذرّات کے درمیان تھا، جو ایسا لگتا تھا کہ یہ میری روح ہی کے بے شمار ذرّات تھے یعنی حوران و غلمانِ خانۂ حکمت اور ان سب کی وحدت میری انا تھی، پس میں نے ایک طرف زمین پر اپنے قربان شدہ بدن اور سر کو دیکھا اور دوسری طرف فضا میں اپنی روح کے بے شمار ذرّات کو دیکھا.

- اس نورانی خواب میں قربان ہو جانا بڑا معجزہ تھا. سر کا آویزان ھونا الگ معجزہ تھا جس میں خلّیات تھے. ان خلّیات میں مَیں اور خانۂ حکمت کے تمام عزیزان زندہ تھے، تاکہ کل بہشت میں ھم یہ منظر دیکھیں اورمغرب کی طرف ہلکے بادلوں میں نورانی تالاب کا نمونہ نظر آتا تھا. یہ وہ پاک معجزہ تھا جو علی اللہ نے حضرتِ ابراھیم اور حضرتِ اسماعیل کے لئے کیا تھا. ذبح ھو جانے کی حالت میں اپنے احوال کا دیکھنا بہت بڑا معجزہ ھے. آگے چل کر شہر کاشغر میں جو قیامت برپا ھوئی یہ اُس کا پیش خیمہ تھا. یہ علامتی قربانی تھی، جس کو بعد میں علی اللہ نے اپنی رحمتِ بے پایان سے ایک بڑی قربانی = ذبحِ عظیم (۳۷: ۱۰۷) سے بدل دیا تھا. اور علی اللہ نے اس عظیم قربانی کے دُور رس نتائج میں حوران و غلمانِ خانۂ حکمت کو ستّر کھرب زندہ باغاتِ بہشت عطا کر دیئے ھیں.

- ملکِ چین بمقامِ تاشغور غان ، خواب میں علامتی قربانی کا جو عجیب و غریب معجزہ ھوا، وہ

آگے چل کر بڑی قربانی کے معجزے سے مل گیا، جو شہرِ کاشغر میں سا ت رات اور آٹھ دن پر مشتمل روحانی قیامت تھی ، جس کا قرآنی نام **"ذبحٍ عظیم"** ھے. یہ قصۂ اسماعیل ابنِ ابراھیم کی نورانی تاویل ھے . (۳۷:۱۰۰ - ۱۰۸) - (RB LP - ۷۰۳)

- <u>تاشغورغان کے سب سے عجیب نورانی خواب کے نورانی ثمرات:</u>

عاشقانِ علی اللہ کی جبینِ مبارک میں بے شمار باغاتِ بہشت کے معجزات!

حوران و غلمانِ علی اللہ = زندہ باغاتِ بہشت ستّر کھرب ھیں!

علی اللہ سے واصل ھو جانا سب سے بڑا معجزہ ھے!

عاشقانِ علی اللہ کے لئے زندہ بہشت ہر جگہ ھے جبکہ علی اللہ کا نور ہر جگہ ھے!

- علی اللہ تعالیٰ نے میرے سر میں ستّر کھرب زندہ باغاتِ بہشت کا معجزہ کیا ھے، جس طرح قرآن ایک ہی ھوتا ھے مگر کاپیاں بے شمار ھوتی ھیں. ستّر کھرب زندہ باغاتِ بہشت خانۂ حکمت کے لئے علی اللہ کے انعامات ھیں.

- سورۂ مومنون (۲۳:۱۰-۱۱) تاویل: بحوالۂ سورۂ مومنون اور تاشغورغان کی علامتی قربانی، علی اللہ تعالیٰ نے اپنے نورِ پاک سے میرے سر میں زندہ فردوسِ برین کو رکھا ھے جس میں تقریباً ستّر کھرب نفوس ھیں. ان نفوس میں میرے تمام افرادِ خاندان بھی ھیں اور جملہ شاگردان بھی ھیں. (RB ۹۶۲)

<u>**علی اللہ تمھارے ساتھ ھے:**</u>

سورۂ حدید (۵۷:۴) : **"وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ"** ترجمہ: تم جہاں کہیں بھی ھو، چاھے دنیا میں ھو چاھے آخرت میں، ہر صفت اور ہر حالت میں علی اللہ تمھارے ساتھ ھے! کیونکہ اُس نے

اپنے نور کو تمھارے لئے اوّل و آخر اور ظاہر و باطن میں مسخّر کر دیا ھے اور تم کو اپنی تجلّی بنا لیا ھے. یہ ایک شاندار کُلّیہ ھے، آپ اس کو وظیفے کے طور پر بھی پڑھ سکتے ھیں.

علی اللہ کا علم بے پایاں ھے:

سورۂ لقمان (۳۱:۲۷)- تاویل: اگر زمین کے تمام درختوں کے قلم اور سمندر کی سِیاھی ھو جائے، اس پر مزید سات سمندر کی سیاھی ھو اور علی اللہ کے علمی کلمات لکھے جائیں تو علی اللہ کے بے پایان علم کا احاطہ نہیں ھوگا. یہ علی اللہ کے بے پایان علم کی سب سے بڑی مثال ھے.

علی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ھو جاؤ:

سورۂ زُمر (۳۹:۵۳): "**لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ**" علی اللہ زندہ قرآن نے فرمایا ھے کہ اُس کی رحمت سے مایوس نہ ھو جاؤ. یہ ہمارا وظیفہ ھونا چاھئے!

اِنْ شَآءَ اللّٰہُ العزیز، قائم شناسان جن جن ریاضتوں سے گزر رھے ھیں، علی اللہ ان مشقتوں کے عوض میں عنقریب کوئی بہت بڑا معجزہ کرنے والا ھے. کیونکہ قانونِ الٰہی یہی ھے کہ وہ مُسببُّ الاسباب مومنین کی تمام تر مشقتوں کے عوض میں کچھ ایسے انعامات عطا فرماتا ھے جو خود اُن کے لئے، اُن کے خاندان کے لئے، اور اُن کے ھم خیال عاشقانِ علی اللہ کے لئے باعثِ اطمینان ثابت ھوں. لہٰذا آپ سب کو میرا پُرخلوص مشورہ ھے کہ آپ اس آیت کو بار بار وظیفے کے طور پر پڑھیں اور اس کے معنی اور حکمت کو سمجھیں. (RB LP - ۲۱۶)

علی اللہ کی مثل:

حدیث: "**یا ابْنَ اٰدم اطِعنِی اَجْعَلُکَ مِثْلی حیّاً لا یَمُوْتُ وَ عَزِیْزاً لا تَذِلُّ وَ غَنِیّاً لا تَفْتَقِرُ**"

تاویلی مفہوم: "اے ابنِ آدم = آدمِ زمان کا حقیقی مومن، میری کُلّی اطاعت کر تاکہ میں تجھ کو اپنی مثل بناؤں گا کہ تُو ہمیشہ زندۂ جاوید رھے گا، اور کبھی نہیں مرے گا، اور ایسا عزّت والا بناؤں گا کہ تجھ کو کبھی کوئی ذلّت ہی نہ ھو، اور ایسا غنی کہ

کبھی مفلسی تیرے قریب ہی نہ آ سکے."
(زاد المسافرین ص ۱۸۳ اور المجالس المؤیّدیّہ ص ۵۵).

اس حدیث سے یہ حقیقت روشن ھے کہ علی اللہ تعالیٰ اپنی سنّتِ قدیم کے مطابق (جس میں کوئی تبدیلی نہیں) ہر زمانے کے لوگوں کے لئے اپنی مثل مقرر کرتا ھے، اور "لَیُسَ کَمِثُلِهِ شَئُ ءٌ....(۴۲:۱۱)" کے مطابق علی اللہ کی مثل جیسی کوئی چیز نہیں۔

چنانچہ مذکورہ حدیثِ قُدسی کا خطاب آدمِ زمان کے ہر روحانی فرزند سے ھے، تاکہ وہ حقیقی اور کُلّی اطاعت سے فنافی اللہ ھو جائے، اور وعدۂ الٰہی کا حق ادا ھو.

علی اللہ کے عظیم احسانات:

- بحوالۂ کتاب "عظیم علمی کارنامے" ص ۹ پر اس بندۂ درویش کی تمام تر تخلیقات کے کُلّ صفحات کی تعداد کا اندازہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار اور الفاظ کا تخمینہ تین کروڑ اَسّی لاکھ بتایا گیا ھے. یہ سب اُس مہربان علی اللہ کے نورانی دیدار کی نوازشات ھیں.

ؔ محسنِ اعظم کو دیکھا چشمۂ احسان ھے
غرقۂ بحرِ کرم کو اُس کا احسان یاد ھے

- حوران و غلمان پر علی اللہ کے عظیم احسانات ھیں: تجلّی بنانا، زندہ قرآن بنانا، زندہ بہشت بنانا، فرشتہ بنانا، علی اللہ بنانا، عالمِ شخصی بنانا، کلمۂ کُن عطا کرنا، تختِ سلیمانی عطا کرنا، حورانِ گوھر زا بنانا، عرشِ وحدت کی وحدت میں شمولیّت، علی اللہ کی معرفت اور عشق عطا کرنا، علی اللہ کے مخالفین سے دُور رکھنا، شیطان سے محفوظ رکھنا، دوستانِ علی اللہ کی دوستی عطا کرنا، دینِ حق کی محبّت، امام شناسی، قائم شناسی، اسمِ اعظم، خانۂ حکمت کی دوستی،

عاشقانِ علی اللہ کی دوستی، کتابوں سے دوستی، علٰی ھذا القیاس! علی اللہ کے احسانات بے شُمار ھیں.

❖ سورۂ ابراھیم (۱۴: ۳۲-۳۴) تاویل: علی اللہ تعالٰی وہ ھے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اُسی نے سیّارے کو آباد کرنے کے لئے آسمان سے پانی کو نازل کیا اور پھر کلمۂ کن فیکون سے ابداعی تخلیق کی اور ہر قسم کی نباتات، جانور، اور بنی نوع انسان کو پیدا کیا. اور اُسی نے تمھارے لئے فُلک = کشتیٔ نجات اور عرشِ وحدت کو مسخر کیا تاکہ تم علی اللہ کے امر سے کائنات کے اِس سمندر پر کشتیٔ عرش پر بیٹھو اور کشتی رانی کرو، یعنی تمھارے لئے یہ امکانیت پیدا ھو جائے کہ تم عرشِ وحدت تک پہنچ کر عرشِ وحدت ھو جاؤ جہاں تمھارے لئے زندہ بھشتِ فردوسِ برین کی خاندانی اور نسلی نہریں جاری ھیں۔ اور اُسی نے تمھارے لئے نورِ سلطانِ اعظم اور نورِ سلمانِ اعظم کو مسخر کیا اور تم کو اس بھشتِ نورِ وحدت میں رکھا تاکہ تم اس خداوندی بادشاھی میں سلاطین بن کر رھو اور اُسی نے دورِ ستر اور دورِ کشف کو تمھارے تابعِ فرمان کر دیا. اور جو کچھ تم نے مانگا وہ اُس کریمِ کارساز اور رحیمِ بندہ نواز نے دنیا کی زندگی میں بھی اور فردوسِ برین میں بھی تم کو عطا کیا. پس تم علی اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کا شمار کرنا چاھو تو بھی شمار نہیں کر سکو گے. یقیناً انسان اپنے اوپر ظلم کرنے والا اور ناشکرا ھے. (RB ۹۵۲)

عِلّیّین:

علوم القرآن میں **عِلّیّین** ذَوِی العقول = عقلی چیزوں کے لئے استعمال ھوتا ھے. حکیم پیر ناصر خسرو نے اس سے چار اصولِ دین مراد لیا ھے: عقلِ کُلّ، نفسِ کُلّ، ناطق اور اساس، کہ پرہیزگاروں کا نامۂ اعمال انہی چار اصولِ دین میں ھے.

سورۂ مُطَفِّفِین (۸۳: ۱۹-۲۱) تاویل: اور تمہیں کیا معلوم کہ **عِلّیّین** کیا ھے، وہ ایک کھلی

کتاب هے جس کو مقرب لوگ آئینے کی طرح دیکھتے هیں، یعنی علی اللہ کی تجلّیات میں (اپنے نامۂ اعمال کو) دیکھتے هیں.

(۲۲–۲۳) تاویل: یقیناً نیکوکار لوگ نعمتوں میں هیں اور ایسے تختوں پر هیں جہاں سے وہ تمام آسمانوں اور زمین اور عرش کے مناظر کو دیکھ سکتے هیں. یہاں لفظِ **یَنْظُرُوْن** میں اشارہ هے کہ بهشت میں حوران و غلمان علی اللہ کے آئینے = تجلّیات میں هوں گے، جن کے ذریعے دنیا میں جو کچھ اعمال کئے گئے تھے، وہ اُن کو دیکھ سکیں گے.

(۲۴) تاویل: اُن کے چہروں پر نعمتوں کی تازگی هوگی، یعنی اُن کے چہروں پر علی اللہ کا دیدار هوگا. (RB ۹۳۰)

عیسیٰ علیہ السَّلام:

سورۂ مومنون (۲۳ : ۵۰– ۵۱) : عیسیٰؑ اور مریم دونوں رسول هیں

سورۂ مائدہ (۵: ۱۱۴) – حضرتِ عیسیٰؑ کی دُعا:

تاویلی مفہوم: مریم کے بیٹے عیسیٰؑ نے دُعا کی: اے علی اللہ! اے همارے پروردگار! هم پر آسمان سے ایک دسترخوان نازل فرما جو اوّلین اور آخرین کے لئے عید ثابت هو اور آپ سے ایک معجزہ هو! اور ہمیں رزق عطا فرما! اور آپ خَیْرُالرّازِقِیْنَ هیں.

یہ کونسا دسترخوان تھا؟ آیا یہ جسمانی غذاؤں کا دسترخوان تھا؟

نہیں، نہیں، یہ علمِ روحانی اور علمِ تاویل کا دسترخوان تھا.

اوّلین اور آخرین کے لئے عید هو، اس کے کیا معنی هیں؟

اس کا مطلب یہ علمی اور تاویلی دسترخوان پہلے دن بھی باعثِ عید هو اور آئندہ دَورِ قیامت میں بھی عید ثابت هو.

خَیۡرُالرّٰازِقِیۡن میں علی اللہ کی تعریف کن معنوں میں ھے؟
خَیۡرُالرّٰازِقِیۡن میں علی اللہ کی تعریف روحانی نعمتوں میں ھے. (RBLP - ۷۶۰)

سورۂ نسآء (۴: ۱۵۹): "وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا" سے معلوم ھوا کہ دورِ قیامت دراصل آخری فیصلہ اور آخری حقیقت ھے جس میں کچھ معجزات ایسے ھوں گے کہ جن سے دنیا والوں پر روشن ھو جائے گا کہ یہی نزولِ عیسٰیؑ کا معجزہ ھے.

نزولِ عیسٰیؑ کے چند قرآنی دلائل

دلیل ۱: سورۂ دُخان (۴۴: ۵):"اِنَّا كُنَّا مُرۡسِلِيۡن" میں کسی پیغمبر کے نزول کا ذکر ھے اورحضرتِ عیسٰی علیہ السلام وہ پیغمبر ھیں جن کا دو دفعہ نزول ھوا ھے.

دلیل ۲: سورۂ مومنون (۲۳:۵۰-۵۱) یہاں حضرت مریم اور ابنِ مریم کو دنیا کے لئے آیات یعنی معجزات قرار دیا گیا ھے، ساتھ ہی ان دونوں کے رسول ھونے کا بھی تذکرہ ھے. علمائے ظاہر رَبۡوَہ سے کوئی ظاہری مقام مراد لیتے ھیں مگر کشفی تاویل میں اس سے مراد نورانی تالاب ھے.

دلیل ۳: سورۂ حاقہ (۶۹: ۱۷) پانی پر ظہورِ عرش اور کشتئ نوح کے سنگم معجزے میں نزولِ عیسٰیؑ کا معجزہ بھی شامل ھے اور ان آٹھ حاملانِ عرش میں سے ایک عظیم پیغمبر حضرت عیسٰی علیہ السّلام ھیں.

دلیل ۴: سورۂ نسآء (۴: ۱۵۸): "بَلۡ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيۡهِ" یہاں حضرتِ عیسٰیؑ کو آسمان پر اُٹھانے کا ذکر نہیں بلکہ اِلَيۡهِ یعنی علی اللہ زندہ بھشت کی طرف بلند کرنے کا تذکرہ ھے.

دلیل ۵: سورۂ مجادلہ (۵۸: ۲۱): علی اللہ زندہ قرآن نے کتابِ قرآن میں لکھ دیا ھے کہ وہ ذاتِ پاک اور اس کے رسولان غالب ھو کر رہیں گے. اس حکم میں حضرتِ عیسیٰؑ کے نزول کی طرف بھی اشارہ ھے کہ آپؑ دیگر پیغمبران کے ساتھ دنیا میں غالب ھو جائیں گے.
(۹۳۵ RB)

غلبۂ قیامت:

اے گروہِ جنّ و انس! اگر تم سے ھو سکتا ھے تو زمین اور آسمان کے کناروں سے نکل کر دیکھو، مگر تم نہیں نکل سکو گے سوائے غلبۂ قیامت کے. آج کل ھم دیکھتے ھیں کہ آسمانوں میں یو-ایف-اوز عام ھو گئے ھیں اور اس کا اشارہ یہ ھے کہ علی اللہ کے مذکورہ وعدے کے مطابق جنّات اور انسان کے اجتماعات یا گروپس نے غلبۂ قیامت سے فائدہ اُٹھا کر کائنات کا دورہ کیا. **یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْس** میں یو -ایف- اوز کا نام گروہِ جنّ و انس ھے اور یہ unidentified نہیں،کیونکہ قرآنی حکمت کے سامنے کوئی چیز unidentified نہیں ھو سکتی۔ یہ تاویل الٰہی سائنس کے تحت ھے.

آج اَلْحَمْدُللہ زمانۂ قیامت ھے اور خداوندِ قیامت نے بے شمار معجزات کئے ھیں ان معجزات میں مرکزی یا آخری معجزہ یہ ھے کہ علی اللہ پاک نے حورانِ پرنور کو پریاں، جنّات، پرواز والے نورانی گھوڑے = Flying Horses، نورانی جہاز، اور یو-ایف- اوز جیسی خصوصیات سے نوازا ھے.سبحان اللہ! سبحان اللہ!

غیب کی کنجیاں:

سورۂ اَنعام (۶: ۵۹) – **مفاتیح الغیب** = غیب کی کنجیاں

تاویل: اور علی اللہ کے پاس غیب کی کنجیاں ھیں، ان کنجیوں کو کوئی نہیں جانتا ھے مگر خود علی اللہ جانتا ھے. اور ساری کائنات کی خشکی اور تری میں کیا کیا چیزیں اور ذی حیات ھیں

وہ ان کو تفصیلاً جانتا ھے. اور دنیا کے کسی درخت کا کوئی پتا اُس کے علم کے بغیر نہیں گرتا اور نہ کوئی تخم زمین کی تاریکی میں گرتا ھے. نہ کوئی تری کی چیز، نہ کوئی خشکی کی چیز، مگر یہ سب کچھ کتابِ مبین = لوحِ محفوظ یعنی علی اللہ کے علمِ نور میں ریکارڈ ھے.

- اور علی اللہ وہ ذاتِ پاک ھے جو رات کے وقت تمہیں ایک طرح کی موت دیتا ھے اور دن میں جو کچھ تم اعمال کرتے ہو اُن کو بھی جانتا ھے. پھر نیند کی اس موت کے بعد تم کو زندہ کرتا ھے تاکہ قیامت کے ایک دَور کو پورا کرے. بعد ازان تمہارا رجوع اُسی کی طرف ھے اور وہ تمہیں اپنی ذات سے واصل کرتا ھے، یعنی تمہیں اپنی تجلّی کی ایک قمیض پہنا تا ھے.

- علی اللہ کے پاس غیب کی یہ کلیدیں علم و حکمت اور تاویلی اسرار کی کلیدیں ہو سکتی ھیں اور آسمان میں جو نورانی بنگلوز ھیں اُن کے دروازوں کی کلیدیں ہو سکتی ھیں. کیونکہ جس طرح ہر گھر کا ایک دروازہ ھوتا ھے اور ہر دروازے کا ایک قفل ھوتا ھے، ہر قفل کی ایک کلید ھوتی ھے اور ہر کلید کا کوئی نمبر یا کوئی اسم یا کوئی کوڈ ورڈ ھوتا ھے، اسی طرح علی اللہ کے علمِ غیب کی یہ کلیدیں کوئی اسم، کوئی اشارہ، کوئی کوڈ ورڈ ھو سکتا ھے. اور علی اللہ جن کو آسمان میں نورانی بھشت کے نورانی بنگلوز عطا فرمانا چاھے، ان کو وہ کوڈ ورڈ بتائے گا جو کلید کا کام کرے گا، اور تالے کھلیں گے اور وہ بھشت میں داخل ھو جائیں گے، جہاں علی اللہ کا دیدار، حوران و غلمان کا دیدار، اور عجائباتِ بے شمار ھیں. (RBLP - ۷۴۷)

فَاطِمَةُ الزَّهُراء علیها السلام:

سورۂ احزاب (۳۳: ۴۰): "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ"

تاویل: ارشادِ باری تعالیٰ ھے: مسلمانو! مُحمّد تم رجال میں سے کسی کا باپ نہیں ھے. اس

ارشادِ خداوندی کا واضح اشارہ یہ ہے کہ آپ صلّی اللہ علیہ و آلہ و سلّم صرف اور صرف حضرت فَاطِمَۃُ الزَّھُراء علیہا السلام کے والدِ گرامی ہیں. اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ علیہا السلام خاندانی اور تاویلی طور پر رسولِ خداؐ کی جانشین تھیں کیونکہ آگے چل کر آپ علیہا السلام ہی کی نسلِ پاک سے خداوندِ قیامت قائمِ آلِ محمد کا ظہور ہونے والا تھا. اسی حکمت کے تحت آنحضرتؐ ہر ملاقات کے وقت اپنی دخترِ پاک کی جبینِ مبارک پر بوسہ عنایت کرتے اور اپنی جگہ پر بٹھا کر باطنی جانشینی کا خفیہ اعلان کرتے تھے.

نوٹ: آپ شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا، جلدِ دوم، ص ۱۲۳۴ کو دیکھیں. (RB ۹۹۲)

فُرُشٍ مَّرۡفُوۡعَۃٍ:

سورۂ واقعہ (۵۶: ۳۴-۴۰) کشفی تاویل: "فُرُشٍ مَّرۡفُوۡعَۃٍ" سے لوگ اچھے سے اچھے بستر مراد لیتے ہیں، جب کہ اس سے مراد جسمِ لطیف ہیں، یعنی علی اللہ حوران و غلمان کو خلقِ جدید میں زندہ کرتا ہے، ان کو جوان بناتا ہے، اور بے شمار خوبیاں دُلہن میں اور بے شمار خوبیاں دُولہا میں پیدا کرتا ہے، جس کی بناء پر وہ ایک دوسرے کے عاشق ہو جاتے ہیں، اور یہ تمام اوصاف اھلِ باطن کے ہیں، جو کچھ تو اوّلین سے ہیں اور کچھ آخرین سے ہیں.

فرشتے:

سورۂ فاطر (۳۵: ۱) – فرشتوں کو پیغام رسان بنانے والا

سورۂ فاطر (۳۵: ۱) – قائم شناس فرشتے خاص طور پر حوران ایک ساتھ دو، دو؛ تین، تین؛ چار،چار کا ذکر کرتے ہیں

تاویل: یہاں پیغام رسان فرشتوں کا ذکر ہے جن کے دو دو، تین تین، اور چار چار پَر ہوتے ہیں. جاننا چاہئے کہ معنی کے لحاظ سے "خالق" نئی تخلیق کو کہتے ہیں، جب کہ ایک

خلق سے دوسری خلق میں تبدیل کرنے کو **"جاعل"** کہتے ھیں چنانچه سورۂ قارعه (۱۰۱:۴) میں جہاں **یَوۡمَ یَكُوۡنُ النَّاسُ كَالۡفَرَاشِ الۡمَبۡثُوۡثِ** آیا ھے، اُس میں چراغ کے پتنگوں سے حوران و غلمان مراد ھیں جن کو علی اللہ پرواز والے پَر دے کر الٰہی سائنس بناتا ھے اور ان کو عرشِ برین تک پرواز کراتا ھے، کیونکه چیزوں کی جب ترقی ھوتی ھے تو وہ حدِّ قوت سے حدِّ فعل میں جاتی ھیں، لہٰذا روح کی مناسبت سے چراغ کے پتنگوں والی یه آیت بہت منطقی ھے.

- سورۂ حج (۲۲:۷۴-۷۶): **"اَللّٰهُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ"** یہاں ایک خاص نمایاں بات یه ھے که علی اللہ پیغام رسانی میں انسانوں کو بھی موقع دیتا ھے، جس طرح وہ فرشتوں کو پیغام رساں بناتا ھے- (RBLP – ۷۰۲)

- علی اللہ کی تعریف ھے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ھے، اور ہر درجے کے فرشتے کو پیغام رساں فرشتے بنانے والا ھے. حوران و غلمان کے نورانی فرشتے آسمان و زمین میں بھرے ھوئے ھیں. علی اللہ کے بے شمار حوران و غلمان سب پرواز والے فرشتے ھو چُکے ھیں. ہر فرشته ذکر سے پرواز کرتا ھے. علی اللہ کا جنگی لشکر بھی ان فرشتوں کے لشکر میں ھے. اب حوران و غلمان کی نورانی پرواز میں کوئی شک نه رہا.

- سورۂ بقرہ (۲:۲۱۰)– اسمیں خداوندِ قیامت اور فرشتوں کے نُزول کا ذکر ھے. علی اللہ کا نُزول، تاویلِ قرآن کا نزول ھے. سفید بادل علی اللہ کا حجاب ھے.

- سورۂ زُخرف (۴۳:۶۰) – اگر علی اللہ چاھے تو زمین پر خانۂ حکمت میں سے فرشتے اور خلیفے بنا سکتا ھے. اور یه علمِ قیامت کا راز ھے.

فرشتوں کی مدد:

سورۂ آلِ عمران (۳:۱۲۴-۱۲۶) تاویل: ارشاد ہے: اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو تمہاری مدد کے لئے تین ہزار سے شروع کر کے پانچ ہزار صاحبِ نشان فرشتے آئیں گے. اس کا اشارہ اور خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح مالِ غنیمت کے بارے میں فرمایا گیا تھا کہ فی الحال تم مالِ غنیمت لے لو، لیکن آئندہ بڑی کثرت سے مالِ غنیمت عنایت کریں گے (۴۸:۱۹-۲۱)، بالکل اسی طرح یہاں بشارت ہے کہ بڑی کثرت سے لشکرِ یاجوج وَ ماجوج سے تمہاری مدد فرمائیں گے.

فِطْرَتُ اللّٰہ:

سورۂ روم (۳۰:۳۰): تاویل: نفوسِ خانۂ حکمت کی پیدائش سلطانِ اعظم اور سلمانِ اعظم کی پیدائش ہی کی طرح ہے، جسمانی طور پر بھی، روحانی طور پر بھی، عقلانی طور پر بھی اور اعلیٰ سے اعلیٰ ترقی میں بھی. پس نفوسِ خانۂ حکمت سب کے سب خدا ہیں، اور خدائی وحدت ہیں، یک حقیقت ہیں، یک تجلّی ہیں، یک قرآن ہیں، یک بہشت ہیں اور یک عرش ہیں. یہی یک فطرت بھی ہے. فطرت طریقِ پیدائش کو کہتے ہیں اور اس میں ہم آہنگی ہے.

- آپ سورۂ رُوم کو سلام کریں! کیونکہ اس سورہ میں بہت بڑے معجزے کا ذکر ہے!

فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْد:

سورۂ بُروج (۸۵:۱۱-۱۶) تاویل: **فَعَّال** فاعل کا مبالغہ ہے چنانچہ قیامت میں کسی کا اختیار نہیں ہوگا صرف علی اللہ فَعّال کا اختیار ہوگا اور علی اللہ جو چاہے گا وہی ہوگا.

فلائنگ بنگلوز:

سورۂ یونس (۱۰:۸۷)

تاویل: زمانۂ موسٰی و ہارون میں علی اللہ تعالٰی کے حکم سے کچھ گھر ایسے مقرر ہوئے تھے جن کو مستقبل کے لئے قبلہ بنایا تھا اور قرآنِ حکیم کی روشنی میں قبلہ = خانۂ خدا وہ ہے جہاں تمام مقدس رزق کی چیزیں کھنچ کھنچ کر آتی ہیں (۲۸:۵۷). اور یہاں **وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْن** میں یہ اشارہ ہے کہ دورِ قیامت میں ایسے معجزات ہوں گے کہ چند گھر بہشت کے بنگلے ہوں گے.

مذکورہ آیۂ کریمہ (۱۰:۸۷) اور سورۂ سبا (۳۴:۱۳) کا نفسِ مضمون ایک جیسا ہے کہ جس میں حضرتِ سلیمانؑ کے حکم پر جنّات محاریب اور تماثیل بناتے تھے. یہ ایک اور قرآنی ثبوت ہے کہ قیامت کے اس دور میں ایسا معجزہ ہو سکتا ہے. کیونکہ جب ذاتِ خدا کی تجلّیات ممکن ہیں تو بیت المعمور کی بھی تجلّیات نورانی flying بنگلوز کی صورت میں ہوسکتی ہیں.

سورۂ نور (۲۴:۳۶) میں بھی پاکیزہ مومنین و مومنات کے گھروں کا بہشت کے نورانی بنگلوز میں تبدیل ہو جانے کا اشارہ ہے.

جب ہم اس بات کے قائل ہیں کہ قانونِ بہشت میں ہرخواستہ چیز موجود ہے تو پھر وہاں اُڑنے والے بنگلوز اور گھوڑے بھی ہیں، جن کے ذریعے ہم دنیا کے کسی بھی ملک اور شہر کی سیاحت کر سکتے ہیں. (RB ۱۰۸۷)

فلائنگ Horses:

سورۂ صٓ (۳۸:۳۱): " **اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ** "

تاویل: حضرتِ سلیمان علیه السلام کے قصۂ قرآن میں خاص قسم کے گھوڑوں: **صَافِنَاتُ الْجِيَاد** کا ذکر ہے. صافنات اسمِ فاعل جمع مونث ہے جس کی واحد صَافِنَة ہے اور جِیاد سے مراد تیز رَو گھوڑے. (قاموس القرآن، ص ۳۰۶–۳۰۷، ۲۰۰).

چنانچہ سورۂ عادیات کی طرح یہاں بھی مادہ گھوڑے یا گھوڑیوں کا ذکر ہے، جن کا دوسرا

نام Flying Horses ھے اور مراد حورانِ پُرنور ھیں.

اس بندۂ درویش کو ترکستان میں یہ تجربہ ھوا ھے کہ چال اور دوڑ کے لحاظ سے جو خصوصیات مادہ گھوڑوں میں ھیں وہ نر گھوڑوں میں نہیں. (RB ۹۷۲)

❁ **<u>ایک تاویلی خواب</u>**: رات کے وقت ایمان آباد گروپ کے حوران و غلمان کے ساتھ کچھ دیر تک ذکر میں مصروف رہا جس کے نتیجے میں بوقتِ صبح ایک عجیب و غریب تاویلی خواب دیکھا کہ علی اللہ تعالیٰ آفتابِ نور = نور کا سورج ھے اور اس سورج کی کرنیں ستّر کھرب حوران و غلمان ھیں. اور اسی تعداد میں نورانی بنگلوز بھی ھیں اور Flying Horses بھی ھیں. آپ تمام نفوسِ خانۂ حکمت کو یہ نورانی تاویل بہت بہت مبارک ھو! (RB ۹۷۷)

<u>فَنَا فِی اللہ:</u>

سورۂ نسأ (۴:۱۲۵): "**اَسْلَمَ وَجْھَهٗ لِلّٰهِ**" اس نے اپنا چہرۂ جان علی اللہ کو حوالہ کیا = فَنَا فِی اللہ
مُسلم = چہرۂ جان کو خدا کے چہرے سے ملانے والا

سورۂ قَصَص (۲۸:۸۸) : "**کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَهٗ**" علی اللہ کے چہرۂ پاک کے سوا ہرچیز فنا ھوجاتی ھے! تاویل:

۱. ہر شئ فنا ھو کر علی اللہ کی تجلّی میں زندہ ھو جاتی ھے، پس دنیا کی ہر شئ کی مُدّت ختم ھونے والی ھے، مثلاً سورج (۸۱:۱) پس مادّی سائنس ختم ھونے والی ھے مگر اس کی جگہ الٰہی سائنس کام کرنے والی ھے، جس کے تحت قرآنی سائنس، نورانی سائنس، حورانی سائنس اور آسمانی سائنس ھے.

۲. بندۂ مومن کی ہر چیز ہلاک ھو جاتی ھے مگر جس نے چہرۂ جان کو جانان سے واصل کیا وہ جانان میں باقی رہتا ھے. سُبحان اللہ!

۳. تاشغورغان میں میری علامتی قربانی ہوئی اُس وقت آسمان میں چمکنے والے ذرّاتِ نورانی میں حُوران و غلمان تھے، علی اللہ شاہنشاہ = ملیک نے تمام حوران و غلمان کو از راہِ عنایت اپنی پاک وحدت بنا لیا ہے.

۴. روحانیّت میں جب علی اللہ کا نورانی دیدار ہوتا ہے وہ آخرت اور بہشت کے لئے باقی رہتا ہے، کیونکہ زندہ بہشت علی اللہ کی تجلّی میں ہے!

۵. نفوسِ خانۂ حکمت کے جملہ احوال فنا ہو جاتے ہیں مگر ان کی تجلّی علی اللہ = وجہ اللہ میں زندہ رہتی ہے.

حدیث: **يا ابْنِ اٰدم اطِعنِی اَجْعَلُکَ مِثْلی حيّاً لا يَمُوْتُ وَ عَزِيْزاً لا تَذِلُّ وَ غَنِيّاً لَا تَفْتَقِرُ**

ترجُمہ: "اے فرزند آدم! تو میری اطاعت کر(جیسا کہ اطاعت کا حق ہے) تاکہ میں تجھ کو اپنی مثل بنادونگا، ایسا زندہ کرونگا، کہ تو کبھی نہیں مرے گا، ایسی عزت دونگا کہ تو کبھی ذلیل نہ ہوگا اور ایسا دولت مند بنادونگا کہ تو کبھی فقیر نہ ہوگا"

– (زاد المسافرین، ص ۱۸۳ اور المجالس المویّدیّہ ص ۵۵).

سورۂ قمر (۵۴:۵۵) – **عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِر** = علی اللہ شاہنشاہ = **مَلِیک** نے تمام حوران و غلمان کو از راہِ عنایت اپنی پاک وحدت میں دونوں جہان کا شاہنشاہ اور خدا بنا لیا ہے. یہ امر اُس ذاتِ پاک کے نزدیک مُساوات ہے. **عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِر** میں جسمانی یا قریبی عندیت کی بات نہیں بلکہ یہ عندیت عینِ حقیقت ہے. اس میں قادرِ مطلق شاہنشاہ علی اللہ کے نور میں ہونے کا تصوّر ہے.

اَلقَابِض اَلبَاسِط:

- علی اللہ کا سب سے بڑا معجزہ القابض و الباسط ھے. یہ نئی زندگی کے لئے ھے. القابض اور الباسط کا مطلب یہ ھے کہ علی اللہ کسی کائنات کو ذرّے کے برابر اور کسی ذرّے کو کائنات کے برابر کر سکتا ھے! وہ چاھے تو ذرّاتِ لطیف سے جسمِ لطیف بناسکتا ھے.

القابض اور الباسط کا مطلب یہ ھے کہ وہ قادرِ مطلق اس فرسودہ جسم کو تبدیل کر کے جسمِ لطیف میں ایک نئی زندگی عطا کر سکتا ھے، کیونکہ علی اللہ کے پاس اجسامِ لطیف بہت ھیں، لہٰذا یہ اسم بہت ضروری ھے. "القابض – الباسط" کے مُطابق بہشت وسیع ھو جاتی ھے. علی اللہ بے شمار حوران کو زندہ بہشت بناتا ھے، اس سے الباسط کا معجزہ ھوتا ھے.

- علی اللہ وہ قادرِ مطلق ھے جو مکان کو لا مکان بنا سکتا ھے، علی اللہ کے پاس القابض و الباسط کا معجزہ ھے، وہ ایک مکانی آسمان میں لاکھ آسمان پیدا کر سکتا ھے، ایک زندہ بہشت میں لاکھ کاپیاں رکھ سکتا ھے، حوران و غلمان میں سے ہر ایک کے لئے ایک لاکھ لا مکانی بہشت بنا سکتا ھے. یہ علی اللہ کی مبارک سالگرہ کا انعام ھے.

- میرے عزیزان تقریباً ایک لاکھ ھو سکتے ھیں، میری روح کے ذرّات میرے عزیزوں میں بسیط ھیں. ہر عزیز لامکانی جنّت میں ھے، ہر ایک علی اللہ کی تجلّی ھے، دیدار ھے، کلام ھے، جشن گاہ میں تمام حوران و غلمان ھیں، سب کُچھ ھے. علی اللہ کا یہ انعام علی اللہ کے عاشقوں کے لئے ھے.

- علی اللہ القابض اورالباسط ھے، وہ قادرِ مُطلق اپنے تمام غلمان اور تمام حوران کو اور اُن کے تمام اعمال کو قبضۂ قدرت میں لے کر زندہ نور بناتا ھے.، اور دستِ مبارک کو کھول کر اُن کو زندہ بے مثال نورانی زندہ بہشت بنا کر دکھاتا ھے.

- علی اللہ القابض ھے، برکات کو سمیٹتا ھے اور الباسط ھے، جس کو چاھے برکات عطا کرتا ھے. سب عاشقان جانتے ھیں کہ علی اللہ اَنوار افشانی کرتا رہتا ھے۔ علی اللہ القابض – الباسط ھے وہ ہر قسم کی برکات کو قبضۂ قدرت سے عطا کر دیتا ھے.

- علی اللہ القابض – الباسط ھے، وہ سمٰوٰت کو سمیٹنے والا ھے (۶۷:۳۹) تاکہ تمام حوران و غلمان کو زندہ نورانی بہشت بنائے. عالمِ بالا میں مکانی اور لامکانی بے شمار باغات = جَنّات ھیں. علی اللہ نے آپ میں عالمِ شخصی بنایا جس کی کاپیاں بے شُمار ھیں. آپ کی نورانی بہشت بے شمار کاپیاں رکھتی ھے. الارواح میں روح کا ایک بڑا عالَم ھے. ہرخلیہ ایک بڑا عالَم ھے. علی اللہ القابض اور الباسط سے عوالم بناتا ھے. علی اللہ کلمۂ کُن سے بے شُمار عوالم بناتا ھے. اگر تم علی اللہ کی نعمتوں کو شُمار کرنا چاھو بھی تو شمار نہ کر سکو گے. قرآن میں خدا کی نعمتیں بے حساب ھیں۔

- جسمِ لطیف ابھی نہیں بنا ھے تو القابض ھے اور بن گیا تو الباسط ھے. قیامت کا کوئی مرحلا ظاہر نہیں ھے تو القابض ھے اور جب وہ مرحلہ نمایاں ھوتا ھے تو الباسط ھے. علم کم ھے تو القابض ھے، وسیع ھوتا ھے تو الباسط ھے. پرندہ یا کوئی جانور جب سوتا ھے تو قبض ھے اور جب بیدار ھوتا ھے تو بسط ھے. اسی طرح ہر دل میں قبض و بسط کا معجزہ ھے. سورج رات کو اپنی شعائیں قبض کرتا ھے اور دن کو کھولتا ھے، اسی طرح موسمِ خزان اور موسمِ سرما میں فصل اور میوے قبض ھیں اور موسمِ بہار میں بسط. دودھ دینے والے جانور چوبیس گھنٹے دودھ نہیں دیتے ھیں. الغرض ہر چیز میں قانونِ قبض وبسط نمایاں ھے.

- سورۂ نحل (۱۶: ۷۷–۷۹) یہاں آیت میں ھے کہ جس علی اللہ نے تم کو ماؤں کے بطون سے نکالا، وہی علی اللہ تم کو ایک پرندے میں بھی اُٹھا سکتا ھے، کیونکہ اُن میں علی اللہ کی تجلّی کام کرتی ھے. پس جس طرح علی اللہ لمبی سے لمبی قیامت کو چشمِ زدن میں مکمل

کر سکتا ھے، اسی طرح وہ قادرِ مطلق ایک پرندے سے انسان کے جسمِ لطیف کا کام لے سکتا ھے، اور یہ کام علی اللہ اپنے اسم "القابض – الباسط" کے تحت کرتا ھے.

- اس اسم کے مطابق ہم یہ کہ سکتے ھیں کہ ھماری روح کا پھیلاؤ خانۂ حکمت کے پھیلاؤ سے بھی باہر ھے، یعنی علی اللہ نے میری روح کو پھیلا کر نہ صرف بصورتِ لڑکا بلکہ بحیثیتِ لڑکی بہت سے گھروں میں پیدا کیا ہوگا اور اس پھیلاؤ کی تعداد کمپیوٹر ریکارڈ کے مطابق سات ارب گیارہ کروڑ ہوسکتی ھے.

قانونِ فطرت اور قانونِ قیامت:

سورۂ تکویر (۸۱:۴): " وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ"
تاویل: قانونِ فطرت کے مطابق اونٹنی کے حمل کا تخمینہ تقریباً بارہ تا چودہ ماہ ھے، مگر جب قیامت برپا ہوتی ھے تو قانونِ قیامت کے زیرِ اثر دسویں مہینے میں یہ حمل گر جاتا ھے، تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ قانونِ قدرت پر قانونِ قیامت غالب ھے. اس اعتبار سے یہ کہا جا سکتا ھے کہ قانون دو ھیں: ایک ھے قانونِ قیامت جو غالب ھے اور دوسرا ھے قانونِ فطرت یعنی نظامِ پیدائش جو مغلوب ھے. (RB ۹۴۴)

قبلہ:

سورۂ یونس (۱۰ : ۸۷) – تاویل: علی اللہ کے معجزے سے جب دین کا دشمن یعنی فرعون اپنی قوم سمیت دریا میں ڈوب گیا اور حضرتِ موسیٰ اور حضرتِ ہارون علیھما السَّلام کے ساتھ بنی اسرائیل کو فتح حاصل ہوئی، تب علی اللہ نے حضرتِ موسیٰؑ اوران کے بھائی حضرت ہارونؑ کو وحی بھیجی کہ وہ مصر میں اپنی قوم میں سے چند گھروں کو قبلہ = (خدا کا گھر اور زندہ بہشت) بنائیں، جس طرح آج خانۂ حکمت میں سلمان محل اور سلطان محل

وغیرہ کہتے ہیں، کیونکہ ان گھروں میں ذکر، علم و عبادت، اعتکاف ، اور جشن وغیرہ ہوتے ہیں اور یہاں حوران و غلمان بھی بستے ہیں. لہٰذا اس آیت کی دو تاویلیں ہیں: ایک یہ کہ جگہ جگہ سلمان محل بنانا اور دوسرا جگہ جگہ جماعت خانے بنانا. چنانچہ اس فرمانِ الٰہی سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ دین کی طویل تاریخ میں اوّلین جماعت خانے کا رواج یہیں سے ہوا، کیونکہ قبلہ خدا کے گھر کو کہتے ہیں .

- اور آیت کے آخر میں ہے: **وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ**، اس میں بشارت ہے کہ آئندہ ان جماعت خانوں اور سلمان محل کی مزید ترقی ہوگی، اور آج **اَلْحَمْدُلله** الٰہی سائنس کے تحت تمام پاک جماعت خانوں اور مومنین و مومنات کے گھروں کو بیت المعمور کی صورت میں آسمان پر بلند کر لیا گیا ہے.

- جب مجھ پر اس تاویل کا انکشاف ہوا تھا (مورخہ ۱۹، مئی ۲۰۰۵ ء) تو مَیں یوسٹن سے جلدی کر کے ڈالاس گیا تھا اور ڈالاس میں اس تاویل کو بتانے پر شیرِ غازی عبد العزیز چنڈوانی کے نورانی خواب (بتاریخ ۱۸، جون ۲۰۰۵ء) میں علی الله نے سات گھروں میں فیتہ کاٹ کر اس رسم کا اعلان فرمایا تھا.

- سورۂ نُور (۲۴: ۳۶) – گھروں میں صبح و شام اس کا ذکر (RB LP – ۷۱۷)

- سورۂ قصص (۲۸: ۵۷) – ترجمہ : کیا ہم نے خانۂ کعبہ کو اُن کے لئے ذریعۂ امن نہیں بنایا جس میں ہمارے حکم سے ہر قسم کی نعمتیں کھنچ کھنچ کر چلی آتی ہیں؟

تاویل: کیا ہم نے آسمان پر بیت المعمور کو اپنا حرم نہیں بنایا جس میں آسمان اور زمین کی تمام نعمتیں خود بخود کھنچ کھنچ کر چلی آتی ہیں؟ مثلاً حوران و غلمان اوراُن کے پاکیزہ

گھر، پاک جماعت خانے، اور ہر نعمت ظاہراً وَ باطناً اُس کی طرف کھنچی چلی آتی ھے. یہ کُلّیۂ حکمت دراصل جواب ھے اُس سوال کا جو اس آیت کے ماحول میں کیا گیا. یعنی کچھ لوگوں نے کہا کہ اگر ھم رسول کی ھدایت کی پیروی کرتے ھیں اور ایمان لاتے ھیں تو لوگ ھم کو اپنی ہی زمین سے اُچک لے جاتے ھیں. اس کے جواب میں ان شکایت کرنے والوں کو بظاہر حرمِ ظاھر = خانۂ کعبہ کا وسیلہ بتایا گیا، مگر بباطن آسمان پر خانۂ کعبہ کے بالمقابل جو بیت المعمور ھے، جو حرمِ باطن اور علی اللہ کا اصل گھر اور تمام نعمتوں کا مرکز ھے، کی طرف اشارہ کیا گیا، جہاں ہر عزّت، ہرخلافت، ہر بادشاھی خود بخود کھنچی چلی آتی ھے.
(۷۵۲ - RBLP)

سورۂ حجّ (۲۲:۲۶)

تاویل: اور جب ھم نے ابراھیمؑ کو خانۂ کعبہ کا قائم مقام = خدا کا زندہ گھر بنایا. خدا کا زندہ گھر بنانے سے شرک نہیں ھوتا کیونکہ خدا کا زندہ گھر اُسی کی طرح پاک ھوتا ھے، طواف کرنے والوں، قائم رہنے والوں، رکوع کرنے والوں، اور سجود کرنے والوں کے لئے. اس کی قابلِ فہم مثال زمانۂ یارقند سے ھے کہ جہاںعزیز محمد خان کا تعمیر کردہ پاک جماعت خانہ زندہ و گویندہ ھوگیا تھا جس کی گواہی ایک عارف کے پاس موجود ھے اور وہ پاک جماعت خانہ عرشِ مجید ھوگیا تھا. (RB ۱۰۶۴)

<u>قرآن:</u>

سورۂ طٰہٰ (۲۰: ۵-۱) تاویل: طٰہٰ رسولِ کریمؐ کا ایک ٹائٹل ھے. اے طاہر! ھم نے آپ پر قرآنِ حکیم مشقت ڈالنے کی غرض سے نازل نہیں کیا مگر ڈرنے والوں کے لئے بطورِ ذکر اور نصیحت.
(RB ۱۰۰۹)

<u>زندہ نورانی قُرآن:</u>

- زندہ قرآن علی اللہ ھے اور اس کے دوستان اور اس کے حوران و غلمان ھیں!

❁ سورۂ اَنعام (۶ : ۹۱)– نورانی کتاب جسے تُم کاغذ کرتے ھو!
تاویل: حضرتِ موسٰی کی قوم نے حضرتِ ھارون (اساس) جو که زند ہ نورانی تورات = تاویل کا معجزہ تھا اسکو چھوڑ کر کاغذی تورات = تنزیل کو ھدایت کے لئے لیا.

❁ سورۂ اَنعام (۶ : ۱۵۴) – علی الله فرماتا ھے که ھم نے موسٰی کو کمالیّت اور تمامیّت کے ساتھ کتاب دی، یعنی علی الله نے زندہ آسمانی کتاب = ھارون کا زندہ نور موسٰی کو دیا، تاکه یه آسمانی کتاب ہر طرح سے مکمّل ھو. یه آیت موسٰی و ھارون کے درمیان ھے جسطرح قرآن مُحمّد و علی کے درمیان ھے.

❁ سورۂ جُمعه (۶۲:۵) – جن لوگوں نے تورات کے بوجھ کو پہلے تو اُٹھایا پھر تورات کو کاغذی کر دیا اُن کی مثال اُس گدھے کی سی ھے جو کتابوں کے بوجھ کو اُٹھا رہا ھو. یه آیت قرآنِ پاک کی حمایت میں ھے، کیونکه قرآنِ حکیم کو بھی لوگوں نے پہلے تو قبول کیا پھر اس کی تاویل کے حامل نه ھو سکے جس کی شکایت روزِ محشر رسول الله صلعم خود فرئیں گے. دیکھیں سورۂ فرقان (۲۵:۳۰) میں ھے. سورۂ جمعه کی مذکورہ آیت کی مناسبت سے شیعه علماء نے مولانا علی المرتضٰیؑ کو مثیلِ ھارون کہا ھے.

❁ سورۂ فرقان (۲۵ : ۳۰) – رسول کی خدا سے شکایت : میری اُمّت نے قُرآن کو بیکار چھوڑا!
تاویل: علی الله شروع ہی سے زندہ نورانی قرآنِ ناطق ھے، رسول کی قوم کے اکثر لوگوں نے زندہ نورانی قرآنِ ناطق کو چھوڑ کر قرآنِ صامت کوبیکار بنا دیا.

❁ سورۂ فرقان (۲۵ : ۳۵) – موسٰیؑ کے وزیر یعنی بوجھ اٹھانے والے ہارونؑ تھے

- سورۂ حِجر (۱۵ : ۹) – قرآن کا نگہبان علی اللہ خود ھے

- سورۂ حِجر (۱۵ : ۹۱) – قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا = جہاں علی اللہ خود زندہ قرآنِ واحد ھے، وہاں ۳۰ پاروں، ۱۱۴ سورتوں، اور ۶۶۶۶ آیات کا سوال پیدا نہیں ھوتا ھے. یہ کام اُن لوگوں نے کیا جنہوں نے رسول پر نازل شدہ قرآن کو توڑ توڑ کر اپنی منشاء کے مطابق قرآن لکھا اور اوریجنل قرآن کو جلا ڈالا.

- **فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ** – سورۂ قمر (۵۴ : ۱۷؛ ۲۲؛ ۳۲؛ ۴۰) – قرآن کو ذکر کے لئے آسان بنایا گیا ھے تاویل: اور ھم نے قرآن کو (جو بہت ہی مشکل تھا)، ذکر و عبادت اور علم و معرفت کے لئے آسان بنا دیا. وہ اسطرح کہ :

۱) دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ھزار پیغمبر آئے ھیں انمیں علی اللہ نے قرآن کی روشنی کو پھیلا دیا ھے.

۲) تمام آسمانی کتابیں جن میں صُحُفِ ابراھیمؑ، توریتِ موسیٰؑ، زبورِ داؤدؑ، انجیلِ عیسیٰؑ شامل ھیں ان میں قُرآن کی حکمت کو پھیلایا.

۳) اَئِمَّہ حضرات اور عارفین میں قرآن کے نورانی علم یعنی تاویل کو رکھا.

۴) جنتی حوران ھیں وہ علی اللہ کی تجلّی ھیں اور زندہ قُرآن ھیں. اور غلمان کو بھی علی اللہ نے زندہ قرآن بنایا ھے. یہ معجزہ بھی قرآن کو آسان کرنے میں شامل ھے.

- **کتابِ ناطق** – سورۂ مومنون (۲۳ : ۶۲) – کتابِ ناطق علی اللہ ھے جو زندہ بہشتِ نورانی عالَم ھے جس میں تمام حوران و غلمان ھیں. تمام حوران زندہ قرآن اور زندہ بہشت ھیں.

- **کتابِ مسطُور** (۲:۵۲)؛ **کتابِ مکنون** (۷۸:۵۶)- **علی اللہ نے دنیا کی ہر زبان میں حوران کو زندہ قرآن بنایا ھے تاکہ بہشت میں ہر نعمت ھو۔**

- **کتابِ مُنیر** – سورۂ آلِ عمران (۳:۱۸۴)؛ سورۂ حج (۲۲:۸)؛ سورۂ لقمان (۳۱:۲۰)؛ سورۂ فاطر(۳۵:۲۵)۔

- **زندہ نور اور زندہ کتاب** – حضرتِ موسیٰؑ اور حضرتِ ھارونؑ (۵:۴۴)
  حضرتِ عیسیٰؑ اور حضرتِ شمعونؑ (۵:۴۶)
  حضرت محمّدؐ اور حضرت علیؑ (۵:۱۵)

- **کتابِ لا ریب** – سورۂ بقرہ (۲:۲)

- سورۂ اَنعام (۶:۲۰)، سورۂ بقرہ (۲:۱۴۶) – جن کو زندہ نورانی قرآن (علی اللہ) عطا ھے وہ اسے اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے ھیں۔

- سورۂ بنی اسرائیل (۱۷:۷۸) – تاویل: قرآن خوانی = اسم کا ذکر = قرآن میں غور کرنا، یہ یکساں ھے۔ **مَشْهُوْدًا** = (۱) فرشتوں کی حاضری (۲) علی اللہ کے دیدار سے نزدیکی (۳) کسی راز کا انکشاف (۴) روشن خیالی (۵) کوئی *الہام* (۶) کوئی تاویل (۷) انکشاف (۸) حاضر دماغی (۹) اطمینانِ قلبی۔

درجِ بالا مشھوداً کی تاویلات ھیں جو کہ قرآن پڑھنے کے نتیجے میں ھوتی ھیں۔ اس سے عملی فائدہ اُٹھایا جا سکتا ھے۔ آپ تجربہ کر کے دیکھیں۔

<u>قرآنِ حکیم کی جامعیّت:</u>

- سورۂ لقمان (۲۷:۳۱) ؛ سورۂ کہف (۱۸ : ۱۰۹) – یہاں قرآنِ حکیم ہی کی تعریف ھے جو فرمایا گیا کہ دنیا کہ تمام درخت اگر قلم بن جائیں اور سات سمندر سیا ہی بن جائیں تب بھی تمام جنّات، انسان اور ملائکہ مل کر قرآنِ حکیم کے کلِماتِ الٰہی کی تعریف لکھنے سے قاصر رھیں گے کیونکہ قرآنِ حکیم جامع الامثال ھے اور اس کی جامعیت کا احاطہ کرنا انتھائی مشکل امر ھے. (RB ۱۰۹۱)

- سورۂ مائدہ (۵: ۴۸): "**مُهَيْمِنٌ**" = نگہبان

تاویل: اس کتابِ مُقدّس میں تمام آسمانی کتابوں اور شریعتوں کی یکجائی ھے

- سورۂ انعام (۶: ۱۵۴) : "**مکمّل کتاب**"

یہاں حضرتِ موسٰی کو مکمل کتاب دینے کے معنی یہ ھیں کہ اوّل علی اللہ نے زندہ نورانی توریت حضرتِ ھارونؑ کو بنایا، دوسرا جتنے حدودِ دین تھے ان کو نورانی توریت بنایا اور تیسرا اُسوقت جتنی رائج زبانیں تھیں ہر زبان میں توریت کا ترجمان بنایا یہی اشارہ حضرتِ رسول اللہ کے لئے ھے کہ علی المرتضٰی کو زندہ نورانی قرآن بنایا ، جتنے حدودِ دین ھیں ان کو بھی زندہ نورانی قرآن بنایا اور تمام رائج زبان کی حوران کو زندہ قرآن اور زندہ بہشت بنایا. یہ ہوا کسی کتاب کو تماماً عطا فرمانا.

- **<u>قرآن عربی زبان میں نازل ھوا:</u>**

سورۂ زُمر (۳۹:۲۸): قرآن عَرَبی ھونے کے باوصف سمجھنے میں کوئی رُکاوٹ نہیں! کیونکہ تمام حوران و غلمان کو علی اللہ نے زندہ قرآن بنایا ھے.

* **علی اللہ ہر زبان میں زندہ قرآن بنائے گا:**

علی اللہ ہر زبان اور ہر بولی میں زندہ قرآن "حوران سے" بنائے گا. کافروں اور مُنافقوں کو چھوڑ کر ہر زبان، ہر ملک، ہر نسل، ہر قوم سے حوران کو زندہ قرآن بنائے گا۔

قُرآنی دُعا(بہت ضروری):

* سورۂ بقرہ (۲:۲۸۶)- "**رَبَّنا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ.....عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْن**" قرآنی دُعاؤں میں یہ مبارک دُعا سرِ فہرست ھے. اس پُرحکمت دُعا کو اخلاص و یقین اور علی اللہ کے پاک عشق سے پڑھیں!

* سورۂ حدید (۵۷:۳-۴) **وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ** ط اور وہ تمہارے ساتھ ھے تم جہاں بھی ھو! یہ شب و روز وظیفے کے طور پر، دعا کے طور پر پڑھنے کے لئے ھے.

* سورۂ رعد (۱۳:۹) - **عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ**: یہ چار اسموں والی دُعا بیحد ضروری ھے. یہ علم کے بارے میں ھے کہ علی اللہ غیب اور ظاہر کے علم کو جانتا ھے. آپ اس دُعا کو ذکرِ دائم اور ذکرِ کثیر کے طور پر پڑھیں! اس کا پاک نتیجہ سامنے آئے گا! اِنْ شَآ ءَ اللہ!

* سورۂ حشر (۵۹:۲۴-۲۲) **هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (22) هُوَ اللهُ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّر سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (23) هُوَ اللهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (24)**

سورۂ حشر کی یہ آخری تین آیتیں خاص عبادت کے لئے ھیں، اس میں علی اللہ کے جو اسماء ھیں اُن پر غور کریں.

ایک عالیشان دُعا:

- سُورۂ مائدہ (۵:۱۱۴) : قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ(114)

یہ دعا حضرتِ عیسیٰ کے منتخب اصحاب = حواریوں کے اِصرار پر کی گئی تھی، علمأ کے نزدیک اَللّٰھُمَّ جس دُعا میں ہو وہ بہت معتبر سمجھی جاتی ہے، لہٰذا یہ ایک عالیشان آیت، عالیشان دُعا، عالیشان تاویل اور عالیشان آسمانی حکمت ہے. اس دُعا میں سنّت قرار دینے کے لئے آسمان سے دسترخوان نازل ہونے کی دُعا کی گئی ہے کہ یہ دسترخوان اوّلین اور آخرین کے لئے باعثِ عید ہو.

پاک اماموں کا آسمانی علم مائدۂ عیسیٰ ہے، اور آجکل خداوندِ قیامت کے معجزات کی عید بھی ہے اور مائدۂ عیسیٰ بھی ہے، بلکہ اس میں عید کے عنوان سے اوّلین و آخرین کے لئے قیامت کا ذکر ہے.

قرآن میں کسی خالی از حکمت چیز کا ذکر نہیں:

- سورۂ تین (۹۵: ۱–۸): آپ کتابِ وجہِ دین، ص ۱۲۱ میں انجیر کی تاویل کو پڑھیں پھر موجودہ تحقیق کے مطابق اس کے بے مثال طبّی فوائد کو پڑھیں تو علی اللہ کی پاک حکمت سے بڑی حیرت ہوگی. علی اللہ کی حکمت بہت عجیب و غریب ہے کہ اس سورہ کا نام ایک پھل سے رکھا گیا جو تاویل کے اعتبار سے بہت بلند ہے. اس ریسرچ سے پتا چلا کہ قرآن میں کوئی ایسی چیز کا ذکر نہیں جس میں کوئی بہت بڑی حکمت نہ ہو!

- زندہ قرآن علی اللہ ہے اور آپ کو علی اللہ کے ساتھ رہنا ہے تو ہمیشہ قرآن کا مطالعہ کرتے رہیں، ہمیشہ ذکر کریں، آیات میں غور کرتے رہیں. قرآن میں کوئی آیت ایسی نہیں جس میں براہِ راست یا بالواسطہ علی اللہ کا ذکرِ جمیل نہ ہو.

✧ اے عزیزان! زندہ قرآن علی اللہ کے عشق میں با ترجمعہ قرآن کو پڑھو! اس کے ثواب میں گونا گون انعامات دونوں جہاں میں‌هیں۔ دیکھو! علی اللہ خلقِ جدید بناتا ھے، میاں بیوی کو نوجوان بناتا ھے، نورانی شادی کے معجزے ہوتے ھیں، آپ کی عروس گوھر زا ھوتی ھیں، مثلِ قائم، زندہ قرآن، زندہ بہشت ھوتی ھیں، ملکۂ لاکھ حوران بھی ھو سکتی ھیں. آپ علی اللہ کے احسانات کو شُمار نہیں کر سکتے ھیں. قرآن پڑھنا بہشت کا نورانی نظارہ کرنا ھے، یہ علی اللہ کا پاک دیدار ھے، یہ افضل عبادت ھے، روح کی پاکیزگی ھے. قرآن میں دعائیں ھیں، پندو نصیحت ھے، توبہ ھے، تسبیحات ھیں، گریہ و زاری اور مناجات ھے، حکمت ھے، علم ھے، بشارات ھیں، علی اللہ کے وعدے ہیں، **لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْن** کے اَسرار ھیں. یہ اَسرار بھی ھیں کہ آپ فنا فی اللہ ھیں. مَیں ہر وقت قرآنِ بہشت کو پڑھتا ھوں، میں حسن و جمالِ قرآن کا دلدادہ ھوں.

<u>قرضِ حسن / قرضِ حسنہ:</u>

سورۂ حدید (۵۷: ۱۱) تاویل: دینِ اسلام جو علی اللہ تعالیٰ کا سب سے پسندیدہ اور آخری مذھب ھے، اس پاک دین کے تمام مکاتبِ فکر میں مذکورہ آیت کے بموجب قرضِ حسن کا ایک خاص مقام اور درجہ ھے. ارشادِ پاک ھے: جو مومن یا مومنہ خداوند تعالیٰ کو قرضِ حسن دیتے ھیں تو وہ مہربان اُس قرضِ حسن کو بہت بڑی تعداد میں multiply کرتا ھے. چونکہ خداوند عالم کا پاک قانون یہ ھے کہ وہ راہِ دین میں کی گئی ہر نیکی میں ہزار گنا اضافہ فرماتا ھے، چنانچہ اس بندۂ درویش کے لئے تاشغورغان کے نورانی خواب میں جو علامتی قربانی ھوئی تھی، اس کو علی اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایتِ بے نہایت سے قرضِ حسن میں تبدیل کیا اور **وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ** (۳۷:۱۰۷) کے وعدے کے مطابق اس میں ستّر کھرب کا اضافہ کیا. شکراًللهِ وَالْحَمْدُللهِ! آپ ذبحِ عظیم اور قرضِ حسن کے اس نورانی ربط میں خوب غور کریں. (RB ۱۰۹۰)

قلبِ سلیم :

سورۂ شُعرآء (۲۶ : ۸۹): "**اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ**"

سورۂ صافّات (۳۷: ۸۴): "**اِذْ جَآءَ رَبَّہٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ**"

قلبِ سلیم سے مراد چہرۂ جان کو علم و عمل سے چہرۂ جانان کے حوالے کر دینا، تاکہ اس کے نتیجے میں عقلِ سلیم کا مرتبہ حاصل ہو.

کِرَامًا کَاتِبِیْنَ:

سورۂ انفطار (۸۲: ۱۰-۱۱) : "**وَاِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ - کِرَاماً کَاتِبِیْنَ**"

- تاویل: اور تم پر تمہارےاعمال لکھنے والے کِرَاماً کَاتِبِیْن ہیں. کِرَاماً کَاتِبِیْن عظیم فرشتے بھی ہیں اور خود علی اللہ بھی. اس سنگم تاویل کے مطابق فرشتوں کی تجلّی میں خود علی اللہ بھی ہے. بحوالۂ سورہ انعام (۶ : ۶۱) یہاں جس موت میں روح قبض کرنے کا ذکر ہے وہ ایک خاص روحانی کام ہے جو علی اللہ خود بھی کر سکتا ہے اور اپنے فرشتوں سے بھی کراتا ہے، وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور تم پر نگہبان مقرر کئے رکھتا ہے. ایک آٹومیٹک نورانی کیمرہ جس کے ذریعے اعمال ریکارڈ ہوتے ہیں. (RB ۱۰۶۹)

- تاویل: علی اللہ کے معجزات میں ایک بڑا عجیب معجزہ Automatic نورانی مووی کیمرہ ہے، اور علی اللہ چاہے تو حوران کو Automatic نورانی کیمرہ بنا سکتا ہے . وہ علی اللہ کے حکم سے ہر قسم کی تصویریں بناتا ہے. یہ تصویر آسمان پر بھی ہوسکتی ہے اور زمین پر بھی. علی اللہ کا نورانی کیمرہ بندوں کے اعمال ریکارڈ کرتا ہے جو زیادہ روشن، یادگار نقوش اور احوال و ماحول کے ساتھ ہوتے ہیں، جو کہ نظارۂ بہشت کا حصّہ بن جاتے ہیں. ماضی کے تمام واقعات زندہ بہشت اور زندہ نامۂ اعمال کی صورت میں سامنے آتے ہیں. یہ حوران وغلمان کا ایک گروپ ہے جو ہر قسم کے خطرات سے بھی ہماری حفاظت کرتا ہے.

بحوالۂ سورۂ اِنفطار (۸۲:۱۰-۱۲)

تاویل: یہاں کِرَامًا کَاتِبِیۡنَ صیغۂ جمع میں ھے اور اس سے مراد علی اللہ کی پاک تجلّیات ھیں جو اعلٰی درجے کے اولیاء اور جملہ امامانِ برحق ھیں. کیونکہ علی اللہ نے فرمایا ھے کہ **وَمَا کُنَّا غَآئِبِیۡن** (۷:۷) ھم کبھی غائب نہیں تھے، نہ دنیا کی صورتِ حال سے اور نہ تاریخی اور مذہبی معاملات کی گواہی میں، ھم ہر حال میں ہمیشہ دنیا و آخرت میں حاضر و ناظر ھیں.چونکہ یہ فرشتوں کا کام ھے جن کو عام طور پر کِرَامٌ کَاتِبِیۡن کہا جاتا ھے چنانچہ آج دورِ قیامت میں یہ کِرَامٌ کَاتِبِیۡن کامیاب مومنین و مومنات بھی ھوسکتی ھیں بشرطیکہ وہ روحانی قیامت کی تمام شرائط بجا لائیں. آپ کے درویش استاد پر علی اللہ نے اپنے فضل و کرم سے یہ احسان کیا. شُکراً للہ وَ الۡحَمۡدُللہ!

(RB ۱۰۰۲)

کُلٌّ فِیۡ فَلَکٍ یَّسۡبَحُوۡنَ:

سورۂ انبیاء (۲۱:۳۳) اور سورۂ یاسین (۳۶:۴۰)

تاویل: قرآنِ پاک کا ارشاد ھے کہ ہر چیز گولائی میں تیرتی رہتی ھے. وہ کس طرح؟ اس کے جواب کے لئے ایک تاویلی مثال پیشِ خدمت ھے: فرض کریں کہ یہ کائنات جنّات کا بنایا ھوا ایک بہت بڑا لگن ھے، جس میں صاف پانی اور چھوٹی چھوٹی مچھلیاں ھیں، جو اس لگن اور صاف پانی میں تیرتی رہتی ھیں. اس مثال میں نہ تو پانی مچھلیوں سے خالی ھے، نہ مچھلیاں مچھلیوں سے خالی ھے اور نہ ھی وہ لگن. دراصل یہ سب ایک ہی شئ ھے جو خدا کی تجلّی کی مثال ھے، اور یہی وَمَا کُنَّا غَآئِبِیۡن (۷:۷) کی بھی مثال ھے کہ جملہ حوران و غلمان اپنے معشوق علی اللہ میں حاضر و ناظر ھیں اور یہ کُلٌّ فِیۡ فَلَکٍ یَّسۡبَحُوۡنَ بھی ھے. پس قرآنِ حکیم کی روشنی میں معلوم ھوا کہ خدا کی تجلّی اپنے دائرے میں گھومتی رہتی ھے. (۱۶، ستمبر ۲۰۱۶ء)

کلماتِ تامّات:

سورۂ سبا (۳۴:۱۳) - بڑی بڑی دیگیں

کَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ:

تاویل ۱ : پاک کلمه = اسمِ اعظم ؛ درخت = خاندانِ محمد و علی

(وجه دین، صفحات ۳۱–۳۲)

سورۂ ابراهیم (۱۴:۲۴) تاویل ۲ : علی الله زنده فردوسِ برین اپنے تمام عاشقوں کے لئے پاک کلمه = اسمِ اعظم بھی هے اور وہ پاک درخت بھی هے جس کی جڑ اور تنا زمین میں مضبوط هیں اور شاخیں آسمان میں تمام حوران و غلمان کے نورانی بنگلوز تک پہنچی هوئی هیں، گویا تمام حوران و غلمان جو آسمانی بهشت کے نورانی بنگلوز میں هیں وہ اس پاک درخت کی شاخیں هیں.

کُنْ فَيَكُوْن:

سوال: قرآنِ حکیم میں کلمۂ کُنْ فَيَكُوْن کُل کتنی بار آیا هے؟ اور وہ مقامات کون کونسے هیں؟

جواب: کلمۂ **کُنْ فَيَكُوْن** جس کا تعلق فعلِ خدا سے هے، کُلّ آٹھ مقامات پر هے: سورۂ بقره (۲:۱۱۷)، سورۂ آلِ عمران (۳:۴۷)، سورۂ آلِ عمران (۳:۵۹)، سورۂ اَنعام (۶:۷۳)، سورۂ نحل (۱۶:۴۰)، سورۂ مریم (۱۹:۳۵)، سورۂ یاسین (۳۶:۸۲)، اور سورۂ مومن (۴۰:۶۸).

سوال: کیا آپ کلمۂ کُنْ فَيَكُوْن کی کچھ مزید وضاحت کر سکتے هیں؟

جواب: علی الله کی تخلیق دو قسم کی هے: ایک جسمانی اور ایک ابداعی. جسمانی تخلیق دنیائے ظاہر میں عام اور معلوم هے، البته ابداعی تخلیق کی بہترین مثال قصۂ آدم میں موجود هے که حضرت آدمؑ کو اوّلاً مٹی سے پیدا کیا، پھر آگے چل کر جب وقت آیا تو اُسی تخلیق کو امر میں تبدیل کیا (۳:۵۹). امر اُس تخلیق کو کہتے هیں جو صرف کُن کے تحت هے، جس کا دوسرا نام ابداع هے.

دوسری مثال: حدیثِ قُدسی ھے: اے فرزندِ آدم! تُو میری اطاعت کر تاکہ میں تجھ کو اپنی مثال بناؤں . اس ارشادِ پاک کا تعلق بھی کلمۂ کُنْ فَیَکُوْن سے ھے، کیونکہ عالمِ امر میں ہر چیز فقط ارادۂ الٰہی سے وجود میں آتی ھے.

تیسری مثال: علی اللہ نے بندۂ درویش کو دیگر انسانوں کی طرح مِٹی سے پیدا کیا، پھر اُس کریمِ کار ساز اور رحیمِ بندہ نواز کی عنایتِ بےنہایت سے جب علامتی آدم کا کورس مکمل ھوا تو سورۂ چھارم (۴) کی آیتِ اوّل میں فرمایا: **خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَہ**. یہ کلمۂ کن فیکون کے تحت ابداعی تخلیق ھے.

پس معلوم ھوا کہ ہر انسان کی ظاہری تخلیق عالمِ خلق کے قانون کے مطابق ھے اور ہر انسانِ کامل کی باطنی تکمیل عالمِ امر کے قانون کے مطابق ھے. اور وہ ھے اللہ تبارک وَ تعالیٰ کا کُن فرمانا. (RB ۱۰۹۴)

کوہِ طور:

- سورۂ نمل (۲۷:۷-۸) : جس طرح علی اللہ نے موسیٰ کے لئے کوہِ طور بنایا تھا، اسی طرح علی اللہ اپنے عاشقوں کے لئے کوہِ طور بنا سکتا ھے، تاکہ اس میں زیادہ سے زیادہ معجزات ھوں. علی اللہ اپنے مومن کی پیشانی میں کوہِ طور کو بناتا ھے اور ہر مومن کی پیشانی میں ایک کھرب زندہ باغاتِ بہشت ھیں.

- حضرتِ موسیٰ کے لئے ایک درخت نے **اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ** (۲۸:۳۰، ۲۰:۱۲) کہا، جسکی تاویل حضرتِ موسیٰ کی پیشانئ پاک یا خود حضرتِ موسیٰ ھوئے، اس اعتبار سے آج اس دورِ کشف میں دنیا کے تمام درختوں پر بھی اُسی مرتبے کا اطلاق ھو گیا جو کوہِ طور کے ایک درخت پر ھوا تھا، یعنی دنیا کے تمام درخت کوہِ طور کے درخت ھو گئے اور

حضرتِ موسٰی کی جگہ پر تمام حوران و غلمانِ بے شمار کی پیشانی پر اسمِ اعظم کی وجہ سے اِنِّیۡ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ کہنے کی صلاحیّت پیدا ہو گئی. یہ ایک مفید تاویل ہے اس میں تمام حوران و غلمان کے لئے بہت بڑی بشارت ہے.

- حضرتِ موسٰیؑ نے کوہ طور میں جس درخت کی چوٹی پر روشنی کا مشاہدہ کیا تھا وہ آپؑ کے مبارک سر میں کھربوں نیورونز کا معجزہ تھا اس کا ذکر سورۂ طٰہٰ (۲۰ : ۱۰) میں ہے. میرے مولا نے تاشغورغان میں میری قربانی کر کے میرے تمام عزیزوں کے ساتھ دائمی بھشت کا عالم بنا دیا ہے.

کٓھٰیٰعٓصٓ:

سورۂ مریم (۱۹ : ۱ – ۱۰)

ک = کوثر = زندہ حوضِ کوثر = نورانی تالاب

ھ = ھبأ = ذرّاتِ روحانی

ی = یاجوج وَ ماجوج، ۱۹۵۱ ء کی عالمی روحانی قیامت اور جنگ میں یاجوج وَ ماجوج نے کام کیا.

ع = علی اللہ، جب پہلی مرتبہ میں نے ع = علی اللہ کی تاویل کو تحریر کیا تو غیبی آواز نے فرمایا: بمبر کی! = مبارک باد!

ص = صدفِ نورانی، عقلی شریعت میں صدفِ نورانی کی بہت بڑی اہمیّت ہے اور اس کو نورانی تالاب کی روشنی میں سمجھنا ضروری ہے.

اس کے بعد حضرتِ زَکَرِیّاؑ کے لئے علی اللہ کی رحمت کا ذکر ہے، جبکہ اس نے ایک وارث کے لئے دعا کی، تو علی اللہ نے انہیں اولاد کی بشارت دی اور حضرتِ زَکَرِیّاؑ کے وہاں حضرتِ یحییٰؑ کا جنم ہوا. یہ علی اللہ کا حضرتِ زَکَرِیّاؑ کے لئے بہت بڑا معجزہ تھا. علی اللہ نے اُس کی

عمر رسیدہ بیوی کی ہستی میں کسی حورِ پُرنور کو داخل کیا ہوگا، یا تجلّی بنایا ہوگا، یا کسی حورِ پُرنور کے جسمِ لطیف کو مقرر کیا ہوگا. علی اللہ کے وہاں interchanging کے کئی معجزات ھیں.

گریہ وزاری:

سورۂ بنی اسرئیل (۱۷:۱۰۹) – انبیأ علیھم السّلام کی عاجزی کی مثال یہ تھی کہ وہ حضرات ٹھوڑیوں کے بل روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے تھے. (۱۹:۵۸)

- اصلاحِ اعمال اور شکرگُزاری کے لئے گریہ و زاری ضروری ھے. گریہ وزاری کے الگ الگ نام یہ ھیں: تضرّع، خشوع و خضوع، توبہ و رجوع، کَثْرَۃُالبُکَاہ وَ کَثْرَۃُالسُّجُود، سجود و رکوع، عاجزی و انکساری، ذکرِ جلی و ذکرِ خفی، مُجاھدۂ نفس، اصلاحِ اَحوال و اصلاحِ اَطوار، وغیرہ.

گواہ:

سورۂ اعراف (۷:۷) – **وَمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ** – "ھم علم کے ساتھ حاضر تھے غائب نہیں تھے"
تاویل: علی اللہ تمام احوال پر حاضر اور علمی گواہ ھے. وہ علم کے ساتھ بیان کرتا ھے، اور وہ غائب نہیں ھے حاضر ھے، ہر چیز کی حقیقت کو دیکھتا ھے اور ہرچیز کی حقیقت کو بیان کرتا ھے، یعنی علی اللہ ہمیشہ حاضر و ناظر ھے.

- علی اللہ کے ناموں میں سے ایک نام شہید ھے، **وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِيْدٌ** (۳۴:۴۷) = علی اللہ ہر چیز پر حاضر ھے، گواہ ھے، اور دیکھتا ھے. علی اللہ کا ایک نام محیط ھے، **وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِيْطًا** (۴:۱۲۶)، یعنی وہ تمام چیزوں کا احاطہ کئے ہوئے ھے. پس علی اللہ ہر چیز پر

گواہ (حاضر، دیکھتا) ھے اور ہر چیز کا احاطہ کئے ھوئے ھے یعنی وہ ہر چیز کا علم رکھتا ھے اور کوئی چیز اس کے علم سے باھر نہیں ۔

- تاویل: علی اللہ کا ایک اسمِ صفت شہید یعنی گواہ = حاضر ھے، یعنی تمام لوگوں کے احوال کا گواہ = زندہ لوحِ محفوظ ھے. اس لئے بہشت میں تمام واقعات حال ہی حال ھوتے ھیں.

- سورۂ نحل (١٦ : ٨٩–٩٠) ہر اُمّت کا گواہ ناطق، اساس اور امامانِ دور ھیں. گواہ اس معنٰی میں کہ علی اللہ تمام احکام اُمّت کو سُنا چُکے ھیں.

- اس میں بڑی عجیب منطق ھے کہ علی اللہ کے دفتر میں ہر چھوٹی بڑی چیز ریکارڈ ھے جیسے سورۂ کہف (١٨ : ٤٩) میں فرمایا گیا ' اَحۡصٰهَا" یعنی یہ کیسا عجیب نامۂ اعمال ھے جو ہر چھوٹی اور بڑی بات کا اِحصاء کرتا ھے، یعنی تمام باتوں کو گھیر لیتا ھے.

- تاویل۲: **وَمَا كُنَّا غَآئِبِيۡن** ترجمہ: جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے تھے ان سے بھی پوچھا جائے گا اور پیغمبروں سے بھی پوچھا جائے گا. پھر اپنے علم سے اُن کے حالات بیان کریں گے اور ھم کہیں غائب تو نہیں تھے.

یعنی پیغمبروں سے بھی پوچھا جائے گا اور اُمّتوں سے بھی پوچھا جائے گا کہ پیغمبروں نے صحیح سے پیغام پہنچایا یا نہیں اور اُمّتوں سے پوچھیں گے کہ اُنھوں نے اس پر عمل کیا یا نہیں۔ یعنی پیغمبر کیا کہہ رھے تھے اس پر بھی ھم گواہ ھیں اور اُمّت کیا کرتے تھے اس پر بھی ھم گواہ ھیں. **وَمَا كُنَّا غَآئِبِيۡن** یہ علی اللہ کی صفت ھے پس علی اللہ زندہ فردوسِ برین ھے یعنی علی اللہ ماضی، حال اور مستقبل میں حَیّ و حاضر ھیں، زندہ نورانی بہشتِ فردوسِ برین میں حَیّ و حاضر ھیں. اور علی اللہ ھمارے آباء و اجداد سے بھی واقف اور گواہ ھیں، اس صورت میں وہ

زندہ فردوسِ برین ہے. اسی سے موروثی بہشت کا نظام بنتا ہے اور یہی قانونِ بہشت ہے، اور قانونِ قائم شناسی ہے. ایسے میں علی اللہ تمام زمانے کے لوگوں کو cover کرتا ہے وہ اس لئے کہ علی اللہ زمانۂ آدم سے گواہ ہے کیونکہ علی اللہ آدم کی پشتوں سے روحوں کو نکال کر پچاس ہزارسال کی گواہی دیتا ہے اسی لئے پچاس ہزار سال کے مومنین سے پوچھا :" **اَلَسْتُ بربکم** = کیا میں تمہارا پروردگار = پالنے والا نہیں ہوں" جس پر سب نے جواب دیا: **"قَالُوْابلیٰ** = کیوں نہیں ، آپ ہی ہمارے پرودگار ہیں". (علمی لیکچر ۹ نومبر ۲۰۱۴)

گھوڑے کے معجزات:

یارقند سے ہونزا کی طرف سفر کے دوران علی اللہ نے استادِ بزرگوار کے لئے تین بڑے معجزات کئے جو اس طرح ہیں:

جب مجھے ایک سفید گھوڑے پر سوار کرکے دو پولیس آفیسرز کی نگرانی میں شہر کی طرف بھیجا گیا اسوقت دورانِ سفر " **اللہُ مولانا علی** " کے اسمِ اعظم کا قلبی ذکر شروع کیا، جس کے زیرِ اثر چشمِ باطن سے دیکھا کہ وہ گھوڑا زمین سے کچھ بلندی پر ہوا میں مستانہ چال سے چل رہا ہے. اس ادراک پر کچھ لمحات کے لئے اسمِ اعظم کو روکا تو گھوڑا معمول کے مطابق زمین پر چلنے لگا. بطورِ تجربہ جب دوبارہ اسمِ اعظم کو جاری کیا تو وہ گھوڑا بارِ دیگر رقصان چال سے زمین سے کچھ اوپر ہوا میں چلنے لگا. ساتھ ہی دیکھا کہ وہ گھوڑا مجھے اپنی پشت پر سوار کئے عمودی شکل میں آسمان کی طرف پرواز کی بجائے مغرب کی طرف جا رہا ہے، اس سے مجھ پر کچھ خوف طاری ہوگیا کہ کہیں مَیں گم نہ ہو جاؤں، پس مَیں نے شدتِ ذکرِ قلبی کو کم کیا.

اسی اثناء پولیس افسران کے گھوڑے جو میرے آگے اور پیچھے نگرانی میں چل رہے تھے، اگلے گھوڑے نے پُرزور طاقت سے میرے گھوڑے پر دَولتی برسانے کی کوشش کی، عین اُسی وقت ہم دونوں کے گھوڑوں کے درمیان ایک ہلکا سفید پردہ حائل ہوگیا، جس کی بدولت اگلے گھوڑے

کی دَولتی اُس پردے پر لگی اور ایک بڑے دھماکے کی آواز آئی. اس طرح علی اللہ نے اپنے غیبی معجزے سے میرے گھوڑے کی حفاظت کی.

علاوہ بران گھوڑے کے سر سے میرے ساتھ گفتگو ھوئی، خلاصۂ گفتگو میں گھوڑے نے کہا: آپ کے ہاتھ میں جو کوڑا ھے آپ اُس کو میرے سر پر استعمال نہ کرنا، بلکہ بدن کے پچھلے حصے پر استعمال کرنا. گھوڑے کی گفتگو کا یہ معجزہ عجیب و غریب تھا.

- سورۂ عادیات (۱۰۰ : ۱–۵)

کشفی تاویل: بحوالۂ قاموس القرآن، ص ۳۴۳، عادیات کے معنی ھیں تیز دوڑنے والیاں، یعنی مادہ گھوڑے یا گھوڑیاں.
علاوہ بران اس بندۂ درویش نے عادیات کے بارے میں چائینہ میں تجربہ کیا کہ گھوڑیاں، گھوڑوں کے مقابلے میں زیادہ پُرہنر ھوتی ھیں. (RBLP ۹۶۷)

لٹل اینجلز:

سورۂ آلِ عمران (۳:۳۷) – مریم کو علی اللہ نے ایک اچھی نبات کی طرح اُگایا یعنی پرورش دی (اشارہ علی اللہ تمام نورانی لٹل اینجلز کو نورٌ علیٰ نور بناتا ھے)

آنکھوں کی ٹھنڈک:

- بحوالۂ سورۂ فرقان (۲۵ : ۷۴): " **وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا** "

جب جب مجھے میرے چھوٹے بچوں کی شیرین یاد ستاتی ھے تب تب میں اس آیۂ شریفہ کو بطور وظیفہ پڑھتا ھوں. میرا آپ کو پُرخلوص مشورہ ھے کہ آپ بھی اس کو بطور وظیفہ پڑھیں. (RB ۱۰۷۰)

کشفی تاویل: اور مومنین اپنے پروردگار علی اللہ کے حضور دُعا کرتے ھیں کہ یا علی اللہ! تُو ہمیں ہماری دنیوی بیویوں اور قریبی خاندان سے آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی لٹل اینجلز عطا فرمانا جن میں تیری نورانی تجلیات ھیں. اور بہشت میں ہمیں جو حوران عطا فرمائے گا اُن سے بھی اطفالِ نورانی اور اپنی تجلّیات عطا فرمانا! اور ھم کو اھلِ حق کے لئے معلم بنانا! یہاں ازواج کے معنی دنیا کے لئے بھی ھیں اور آخرت کے لئے بھی ھیں، اسی لئے دُعا کی گئی کہ ظاہری بیویوں اور بہشت کی حوران سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرمانا! (RB – ۸۱۷)

اپنے ایک اور نورانی مقالے میں استادِ بزرگوار اسی آیت کی تاویل بیان کرتے ھوئے یوں تحریر فرماتے ھیں:

یہ پُرحکمت آیت دورِستر میں پاک اماموں کے لئے مخصوص تھی، اب دورِ کشف میں علی اللہ تعالٰی نے اپنی رحمتِ بے نہایت سے حُوران و غلمانِ خانۂ حکمت کو عرشِ مساوات بنایا ھے. اب رجالِ خانۂ حکمت یہ دُعا کرتے ھیں: یا علی اللہ! ہماری بھشت کی دُلہنوں میں اور ہماری اولاد میں سلطانِ اعظم اور سلمانِ اعظم کی تجلّی بنا کر ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک عطا کر اور ھم کو بھشت میں خلیفہ اور امام بنا دے. (NT ۱۰۸۵)

اسی پُرحکمت اور شاندار دُعا کی تاویل بیان کرتے ھوئے استاذ Conference Line پر فرماتے ھیں:

”یا علی اللہ ھم کو ہماری دنیا اور بھشت کی ازواج سے لٹل اینجلز آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما. اور ھم کو پرھیزگاروں کو سکھانے والا بنا دے یا ھم کو اماموں میں واصل کر دے تاکہ ھم اماموں سے واصل ھوتے ھوئے اپنے شاگردوں کو کچھ تعلیم دیں. ہمیں دونوں جہاں میں یہ مرتبہ دے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی. اور ہمیں اس وسیلے سے لٹل اینجلز کا دیدار دے کیونکہ لٹل اینجلز بڑے پیارے ھوتے ھیں کہ وہ فرزندانِ علی اللہ ھوتے ھیں. اُن کا شاہ دیدار علی اللہ

کا شاہ دیدار ہوتا ہے۔ دورِ ستر میں اس دُعا پر پابندی تھی صرف اماموں کے لئے یہ الفاظ اور یہ آیت تھی اور اماموں کے سوا کوئی اس کو استعمال نہیں کر سکتا تھا لیکن آج دورِ کشف میں بہت سے اسرار کی اجازت ملنے کے ساتھ ساتھ اس دعا کی بھی اجازت مل گئی۔ غور کریں اس آیت پر:

یا علی اللہ ہمیں ہماری بیویوں سے اور قریبی رشتہ داروں سے لٹل اینجلز عطا فرما، اور قائم شناسوں کے لئے ہم کو Teachers بنا دے یا امام سے واصل کر دے تاکہ ہم پرہیزگاروں کے لئے علمی خدمت کر سکیں۔ ان لوگوں کو بھشت کے بلند بالاخانے دیئے جائیں گے اس لئے کہ انھوں نے بہت سے معاملات میں صبر سے کام لیا۔ اور ان کو بطورِ وحی سلام اور دُعا علی اللہ کے حضور سے ملتی رہتی ہے۔ وہ اس بھشت میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ بہت ہی اچھی جگہ اور عمدہ مقام ہے۔"

(استادِ بزرگوار کے لیکچر سے اقتباس مؤرخہ ۹، فروری ۲۰۱۵ء)

<u>نورانی اطفال کی محبّت = زندہ قرآن کی محبت:</u>

- بحوالۂ سورۂ اَنعام (۶:۲۰) اور سورۂ بقرہ (۲:۱۴۶): **" اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَ ھُمُ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْن"**

  ترجمہ: جن کو ہم نے کتاب دی وہ اس کو اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے لڑکوں کو پہچانتے ہیں

کشفی تاویل: جو لوگ قرآنِ حکیم کو چاہتے ہیں وہ اپنے بچوں کو قرآن ہی کی طرح مانتے ہیں۔ علی اللہ نے اپنی حکمتِ عملی سے نورانی لٹل اینجلز کو اپنی تجلّی بنانے کے لئے قرآن سے وابستہ کیا ہے، سُبحان اللہ! پس یہاں یہ ارشاد ہے کہ ہم کو ہمارے نورانی اطفال کی محبّت زندہ قرآن کی محبّت کے قریب ہے! اور جن خوش نصیب مومنین کو قرآنِ مجید بچوں کی طرح عزیز ہے اُن کے لئے اُن کے نورانی لٹل اینجلز میں اس کتابِ مستطاب کی طرح بہت سارے معجزات و کرامات ہیں۔ اور یہ سچ ہے کہ مَیں اپنے چھوٹے بچوں اور قرآنِ پاک کو

ایک ہی وحدت میں پیار کرتا ہوں. (RB ۱۰۸۸)

<u>حال ہی میں اسی آیت کی تاویل کرتے ہوئے اُستاذِ بزرگوار تحریر فرماتے ہیں کہ:</u>

" علی اللہ جو زندہ بھشتِ فردوسِ برین ہے، اُس زندہ موروثی بھشت میں تمام حوران و غلمان بمع آباء و اجداد اور خاندان وراثتی طور پر موجود و مجموع ہیں (۲۳:۱۰-۱۱) اور اسی مناسبت سے جملہ نورانی لٹل اینجلز علی اللہ زندہ آسمانی کتاب کی نورانی اولاد ہیں. پس اسی حکمت کے پیشِ نظر اور دورِ کشف کے اعتبار سے ارشاد ہوا کہ جن قائم شناس لوگوں کو ہم نے کتاب یعنی زندہ قرآن = اپنا نور عطا کیا ہے وہ اس زندہ نورانی قرآن کو اپنی اولاد کی طرح عشق اور محبت کے ساتھ جانتے اور پہچانتے ہیں. مگر جو لوگ زیان کار ہوکر اس زندہ نورانی قرآن سے علیحدہ ہوگئے ہیں وہ یقیناً خسارے میں ہیں. چنانچہ یہاں دو قسم کے لوگوں کا ذکر ہے: ایک وہ خوش نصیب قائم شناسان جو زندہ قرآن علی اللہ کو اپنی اولاد کی طرح جانتے اور مانتے ہیں اور عشق رکھتے ہیں، جس کی بدولت اُن کے نورانی لٹل اینجلز میں معجزات اور کرامات ہوتے ہیں. اس کے برعکس جو لوگ اس سعادت سے محروم ہیں وہ نہ زندہ قرآن سے عشق رکھتے ہیں اور نہ ان کے لٹل اینجلز میں معجزاتِ دورِ قیامت کی کوئی علامت پائی جاتی ہے." (RB ۹۹۷)

پس علی اللہ اپنے دوستوں کے تمام بچوں کو اپنی تجلّی بناتا ہے اس میں علی اللہ کی بہت بڑی نوازش اور حکمت ہے! سُبحان اللہ، سُبحان اللہ!!

ؔ تمام نورانی لٹل اینجلز میں علی کا دیدار ہے
خدا گواہ ہے ان میں زندہ جنّت کا گلزار ہے

بحوالۂ سُورہ انبیاء (۲۱:۱۷-۱۹)

نورانی کشفی تاویل: علی اللہ بے نیاز کا پاک ارشاد ھے: اگر ھم چاھیں که اپنے لئے ایک اولاد کو ٹھہرا لیں (لَھُواً کی تاویل اولاد)، تو اپنے قریب سے لے لیں گے، اگر ھم ایسا کرنے والے ھیں. یه دورِ ستر میں دورِ کشف کی طرف اشارہ ھے.

اور تم خدا کی اولاد کے بارے میں بیان کرتے ھو، جب که آسمان و زمین میں جو کچھ ھے وہ خدا ہی کا ھے. اولاد میں جو پیار و حسن و خوبی ھوتی ھے وہ علی اللہ کے لئے آسمان و زمین کے ہر مقام پر موجود ھے. علی اللہ ایک ایسا پاک نور ھے جس میں ہر چیز موجود ھے اور اسی کو سمجھانے کیلئے دورِ کشف میں حوران سے فرمایا گیا: مثلِ قائم، زندہ قرآن اور زندہ بهشت. ان تین اقوال سے اولاد کب غیر حاضر ھے!

لشکر:

سورۂ نمل (۲۷ : ۱۷) – لشکرِ سُلیمان : جنّات، انسان اور پرندے = قرآنی جُنود = یاجوج و ماجوج علی اللہ لشکرِ ارواح کو لشکرِ سُلیمان بنا سکتا ھے. اور یه لشکرِ سُلطان بھی ھیں اور لشکرِ حوران و غلمان بھی ھیں. یارقند کی روحانی جنگ کے دوران اس لشکر کی تعداد تقریباً دو اَرب ساٹھ کروڑ تھی، Census Bureau of World Population کے مطابق آج عالمِ انسانیت کی تعداد سات اَرب سے زائد ھے.

- یه الارواحُ جُنُودٌ مُّجَنَّدَۃٌ بھی ھیں. یعنی یه لشکرِ غیب ھیں
  سورۂ توبه (۹ : ۲۶) – علی اللہ کے حکم کے تحت تین لشکرِ غیر مرئی (unseen) ھیں:
  (۱) لشکرِ فرشتگان، (۲) لشکرِ جنّات، (۳) لشکرِ حوران.

- حوران پریاں = جنّات بھی ھیں اور فرشتے بھی ھیں. یه سب غیر مرئی ھیں. کیونکه ان سب

میں interchange ہونے کا معجزہ تھا۔ یہی سبب ھے حوران، جنّت کے طاؤسان میں بھی بدل جاتی ھیں، جب چاہیں پریاں اور جب چاہیں جنّات ھو جاتی ھیں۔ علی اللہ کے حکم سے ان سے جسمِ لطیف بھی پیداھوتا ھے۔ عروسانِ علی اللہ سے اجسامِ لطیف بھی پیدا ھو جاتے ھیں۔ علی اللہ کے لشکر کے خلاف کسی لشکر کا مقابلہ غیر ممکن ھے، یہ قرآنی حقیقت لشکرِ سُلیمان کی مثال میں ھے (۲۷:۳۷) اب زمانۂ ماضی کی طرح گھوڑے کی سواری کی جنگ نہ ھوگی، حورانِ بے شمار میں نورانی جہاز ھیں، زندہ نورانی جنگی جہازجو دُشمن کو نظر نہیں آتے ھیں۔ کافروں اور مُنافقوں کا خاتمہ کرتے ھیں۔ علی اللہ نے اپنے اولیأ کو سب کچھ بتا دیا ھے۔ سورۂ دُخان کو غور سے پڑھیں۔حوران و غلمان کو علی اللہ نے نورانی جہاز بنایا ھے، وہ نظارۂ بہشت کے لئے ھیں۔

علی اللہ کے غیر مرئی لشکر = جُنودِ رُوحانی = لشکرِ سُلیمان = حوران و غلمان کا لشکر= عالمِ ذرّ جب علی اللہ چاھے تو روحانی لشکرِ ذرّات سے اپنے کسی مومنِ سالک کی مدد کر سکتا ھے۔ وہ میرے لئے بہشت کی خوشبو والی نورانی غذا لایا کرتے تھے۔ بہشت کی خوشبوؤں کے ھونے سے دنیا کی غذا کی ضرورت نہیں ھوتی ھے۔ تمام پرندے میرے ساتھ میری بولی بولتے تھے۔ یہ علی اللہ کا بہت بڑا معجزہ اور احسان ھے ایسی عالی شان معلومات!

سورۂ فتح (۴۸: ۴،۷) – علی اللہ کے لئے ھیں آسمان و زمین کے بے شُمار لشکر۔

لشکرِ سُلیمانؑ:

بحوالۂ سورۂ نمل (۲۷: ۱۶ - ۲۰): تاویلی مفہوم: اور جب حضرتِ سلیمان اپنے والد حضرتِ داؤد، جو بہت بڑے پیغمبر تھے، کے وارث ھوئے تو انہوں نے دو اعلانِ عام کئے، کہ لوگوں! ھم کو پرندوں کی بولی سکھلائی گئی ھے، دوسرا فرمایا کہ ھم کو سب کچھ دیا گیا ھے - اس اعلان سے ایک طرف پرندوں کی اھمیت بہت زیادہ بڑھ جاتی ھے، تو دوسری طرف کُلّ شیٔ میں علی اللہ کی بہت بڑی طاقت کا اندازہ ھوتا ھے - بیشک یہ نمایان فضل علی اللہ کے حکم سے ھے - اس

اعلان کے ساتھ حضرتِ سلیمان کے لئے اس کے لشکر کو جمع کیا گیا جو جنّات، انسان اور پرندوں میں سے تھے- اور ان تین قسم کے لشکروں میں Interchange کا عجیب و غریب معجزہ تھا- چنانچہ روحانی قیامت کے لئے ان تین قسم کے لشکر کو تیار کیا گیا - یہاں تک کہ وہ لشکر حضرتِ سلیمانؑ کے ساتھ وادئ نمل تک پہنچا-

وادئ نمل سے تاویلاً کان مراد ہیں جہاں سے ذرّاتِ ارواح داخل ہوتے ہیں اور یہ معجزہ آپ کے درویش استاد نے دیکھا ہے-

اور جب یہ لشکرِ جرّار یعنی یاجوج وَ ماجوج کان سے داخل ہونے لگے تو ایک چیونٹی نے کہا: اے چیونٹیوں! اپنے سوراخوں میں داخل ہو جاؤ، ایسا نہ ہو کہ سلیمانؑ کا لشکر اور خود سلیمان تم کو غیر شعوری طور پر کچل ڈالے - یہ عالمِ شخصی کی بات ہے - چونکہ حضرتِ سلیمانؑ کے لئے یہ پہلا موقع تھا یعنی روحانی قیامت اور روحانی جنگ اُن کے لئے بالکل نیا معاملہ تھا لہٰذا وہ مسکرائے اور کہا: یا علی اللہ! مجھے توفیق عطا فرما کہ تیری اُن نعمتوں کے لئے شکر کر سکوں جو تُو نے مجھ پر اور میرے والد پر انعام کی ہیں، اور ایسا عملِ صالح کروں کہ جس سے تیری رضا حاصل ہو-اَلْحَمْدُلِلّٰہ علٰی مَنِّہٖ وَ اِحْسَانِہٖ - (RBLP - ۷۰۷)

لوہے کی روح کا نازل کرنا:

سورۂ حجر (۱۵ : ۲۱) تاویل: علی اللہ کے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں اور ہر چیز کے خزانوں سے خزائنِ روح مراد ہے. چنانچہ جب فرمایا جاتا ہے: **وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ** (۵۷:۲۵) یعنی ہم نے لوہے کو نازل کیا، تو اس سے ہرگز آسمان سے لوہے کی تختیاں گرانا مراد نہیں بلکہ لوہے کی روح کو نازل کرنا مراد ہے. لہٰذا علی اللہ جب اور جہاں لوہے کو پیدا کرنا چاہے، تب وہاں لوہے کی روح کو نازل فرماتا ہے جو لوہے کو بنانے کا کام کرتی ہے اور یہی مثال دیگر معدنیات کی بھی ہے-یہی وجہ ہے کہ ہم اکثر و بیشتر کسی پہاڑ یا زمین کے کسی حصّے سے کسی

انتہائی گرانمایہ مادّہ کے ذخائر کے انکشاف کی خبر کو سنتے رہتے ھیں اور یہ صرف علی اللہ پاک کا معجزہ ھے. (RB ۱۰۲۲)

سورۂ حدید (۲۵:۵۷) – علی اللہ نے لوہے کو نازل کیا، یعنی لوہے کی روح کو نازل کیا، اُس روح نے رفتہ رفتہ مٹی اور پتھر کو لوہا بنایا. اسی طرح تمام معدنیات کی روح ھوتی ھے اور قیمتی پتھروں کی بھی روح ھوتی ھے. Precious Stones اسی طرح سے بنتے ھیں. آپ کے استاد نے کسی پتھر میں خام یاقوت، جو ناتمام تھا، کو دیکھا. اس کا تذکرہ پہلے ھو چُکا ھے. ۱۹۶۰ء سے پہلے ھونزہ میں یاقوت نہیں ملتا تھا اور امام کی تشریف کے بعد لوگوں نے دریافت کیا کہ ھونزا کے بعض مقامات پر یاقوت بنتا ھے. ظہورِ قائم سے پہلے حور و غلمان میں علی اللہ کی تجلّی نہیں ھوتی تھی. جدید ھونزا کہنے کا مطلب یہ ھے کہ اب ھونزا میں بہت سے حوران و غلمان علی اللہ کی تجلّی ھو چُکے ھیں، سُبحان اللہ!

مالِ غنیمت:

سورۂ فتح (۲۰:۴۸) : "وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا"

تاویل: یہ پاک فرمان زُمرۂ وعدۂ الٰہی میں سے ایک خاص ارشاد ھے کہ جس میں زمانۂ رسول میں تھوڑے سے مالِ غنیمت کا نمونہ اس لئے پیش کیا گیا تاکہ آگے چل کر بڑے پیمانے پر روحانی مالِ غنیمت عطا کیا جائے. یہ روحانی مالِ غنیمت حوران و غلمان کی صورت میں ھے جو مثلِ قائم، زندہ قرآن اور زندہ بھشت کی حیثیت سے آپ کے لئے کام کرتے ھیں. جس طرح ظاہری حکومت میں جس قدر مین پاور = اَفرادی قوت زیادہ ھو اُس قدر وہ حکومت بہت کامیاب ھوتی ھے، بالکل اسی طرح آپ کی بھشت میں جتنی حوران و غلمان کی کثرت ھوگی اُتنی زیادہ آپ کی عزت و مرتبت اور آپ کی بادشاھی میں وُسعت ھوگی. چونکہ فتح زمانۂ آغاز سے چلی آئی ھے لہٰذا اس دائرۂ حوران و غلمان میں یگانہ و بیگانہ دونوں شامل ھیں. (RB ۱۰۰۵)

مثلِ قائم، زندہ قرآن اور زندہ بهشت:

علی اللہ کے تمام معجزات تین اقوال میں هیں اور یه تین اقوال تمام حوران و غلمان کے لئے هیں. وہ پاک اور مبارک اقوال یه هیں: مثلِ قائم، زندہ قرآن اور زندہ بهشت. علی اللہ کے اس پاک فرمان کے مطابق آج حوران وغلمان الٰہی سائنس کی پرواز پر آسمان پر پہنچ چُکے هیں اور یه سب علی اللہ کے فضل و کرم سے عرشِ وحدت هو چُکے هیں. (RB ۹۹۵)

مثیلِ ہارون:

سورۂ طٰہٰ (۲۰:۲۵-۳۴) تاویل: حضرت موسٰیؑ نے بطورِ دُعا عرض کی: اے میرے پروردگار! میرے سینے کو کشادہ کر دے! اور میرے کام کو میرے لئے آسان فرما دے! اور میری زبان میں جو غیر فصاحت و بلاغت کی گرہ هے اس کو کهول دے! تاکه لوگ میری بات کو معجزانه طور پر سمجه سکیں اور میرے لئے میرے اهل میں سے ایک وزیر مقرر فرما! یعنی میرے بهائی ہارون کو اور اُسے میرا قوّتِ بازو بنا دے! اور اس کو میرے علمی اور تاویلی کام میں شریک بنا دے! تاکه هم کثرت سے تیری تسبیح اور ذکر کر سکیں!

تمام شیعه علماء اس بات پر متفق هیں که جس طرح حضرت ہارونؑ حضرت موسٰیؑ کے بهائی، وصی اور وزیر تهے بالکل اسی طرح حضرت علی المرتضٰیؑ رسولِ کریمؐ کے بهائی، وصی اور وزیر هیں اور اسی مناسبت سے مولانا علی علیه السلام کو مثیلِ ہارون کہتے هیں. (RB ۱۰۱۰)

مَجْمَعُ الْبَحْرَیْن:

سورۂ کہف (۱۸:۶۰-۶۵) کشفی تاویل: قصۂ ظاہر کے مطابق حضرتِ موسٰی علیه السلام علم کی تلاش میں **مَجْمَعُ الْبَحْرَیْن** = دو دریاؤں کے سنگم پر جاتے هیں، جہاں مچهلی جو خاکستر تهی زندہ هو جاتی هے، اور اسی مقام پر حضرتِ خضرؑ کا دیدار هوتا هے اور سفر مکمل ہو جاتا هے. عالمِ دین، عالمِ شخصی، اور روحانی قیامت میں سنگم کی مثال جا بجا موجود هے، جیسے

خیر و شر = فرشته و جنّ کا سنگم، نفس اور عقل کا سنگم، اسرافیل و عزرائیل کا سنگم، قلم اور لوح کا سنگم، ازل و ابد کا سنگم، ناسوت و ملکوت کا سنگم، وغیرہ. اَلْحَمْدُلله! ہر سنگم پر خضرِ زمان = امامِ زمان کا علمی اور نورانی دیدار ھوتا ھے، جس کے نتیجے میں علم و حکمت کے موتی و مونگے دستیاب ھوتے ھیں (۵۵:۱۹–۲۲) اور مومن حقیقی معنوں میں جاویدان ہو جاتا ھے.

بحوالۂ سُورۂ فرقان (۲۵:۵۳) اور سورۂ فاطر (۳۵:۱۲)

نورانی = کشفی تاویل: قرآنِ حکیم کی مثالوں میں سے ایک بڑی عجیب مثال دو دریاؤں کا سنگم ھے، یہ دونوں دریا باھم مل کر بہتے ھیں، اور دونوں کے درمیان حجاب بھی ھے اور حجاب نہیں بھی، ایک دریا کا پانی میٹھا ھے اور ایک دریا کا پانی کھارا، اس کے باوجود ان کا ذائقہ مکس اَپ (mix up) نہیں ھوتا، حالانکہ پانی کا مزاج یہ ھے کہ وہ الگ نہیں رھتے، مل جاتے ھیں. یہ کھارا دریا کھارا ھے اور میٹھا دریا میٹھا. یہ درحقیقت تنزیل اور تاویل کی مثال ھے کہ تنزیل اور تاویل دونوں دریا الگ الگ بھی ھیں اور ایک بھی ھیں، اور ایک میں دو بھی ھیں. پس سارے قرآن میں یہی کیفیت ھے اور سارا قرآن ایک ایسا دریا ھے جو دو دریاؤں کا سنگم ھے. اور علی الله نے اپنی قدرتِ کاملہ سے ان دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیا ھے، تاکہ صاحبِ تاویل کے بغیر اگر کوئی اس کو سمجھنا چاھے تو نہ سمجھ سکے. (RB ۱۱۱۰)

<u>محاریب = چھاؤنیاں = camps:</u>

سورۂ سبا (۳۴:۱۳) تاویل: حضرتِ سُلیمان شاھنشاہِ جنّات کی تابعداری میں جنّات ہر قسم کی خدمات انجام دیتے تھے. یہ جنّات روحانی لشکر کے رھنے کے لئے محاریب = چھاؤنیاں = camps = نورانی بنگلے بناتے تھے. (RB ۱۰۸۶)

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ:

سورۂ رحمان (۵۵: ۱۹-۲۲) تاویل: شیعه برادری کے مشہور عالِم جناب فرمان علی صاحب ترجمۂ قرآن کلام کے حاشیه پر علامه ابنِ مردویه کی تفسیرِ دُرِّ منثور جلد دوم کے حوالے سے لکھتے ھیں که ابنِ عباس اور انس ابنِ مالک سے مروی ھے که رسول الله صلعم نے فرمایا:

"دونوں دریا علیؑ اورفاطمۂ ھیں...... اور مو تی و مونگے حسنؑ اور حسینؑ ھیں."

اب دورِ کشف کے اعتبار سے ہماری تاویل یه ھے که حضرتِ مولانا مرتضیٰ علی علیه السلام اور حضرتِ فاطمة الزهرا علیها السلام کے اس عظیم سنگم دریا سے صرف حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حُسینؑ نکلنے کی بجائے اس سے بے شمار موتی اور مونگے نکلتے ھیں جبکه یہاں لؤلؤ اور مرجان بصورتِ جمع ھے. چنانچه جب علی الله زنده موروثی فردوسِ برین ھے تو اس اعتبار سے ھم سب اسماعیلی حوران و غلمان حضرتِ مولانا علی علیه السلام اور حضرتِ فاطمة الزهرا علیها السلام کی نورانی اولاد ھیں۔ (RBLP ۹۶۸)

مریم علیها السَّلام:

سورۂ انبیأ (۲۱: ۹۱)، سورۂ تحریم (۶۶: ۱۲) - فرج: علی الله نے مریم کے لئے دو طرح کا معجزه کیا تھا، علی الله تعالیٰ نے مریم کو اسمِ اعظم بھی عطا کیا تھا (سمعی عروس) اور نورانی دُلہن (لمسی عروس) بھی بنا لیا تھا. لہٰذا حضرتِ عیسیٰ کا سنگم جنم ھوا: جسمانی بھی اور نورانی / روحانی بھی. کتابِ سرائر (ص ۲۰۱) میں حضرتِ عیسیٰؑ کی دو پیدائشوں کا ذکر ھے! **فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا** کے معجزے میں صدفِ پاک کے ساتھ ساتھ دونوں کان بھی شامل ھیں، کیونکه حضرتِ آدمؑ کے لئے دونوں کانوں میں روح پھونکی گئی تھی (۱۵: ۲۹،۳۸: ۷۲). اور یه ایک مسلّمه حقیقت ھے که جب صورِ اسرافیل بجتا ھے تو دونوں کان میں ملا کر پریشر کے ساتھ بجتا ھے یعنی یاجوج وَ ماجوج کا عظیم لشکر دونوں کانوں میں داخل ھوتا ھے. لہٰذا

نَفَخَ میں دونوں اشارے موجود ھیں.

- چونکہ مریمؑ نے عیسٰیؑ کو دو بار یعنی جسمانی اور نورانی طور پر جنم دیا یہی وجہ ھے کہ اُس کا دردِ زہ دُگنا ھوگیا اور اُسی شدید درد کی وجہ سے اُس نے کہا: اے کاش! اس حالت کو دیکھنے سے پہلے مَیں مر چُکی اور بھولی بسری ھوتی.

- کتابِ سرائر، صفحہ ۲۰۱ میں واضح طور پر درج ھے کہ حضرتِ حبیب النَّجار سے حضرتِ مریمؑ کی شرعی شادی ھوئی تھی اور حضرت مریمؑ کی اُس زمانے کے مطابق جو شرعی نکاح ھوئی تھی اُس میں مہر کے طور پر کیا کچھ دیا گیا تھا. اس ظاہری قصّے سے حضرتِ عیسٰیؑ کی پیدائش کا منطقی اور عقلی قانون بنتا ھے. علاوہ بران یہاں عقلی شریعت کا اشارہ موجود ھے اور وہ یہ کہ علی اللہ نے حبیب النَّجار کو اپنی نورانی تجلّی بنا لیا تھا اور علی اللہ نے حبیب النَّجار کی نورانی صورت اختیار کر کے حضرتِ مریم سے نورانی شادی کرلی تھی. سورۂ آلِ عمران (۳: ۳۷) – مریم کو نبات کی طرح اُگایا.

- سورۂ مُومِنُون (۲۳: ۵۰–۵۱) – رَبّوہ میں عیسٰیؑ اور مریمؑ کو نورانی تالاب بنانے کا ذکر ھے اور آیت ۵۱ میں علی اللہ تمام پیغمبروں کو ایک ساتھ مخاطب کرتا ھے چنانچہ مریم بھی پیغمبر ھو جاتی ھے.

- سورۂ مریم (۱۹: ۱۷–۱۸): یہاں علی اللہ نے سابقہ شریعت کی جگہ پر عقلی شریعت کا نفاذ کیاجس کے تحت علی اللہ نے مریم کے ساتھ ساتھ حوران کو بھی اپنی عروسان اور زندہ بہشت بنا دیا، فرشتہ اور پری بنا کر پوشیدہ کیا، اور گوھر زا بنا کر عالم میں پھیلا دیا.

مَصَابِیُح:

سورۂ مُلک (۶۷:۵) تاویل: ’’ اور بیشک ہم نے قریب کے آسمان کو زینت دی ہے‘‘. قریب کے آسمان اس نسبت سے ہیں کہ وہ معمور = آباد ہیں، کہ بہشت کے بنگلے اُسی میں ہیں، یعنی تمام جماعت خانے، تمام حوران و غلمان، تمام مومنین، تمام عاشقانِ علی اللہ، تمام دوستانِ علی اللہ بنگلوں کے ساتھ اس آسمان میں بھرے ہوئے ہیں. اور **مَصَابِیُح** = چراغان سے مراد یہ کہ تمام بنگلوز علی اللہ کے نور سے چمک رہے ہیں. اور یہاں سے شیاطین کو مار بھگانے کا انتظام بھی ہے.

معجزاتِ عظیم:

یہ بندۂ درویش جو نمائندۂ خانۂ حکمت بھی ہے، کے لئے علی اللہ کے جو جو قرآنی معجزات ہوئے ہیں اُن معجزات میں ہم سب ایک ہیں. مثال کے طور پر:

- سورۂ نسآء (۴:۱) کے مطابق نفسِ واحدہ کا جو معجزہ اس بندۂ خاکسار کے لئے ہوا اُس میں تمام نفوسِ پاکان ایک ہیں.

- حضرتِ اسماعیل ذبیح اللہ کی ذبحِ عظیم (۳۷:۱۰۱-۱۰۷) کا واقعہ جو بمقامِ تاشغورغان پیش آیا، اس میں ایک کھرب زندہ باغاتِ بہشت کا معجزہ ہم سب کے لئے ہے.

- بحوالۂ سورۂ انعام (۶:۱۲۲) اسمِ اعظم کے معجزۂ نور میں بھی ہم سب کی وحدت ہے.

- تنازعۂ ہابیل و قابیل کے نتیجے میں ایک نفس کو زندہ کرنے سے ساری انسانیت کی وحدت ہونے کا جو معجزہ ہے (۵:۳۲)، وہ بھی خانۂ حکمت کے حق میں ہے.

- بحوالۂ سورۂ مومن (۴۰:۷) عرشِ وحدت میں تمام نفوسِ خانۂ حکمت ایک ہو گئے ہیں.

- سلطانِ اعظم علی اللہ کے حکم سے جماعت خانہ اور جماعت مل کر ذکر کرنے لگا!

- گھر کی چھت میں ایک شگاف پڑ گیا اور وہ دونوں طرف سے بڑا ہو گیا اور شگاف میں آسمان سے ایک بڑا جہاز داخل ہو گیا اور ان کی بات چیت سے معلوم ہوا کہ جہاز کا سٹاف ہونزا والے تھے!

- اور آتشِ سرد کا معجزہ، رباب کا معجزہ، سلطانِ اعظم و سلمانِ اعظم کے معجزات، عبد الاحد کا معجزہ، خوشبو کا معجزہ، پانی پر ظہورِ عرش کا معجزہ، سفرِ مغرب کا حکم، آپ میری کتابوں کو دیکھیں یقین ہے نامۂ اعمال میں جملہ اَحوال درج ہوں گے.

معراج:

سورۂ بنی اسرائیل (۱۷:۱) – رسولِ کریم کا سفرِ معراج بیت الحرام سے بیت المقدس تک تھا، اس کے بعد آسمان = عرشِ اعلیٰ کی طرف جانا ہے. **مَسْجِدُ الحَرام = الحیّ** اور **مَسْجِدُ الْاَقْصٰی = الْقَيُّوم ہے، پھر عرشِ اعلیٰ کی بُلندی ہے.**

دائرۂ اعظم میں واقعۂ معراج:

سورۂ نجم (۵۳: ۱–۹)

تاویل: علی اللہ تعالیٰ کی یہ پاک سنت رہی ہے کہ وہ ہر بڑے واقعے کی عظمت و بزرگی اور اہمیت کو سمجھانے کے لئے قسم کھاتا ہے. یہاں ستارے سے خود رسولِ کریمؐ اور واقعۂ معراج مراد ہیں کہ جس میں تصورِ دائرۂ اعظم کے مطابق عروج و نزول یکساں ہیں. چنانچہ ارشاد ہے: اور ستارے کی قسم! کہ جب دائرۂ اعظم کی نورانیت میں وہ ایک اعتبار سے نیچے

سے اوپر کی طرف پرواز کرتا گیا اور واپسئ سفر اوپر سے نیچے کی طرف پرواز کرتا گیا. اور تمہارا صاحب = رفیق اس سفرِ معراج میں نہ تو گمراہ ھوا اور نہ ہی بھٹکا. اور وہ خواہش نفسانی کی بات ہرگز نہیں کرتا مگر وہ جو اس کو وحی ھوتی ھے. اور اس کو سکھایا شدید قوت والے جبرائیل نے. اور یہ جبرائیل **ذُوْ مِرَّةٍ = بار بار آنے والا** ھے.

دائرۂ اعظم میں سفرِ رسول ایک مثال میں عروج کی طرف تھا اور دوسری مثال میں نزول کی طرف، کیونکہ خدا کا عالمگیر نور جو ھمہ جہت ھے، اُس میں عروج اور نزول دونوں یکسان ھیں. جیسا کہ ارشادِ باری تعالٰی ھے بحوالۂ سورۂ تین (۹۵:۴-۵) یعنی تخلیقِ انسان کے منازل ایک طرف سے عروجی ھیں اور دوسری طرف تکمیل کے لحاظ سے عروج سے نزول کی طرف ھیں. تاہم اس دائرۂ اعظم کے اعتبار سے عروج کی طرف جانا یا نزول کی طرف آنا دونوں پروازیں برابر ھیں اور یہ الٰہی سائنس کا حصہ ھے. (RB ۱۰۱۹)

معرفت:

سورۂ مُحمّد (۴۷: ۶) - حصولِ جنّت کی شرط معرفت ھے

سورۂ بنی اسرائیل (۱۷:۷۲) - تاویل: جو اس جہاں (زمانۂ نبوت = دورِ ستر) میں اندھا رہا، وہ (حوران و غلمان= دورِ کشف) کی بہشت سے بھی اندھا رھے گا!

تاویل: اور جو شخص اِس جہاں = دورِ نبوت میں اندھا رھے، وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رھے گا، اُس کو نہ بہشت ملے گی اور نہ دیدار ھوگا، وہ کچھ نہیں دیکھ سکے گا اور وہ گمراہ ھوگا.

مَغَانِمَ كَثِيْرَةً:

بحوالۂ سورئہ فتح (۴۸:۲۰): "**وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا**"

نورانی = کشفی تاویل: یہ پاک فرمان وعدۂ الٰھی میں سے ایک خاص ارشاد ھے، کہ جس میں زمانۂ رسول میں تھوڑے سے مالِ غنیمت کا نمونہ اس لئے پیدا کیا گیا تاکہ آگے چل

کر بڑے پیمانے پر روحانی مالِ غنیمت عطا کیا جائے. یہ روحانی مالِ غنیمت حوران و غلمان کی صورت میں ہے، جو مثلِ قائم، زندہ قرآن اور زندہ بہشت کی حیثیت سے آپ کے لئے کام کرتے ہیں. جس طرح ظاہری حکومت میں جس قدر مین پاور = افرادی قوت زیادہ ہو، اُس قدر وہ حکومت بہت کامیاب ہوتی ہے، بالکل اسی طرح آپ کی بہشت میں جتنی حوران و غلمان کی کثرت ہوگی، اُتنی زیادہ آپ کی عزت و مرتبت اور آپ کی بادشاہی میں وسعت ہوگی. چونکہ فتح زمانۂ آغاز سے چلی آئی ہے، لہٰذا اس دائرۂ حوران و غلمان میں یگانہ و بیگانہ دونوں شامل ہیں. (RB ۱۰۰۵)

بحوالۂ سورۂ فتح (۴۸:۲۰): "وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً"
نورانی = کشفی تاویل: مذکورہ ارشاد کے بموجب زمانۂ رسول میں بہت کم مالِ غنیمت ملتا تھا، مگر دورِ قائم میں مغانِمَ کثیرہ کا وعدہ ہے. مَغَانِمَ کثیرة سے کوئی دنیوی مال و متاع مراد نہیں، بلکہ اس سے مراد دورِ قائم کے حوران و غلمان ہیں، خصوصاً حورانِ پُرنور، کہ دنیا کی تمام خواتین علی اللہ کی دُلہنوں کی طرح ہو جائیں گی اور اُن میں تمام مومنین و مومنات کے لئے علی اللہ کے پاک دیدار کا معجزہ ہوگا. (RB ۱۰۹۸)

مقابلے کی چار آیات:

۱. سورۂ آلِ عمران (۳:۱۳۳) — **وَسَارِعُوْا** = جلدی کرو
۲. سورۂ حدید (۵۷:۲۱) — **سَابِقُوْا** = سبقت حاصل کرو
۳. سورۂ ذاریات (۵۱:۵۰) — **فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ** = علی اللہ کی طرف دوڑ پڑو
یہاں دوڑنے کا اشارہ پاپیادہ نہیں، بلکہ الٰہی سائنس کے تحت نورانی گھوڑوں کی پرواز کا اشارہ ہے.
۴. سورۂ بقرہ (۲:۹۴) — **فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ** = موت کی تمنا بھی مقابلے کی ان آیات میں شامل ہے

کیونکہ آرزوئے موت میں منزلِ عزرائیلی سے گزر کر نفسانی طور پر مر جانا خود سب سے بڑا مقابلہ اور عالمی فتح ھے۔ (RB ۹۷۶)

- تاویل: بہشت کے حُصول میں سبقت کا حکم بہشت کا کُلِّ عالم پر مُحیط ہونا ھے۔ علی اللہ کے فضل و کرم سے حوران و غلمانِ خانۂ حکمت نے ۱۹۵۱ کی عالمی فتح میں ایسا ہی کیا ھے۔

- یہ وہ آیات ھیں جو مقابلے کے طور پر ھیں۔ سَابِقُوْا اور سَارِعُوْا، ان دونوں آیتوں کا مفہوم ایک جیسا ھے۔ یعنی ان دونوں میں بھشت کے مقابلے کی بات ھے اور بھشت صرف قائم شناسی = علی اللہ کی معرفت ہی سے حاصل ھو سکتی ھے، کیونکہ لفظِ مُتَّقِیْن کا اطلاق صرف قائم شناسان پر ھوتا ھے۔ پس جو عاشقانِ علی اللہ سَابِقُوْا اور سَارِعُوْا کے قانون کے مطابق آسمانوں اور زمین کے برابر بھشت کو جیت لیتے ھیں تو اُن کو دوسروں کے لئے بھی حصّہ مل سکتا ھے، کیونکہ یہاں ایک کھرب زندہ باغاتِ بھشت کو جیتنے کا تصور ھے۔ (RBLP - ۱۴۷)

مَقَامِ مَحْمُود:

سورۂ بنی اسرائیل (۱۷: ۷۹) – **مَقَامِ مَحْمُود**= نورانی تالاب =رسول کے لئے علی اللہ کا دیدار ھے= نُفُوسِ خانۂ حکمت کے لئے نورانی دیدار ھے۔

مَلَکُوت:

(۲۳: ۸۸؛ ۶: ۷۵؛ ۷: ۱۸۵؛ ۳۶: ۸۳) فرشوں کا عالم، یہ بہت بڑی اصطلاح ھے۔ علی اللہ کی عظیم سلطنت کا عالم۔ پاک علی اللہ خود زندہ بہشت ھے اور وہ بہشت کا عظیم عالم ھے اور اسمیں علی اللہ کے سب عاشقان ھیں۔ تمام حوران و غلمان جو علی اللہ کے عاشقان ھیں عالمِ ملکوت میں ھیں!

ملکۂ بلقیس:

سورۂ نمل (۲۷: ۲۳) تاویل ۱ : قصۂ بلقیس کی تاویلی حکمت کے مطابق حضرتِ سلیمانؑ نے ملکۂ بلقیس جو آفتاب پرست تھی، کو اُس کی عظیم بادشاھی کے ساتھ اپنی حورِ پُرنور بنا لیا تھا، اور اسی حکمتِ بالغہ کی روشنی میں ھمارے لئے یہ حقیقت دلنشین ھو گئی کہ علی اللہ نے لاکھوں حوران کو اپنی معرفت کے ساتھ حورانِ ملکۂ سبا بنا لیا ھے، جن کی بادشاھی ملکۂ بلقیس کی بادشاھی سے بہت عظیم ھے، جب کہ (۲۱: ۱۰۷) **وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ** (۲۱: ۱۰۷) کے ارشادِ قرآنی میں علی اللہ کی یہ رحمت عام ھے. چنانچہ ھمارا حسنِ ظن یہ ھے کہ علی اللہ نے اپنی عنایتِ بے نہایت سے دنیا کی بے شمار حوران کو مثلِ قائم، زندہ قرآن، اور زندہ بہشت بنانے کے لئے عرشِ وحدت بنا لیا ھے، اور اَلْحَمْدُ للہ خانۂ حکمت میں ایسی شاھنشاہ حوران بڑی تعداد میں ھیں. یاد رھے کہ یہاں ملکۂ بلقیس کے عرش کو **عَرْشٌ عَظِيْمٌ** کہا گیا ھے (۲۷: ۲۳) اور علی اللہ کے عرش کا نام بھی **عَرْشٌ عَظِيْم** ھے (۲۷: ۲۶). (RB ۹۴۳)

تاویل ۲: حضرتِ ھُد ھُد کی اطلاع پر جب حضرتِ سلیمان علیہ السلام نے اپنے اکابرین سے سوال کیا کہ آپ میں سے کون ملکۂ سبا کے تخت کو پیش کرے گا؟ تو اس پر عفریت نامی جنّ نے اپنی پیشکش کی. لیکن آصف بنِ برخیا جو وزیرِ سلیمانؑ بھی تھا اور جس کے پاس خداوندِ قیامت کا ایک خاص پوشیدہ علم بھی تھا، اُس نے سبقت حاصل کی اور بجائے ملکۂ سبا کے تخت کو پیش کرنے کے اُس نے حورانِ پُرنور کے ایک خاص راز کو فاش کیا اور وہ راز یہ تھا کہ حضرتِ سلیمانؑ کے پاس جو ایک ہزار حوران ھیں وہ دراصل ملکۂ بلقیس ہی کی کاپیاں ھیں، جن کی روحانیت میں ملکۂ بلقیس ہی کی طرح عرشِ عظیم ھے. سُبحان اللہ! اَلْحَمْدُللہ! آج علی اللہ کی توفیق اور عنایت سے جملہ حورانِ پُرنورِ خانۂ حکمت کی روحانیت میں وہی عرشِ عظیم موجود ھے، جس کی بدولت وہ تمام مثلِ قائم، زندہ قرآن، اور زندہ بہشت ھو چکی ھیں. مبارکباد! مبارکباد! (RB ۹۸۹)

مُلُوک:

سورۂ مائدہ (۵:۲۰)؛ سورۂ اعراف (۷:۱۳۷): **جَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا** – علی اللہ نے موسیٰ اور ہارون کی تجلّی سے زندہ بہشت بناتے ہوئے بنی اسرائیل میں کئی روحانی= باطنی بادشاہ (مُلُوک) = شاہنشاہ بنا دئے.

مَلیکٍ مُّقْتَدِرٍ:

سورۂ قمر (۵۴:۵۵)– تاویل: تمام پرہیزگار لوگ = خانۂ حکمت کے لوگ باغاتِ *بہشت* میں ہیں ان میں سے *بہت* سارے زندہ *بہشت* ہو چُکے ہیں اور *بہشت* کی *نہروں* میں ہیں، *بہشت* کی *نہروں* سے مُراد علی اللہ کی انوار افشانی نورانی تالاب پر = یہ *بہشت* کی *نہریں* ہیں، اسمیں خاص آبادی ہے، اور باغاتِ *بہشت* اسی میں ہوتے ہیں. پس نُفوسِ خانۂ حکمت باغاتِ *بہشت* میں معرفت اور صدق کے درجات میں اپنے خداوندِ قیامت علی اللہ کی نزدیکی (**عِنْدَ مَلِیکٍ مُّقْتَدِرٍ**) یعنی نورِ وحدت میں عرشِ وحدت ہوچُکے ہیں تو علی اللہ ہو چُکے ہیں. مُباکباد! مُبارکباد! مَلِیک بروزنِ فعیل بمعنۓ فاعل = مَلِک بنانے والا، بادشاہ بنانے والا .

تاویل: سورۂ قمر کے اواخر میں علی اللہ ملیک = شاہنشاہ اور پرہیزگاروں کا یکجا ذکر ہے. اس کا تاویلی اشارہ یہ ہے کہ وہ کریمِ کارساز پرہیزگاروں کو موروثی زندہ فردوسِ بریں میں داخل کر کے اُن کو اپنے نورِ اقدس کی تجلّیات بنانے والا ہے. البتہ اس بابرکت کام کا آغاز دورِ کشف کے اس مرحلے میں دنیا ہی میں ہو چُکا ہے، جس کی دلیل وہ باسعادت حوران و غلمان اور خاندان ہیں جن کو ہم نے "ملیک فیملی" کا ٹائٹل دیا ہے.
(RB ۱۰۲۴)

مُنافق اور مومن:

سورۂ مُنافقون (۶۳:۱) – جب مُنافقین رسولِ اکرم کی رسالت کی *شہادت* دیتے ہیں تو خدا ان کی *شہادت* کو جھوٹ قرار دیتا ہے، کیونکہ *شہادتِ* رسول، *شہادتِ* ولایتِ علی اور حُبّ علی

کے بغیر نا مکمّل ھے جیسے تنزیل تاویل کے بغیر. اور منافق کی پہچان ہی علی سے دشمنی ھے، جیسا که ارشادِ نبوی ھے: **لَا یُحِبُّ عَلِیًّا مُنَافِقٌ – وَلَا یُبْغِضُهُ مُؤْمِنٌ**

کوئی منافق علی سے محبت نہیں کرتا، اور کوئی مؤمن علی سے بُغض نہیں رکھتا

(جامعِ ترمذی، حصۂ دوم، صفحات ۷۷۳–۷۷۴)

خدا ان کی شہادت کو ردّ کرتے ھوئے خود رسالت کی شہادت دیتا ھے اور ان کے نفاق کی مُذمّت کرتا ھے جس کی وجه سے یه دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ھیں، ارشادِ خداوندی ھے: **انَّ الْمُنٰفِقِينَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّار** (۴:۱۴۵) – یقیناً منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ھیں.

سورۂ کافرون (۱۰۹) – یه سوره کافروں کے بارے میں ھے

موت و حیات:

سورۂ مُلک (۶۷:۱–۴) علی الله قادرِ مُطلق نے جس طرح حیات کو پیدا کیا ھے اسی طرح موت کو بھی حیات کی کیفیات میں پیدا کیا ھے. پس علی الله احسنُ الخالقین بڑا بابرکت ھے، جس نے تمہاری ابتدائی زندگی جو موت کے برابر ھے اور پھر اسمِ اعظم سے ملنے والی حقیقی حیات کو پیدا کیا تاکه تم کو آزمائے که علم و عمل میں کون بہتر ھے، پس وہ ابتدائی زندگی کی موت کے بعد اسمِ اعظم سے انھیں ان کے نامۂ اعمال میں زندہ کرے گا، علی الله خود ھمارا نامۂ اعمال ھے. جو حوران و غلمان علی الله سے واصل ھوکر ملیک = شاھنشاہ ھو چُکے ھیں اُن کو جسمانی موت سے ڈرنا بڑی نادانی ھے. جو لوگ مثلِ قائم، زندہ قرآن اور زندہ بہشت ھوگئے ھیں اُن کو جسمانی موت سے ڈرنا بڑی نادانی ھے! شہید کے معنی گواہ = حاضر کے ھیں. شہید کو فنا فی الله سمجھو! کیونکه شہید خدائی ہستی میں حاضر ھے اور خدا کی وحدانیّت کا گواہ ھے.

❁ سورۂ بقرہ (۲:۹۴) تاویل: اے رسول! اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) سے کہو کہ اگر اُن کے نزدیک بہشت تماماً اُن کے نام پر ہے تو پھر وہ موت کی آرزو کریں، مگر وہ یہ تمنا نہیں کریں گے، کیونکہ اُن کے اعمال ایسے نہیں کہ وہ موت کی آرزو کریں. اس بندۂ ناچار کے لئے یہ معجزہ دو مرتبہ ہوا: پہلا بمقامِ تاشغور غان علامتی قربانی کی صورت میں اور دوسرا بمقامِ کاشغر عملی قربانی کے طور پر. ان جملہ واقعات سے مجھے آرزوئے موت ہوئی اور میری موت واقع ہوئی، اس طرح اُس ذاتِ پاک نے مجھے موت کی آرزو اور اس کی فضیلت سمجھا دی. قرآن میں بے شُمار اسرار ہیں. علی اللہ کے اولیاء کے لئے مَوت کی آرزو کرنے میں بڑی حکمت ہے. پہلے کبھی مَیں نے موت کی آرزو کر کے دیکھا تھا، علی اللہ کے پاک حضور سے لفظِ "رضوان" میں فرمان آیا تھا، آج بھی علی اللہ سے وہی درخواست ہے.

❁ اگر میں ضعیف العمری اور صحت کی ناچاری سے مر جانے کی فکر کرتا ہوں تو مجھے چاہئے کہ میں قرآنِ حکیم کی کسی آیت میں گم ہو جاؤں، جس میں میری بہشت بھی ہے، عزیزان بھی ہیں، وطن بھی ہے، آسمان بھی ہے، زمین بھی ہے، اور سب کچھ ہے. مثلاً سورۂ قمر کے اس ارشاد کو وظیفے کے طور پر پڑھنا، جس میں علم کے تختوں اور تجلّیات کی نہروں کا ذکر ہے: "**اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ - فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ**" (۵۴:۵۴-۵۵).

❁ رسول اللہ صلعم کا پاک ارشاد ہے: "**اَلْمُوْمِنُ لَا يَمُوْتُ اِلَّا يَنْتَقِلُ مِنْ دَارِ الْفَنَاءِ اِلٰى دَارِ الْبَقَآءِ**".
یعنی مومن نہیں مرتا ہے بلکہ دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر جاتا ہے.

❁ موت کی آرزو – سورۂ جُمعہ (۶۲:۶)

❁ سورۂ نبا (۷۸:۹): "**وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا**"

نورانی وقت سے کچھ قبل ایک نہایت شیرین اور خوشگوار خواب دیکھا، جس میں پُر سکون موت کا نمونہ تھا. اگرچہ موت اور خواب مخلوط تھے مگر یہ اس بات کی شہادت ھیں کہ اگر علی اللہ چاھے تو حضرتِ عزرائیلؑ خواب میں مہربان ھو سکتا ھے. جیسا کہ علی اللہ نے فرمایا: اور ھم نے تمہاری نیند کو تمھارے لئے باعثِ سکون بنایا، کیونکہ اس میں موت کا معجزہ ھے اور حدیثِ شریف ھے: اَلنَّومُ اَخُ الْمَوْتِ. نیند موت کی بہن ھے. چنانچہ اگر علی اللہ منظور فرمائے تو ھمارا یہ گمان ایک نیک خیال ھے، جیسا کہ میرا ایک پسندیدہ شعر ھے:

خیال "طائرِ برقی" ھے اے نصیرالدّین!
عظیم عطیۂ رحمان ھے خیال نہیں

اسماعیلی مذھب میں کارِ بزرگ کو بیت الخیال کہتے ھیں، خیال گویا ایک گھر ھے جو ترقی دینے پر بیت المعمور ھو سکتا ھے!

سورۂ عنکبوت (۲۹: ۶۴): "وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَھِیَ الْحَیَوَان"
تاویل: یقیناً آخرت کا گھر زندہ بہشت علی اللہ ھے

یہاں لفظِ حَیَوان آبِ حیوان = آبِ حیات کی طرح ھے. اس آیت کا مفہوم میرے ایک بروشسکی شعر میں کچھ یوں ھے:

مردہ قبرر اکی اُن تکُ لو پسوم عاشقہ رو!
دوستہ جسمُ لو دُکُوَر ڞا گنہ زندو لو ھرٹ!

یہ آیت ایسی ھے کہ اس کو ہمیشہ دعا اور وظیفے کے طور پر پڑھتے رہنا چاھئے.

﴿ سورۂ سجدہ (۳۲: ۱۱) تاویل: کہو کہ مَلَکُ الْمَوْت = موت کا فرشتہ = عزرائیل تم کو وفات دیتا ھے جو تم پر وکیل مقرر ھے۔ یہاں لفظِ وُکِّلَ خدا کے اسم اَلْوَکِیْل کے ساتھ ملا ھوا ھے: حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ (۳:۱۷۳)، اس بہترین وکالت میں وہ ھماری موت کا بھی وکیل ھے، یعنی جب ھماری روح منزل بمنزل فنا کی طرف چڑھ رہی ھوتی ھے تو اُسوقت علی اللہ کا دیدار ھوتا ھے اور علی اللہ کے دیدار سے ھم پریشر میں پڑتے ھیں اور بڑی قربانی کی طرف جاتے ھیں۔ شاید ناشکر گزار لوگوں کے لئے عزرائیل کے ذریعے جان نکلوائی جاتی ھوگی، لیکن خدا کے دوستوں کے لئے خدا ہی کافی ھے اور وہ خود ہی کام کرتا ھے، کیونکہ بھشت میں جہاں ہر نعمت ھے اور علی اللہ نے ہر چیز کو مسخر کر دیا ھے تو اس مسخر میں عزرائیل بھی ھے، لہٰذا عزرائیل کی وکالت علی اللہ کی وکالت کے ساتھ مل جاتی ھے اور علی اللہ یہ کام خود ہی کرتا ھے۔

<u>موروثی فردوسِ برین:</u>

سورۂ مومنون (۲۳: ۱۰-۱۱): "**اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوٰرِثُوْنَ - الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ط ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ**" علی اللہ بذاتِ پاکِ خود زندہ بھشتِ فردوسِ برین ھے اور وہ خدائے مہربان حضرتِ آدمؑ سے شروع کرکے بلکہ اُس سے بھی پہلے تمام حوران و غلمان کو اپنی ذرّیت قرار دے کر اس زندہ موروثی بھشت کا وارث بناتا ھے، ساتھ ہی ساتھ اُنہیں آئندہ نسل کی صورت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ساکنِ بھشت بھی بناتا ھے۔

﴿ نفوسِ پاکانِ خانۂ حکمت نے جتنے اجتماعی جشن کئے ھیں ان کو علی اللہ قبض و بسط کے ذریعے اور بھی وسیع کر کے بھشت میں شامل کرتا ھے، اور ہر شخص کا نامۂ اعمال بھی بھشت کا حصہ ھے، اور گھروں میں جس قدر ذکروعبادات ھوتی ھیں وہ بھی اور تمام جماعت خانے بھی موروثی بھشت کا حصہ ھیں۔ (الٰہی سائنس کی روشنی میں موروثی بھشت کی ایک نورانی تاویل ۲۱ نومبر ۲۰۱۵)

۞ یہ وہ زندہ موروثی بہشت ہے جو سات آسمان اور سات زمین (سبع طرائق، ۲۳:۱۷) پر محیط ہے، جس میں بحوالۂ آیۂ نور (۲۴:۳۵) علی اللہ زندہ بہشتِ فردوسِ برین کا نور کارفرما ہے، لہٰذا گمانِ غالب ہے کہ ان حوران و غلمان کے آباء و اجداد بھی اور اولاد بھی اس دائمی بہشت میں بہشت کی زندگی گزارتے ہوں. (RB ۹۴۵)

۞ دورِ کشف کے قائم شناس حوران و غلمان زندہ موروثی فردوسِ برین = سلطانِ اعظم علی اللہ اور سلمانِ اعظم علی اللہ کے وارث ہیں، اور وہ بحیثیتِ عیال اللہ اس زندہ بہشت کی وراثت میں پشت در پشت رہنے والے ہیں. (RB ۹۶۱)

۞ بہشت ایک سلسلہ ہے، بہشت سے آگے بھی بہشت ہے اور بہشت کے بعد بھی بہشت ہے، یعنی کُلّی زندہ بہشتِ فردوسِ برین ایک ہے اور اس کے تحت بے شمار ذیلی بہشتیں ہیں، چنانچہ اگر اس سیارۂ زمین کی عمر ختم ہو جاتی ہے تو نئے سیارے میں زندگی کا آغاز ہوگا، اور اس کے تحت علی اللہ کے دوستان یہ چاہیں گے کہ تمام پسندیدہ مقامات، ممالک، اور شہروں میں ذیلی بہشت ہو. بس اسی تاویل کی روشنی میں ہمارا حسنِ ظن یہ ہے کہ وادئ ہونزا و نگر میں جگہ جگہ ذیلی بہشتوں کی امکانیت ہے.

۞ سورۂ ابراہیم (۱۴:۱۹-۲۰)

تاویل: اے رسول! کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ علی اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اس امکانیت کے ساتھ پیدا کیا کہ تم کو خلقِ جدید میں لے آئے. یعنی تمہارے اگلے اعمال اور اگلی بہشت اپنی جگہ پر برقرار ہو اور اُس کی جگہ نئی بہشت اور نئے اعمال کو لے آئے. کیونکہ موروثی فردوسِ برین (۲۳:۱۰-۱۱) کا قانون یہ ہے کہ ایک نہر بہشت سے گزرنا ہے، جس میں ہمارا بچپن، ہمارے والدین، ہمارے آباء و اجداد، ہمارے رشتہ دار، سب کچھ اُس بہشت میں بھی ہوں گے اور اس بہشت میں بھی، اس طرح ہماری بہشت میں وسعت پیدا ہو جائے گی. (RB ۹۴۸)

﴿ حکیم پیر ناصر خسرو (ق-س) نے بحوالۂ سورۂ کہف (۱۸) فرمایا ھے کہ لوگ کہف کو پتھر کا غار مانتے ھیں، حالانکہ یہ پتھر کا غار نہیں، نور کا غار ھے.

چنانچہ اس نورانی تاویل کے پیشِ نظر ھم علی اللہ کی تائید اور توفیق سے یہ اعلان کرتے ھیں کہ علی اللہ نے اپنے پاک معجزے سے ھونزا اور نگر کے تمام پہاڑوں میں نورانی بھشت کے غار تیار کر دئیے ھیں اور وہ قادرِ مطلق اپنے معجزۂ القابض اور الباسط کے مطابق ہرغار کو جتنی وسیع بھشت بنانا چاھے بنا سکتا ھے، حتٰی کہ اُس بھشت کو فردوسِ برین کی موروثی بھشت بنا سکتا ھے، اور اُس بھشت میں جتنے حوران و غلمان کو رکھنا چاھے رکھ سکتا ھے. یہ معجزۂ امکانیت اس لئے ھے کہ ھونزا و نگر کے درمیان پانی پر ظہورِ عرش اور کشتئ نوح کا سنگم معجزہ دیکھا گیا ھے. علاوہ برین پہاڑوں کے نورانی ھونے کا قرآنی ثبوت حضرتِ داؤد علیہ السلام کے قصے میں موجود ھے. یاد رھے کہ علی اللہ صاحبِ کن فیکون اپنا معجزہ وہاں کرتا ھے جہاں لوگوں کو گمان نہ ھو، تاکہ **لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا** ط کے ارشاد کے مطابق آزمائش ھو. اِنْ شَآءَ اللہ اس نورانی تاویل سے اصحابِ کہف کا سوال ایک زندہ بھشت کے نورانی بنگلے میں بدل جاتا ھے اور ھونزا و نگرکے پہاڑ کوہِ جودی (۱۱:۷) یعنی علی اللہ کے فضل و کرم کے پہاڑ بن جاتے ھیں.
(۹۴۷ RB)

﴿ سورۂ اٰل عمران (۳:۳۳-۳۴) تاویل: ان دونوں آیات میں سلسلۂ نورٌ علٰی نورٍ کا ایک عظیم دَور بنتا ھے جو دو طرفہ دائرۂ بھشتِ کُلّ کو ظاھر کرتا ھے. جیسے حضرتِ آدمؑ سے شروع کر کے حضرتِ خاتمؐ تک اوپر سے نیچے کی طرف اور پھر حضرتِ خاتمؐ سے اوپر کی طرف حضرتِ آدمؑ تک اور اسی طرح **ذُرِّيَّةً م بَعْضُهَا مِنْ م بَعْضٍ** میں بھی دو طرفہ ذُرّیت کا اشارہ ھے.

چنانچہ دورِ کشف کی نورانی تاویل کے مطابق سلسلۂ پاکان کا یہ دائرہ جس میں حضراتِ انبیاء و آئمّہ علیھم السلام کا دو طرفہ پاک سلسلہ اور پاک ذرّیت شامل ھے، زندہ نورانی فردوسِ برین ھے

جو پشت در پشت موروثی بهشت کہلاتی ھے (۲۳: ۱۰-۱۱). لہٰذا جن خوش نصیب حوران و غلمان کو یه شناسا بهشت عطا هوتی ھے (۴۷: ۶) تو وه کہتے هیں که یه تو وہی بهشت ھے جو هم کو قبلاً عطا هوئی تهی (۲: ۲۵). (RB ۹۷۴)

مونوریالٹی (Monoreality):

سورۂ حجر (۱۵: ۲۱) - یه اس حقیقت کی گواه ھے که ہر چیز علی الله کے خزانے سے آتی ھے، جس کا ریکارڈ علی الله کے پاس موجود ھے. پس جو روح اس دنیا میں آتی ھے وه اپنے کُلّ سے منقطع هوکر نہیں آتی بلکه ایک کاپی یعنی تجلّی کی حیثیت سے آتی ھے. پهر جب وه روح واپس لوٹتی ھے تو مر نہیں جاتی بلکه علی الله کی دیگر تجلّیات میں زنده هوجاتی ھے، جب که علی الله کی تجلّیات بہت زیاده هیں. میرے ایک بروشسکی شعر کے مطابق علی الله کی تجلّیات سو لاکھ سے بهی زیاده هیں بلکه ایک مثال میں ایک کهرب تجلّیات هیں. لہٰذا روح جو علی الله کی تجلّی میں اس دنیا میں آتی ھے وه علی الله کی انہی تجلّیات میں ہمیشہ زنده رهتی ھے. لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَيُدْرِكُ الْاَبْصَار (۶: ۱۰۳) ترجمه: نگاہیں اس کو نہیں پا سکتی هیں اور وه تمام نگاهوں کو پالیتا ھے. ایسے میں موت کا تصور ختم هو جاتا ھے. یه آیت بهی علی الله کی تجلّیات کے بارے میں ھے.

نٓ وَ الْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ:

سورۂ قلم (۶۸: ۱-۲):

تاویلِ اوّل: قسم ھے نون (دوات) کی اور قلم کی! اور ان دونوں سے جو کچھ لکھتے هیں اُس کی قسم! اے رسول! آپ اپنے پروردگار کی نعمتِ وحی میں مجنون نہیں هیں.

تاویلِ دوم: قسم ھے صدفِ نورانی اور قلمِ پاک کی! اور ان دونوں سے بننے والی تحریرِ نورانی کی! اے رسول! آپ نورانی تالاب کی حکمتوں کو جاننے میں مجنون نہیں هیں.

تاویلِ سوم: قسم ھے زندہ فردوسِ برین کے حوران و غلمان کی! اور قسم ھے اُسی زندہ بھشت میں اُن حوران و غلمان سے پیدا ھونے والے نورانی لٹل اینجلز کی! اے رسول! قیامت کے دن یقیناً آپ اپنی اُمت کی کثرت پر فخر کرنے والے ھیں.

تاویل چہارم: قسم ھے اُن پاک اصدافِ نورانی کی جن سے احسن الخالقین (۲۳:۱۴) نے حضراتِ انبیاء و آئمّہ علیھم السلام کو پیدا کیا. اس آخری تاویل میں زمانۂ جاہلیت کی اُس رسمِ قبیح کا ازالہ ھے جس میں لوگ اپنی نوزائیدہ بچی کو زندہ درگور کر دیتے تھے. چنانچہ یہاں نون سے بھشتِ برین کی تمام پاک حوران اور قلم سے تمام پاک غلمان مراد ھیں. (RB ۹۳۸)

نامۂ اعمال:

سورۂ بنی اسرائیل (۱۷، ۷۱) تاویل: جس دن ھم تمام لوگوں کو اُن کے امام = قائم کی طرف شناخت کے لئے، حساب کتاب کے لئے بلائیں گے، اور جن لوگوں کو دائیں طرف = باطن اور روحانیت میں نامۂ اعمال دیا جائے گا وہ اپنی کتاب کو پڑھیں گے اور اُن پر ایک دھاگہ برابر بھی ظلم نہ ھوگا!

- نامۂ اعمال کا دستِ راست میں ملنا یعنی علی اللہ کا نورانی دیدار اور معجزۂ فنا فی اللہ.

- سورۂ حاقّہ (۶۹:۱۹)؛ سورۂ اِنْشِقَاق (۸۴:۷-۹) : جن خوش نصیب لوگوں کو نامۂ اعمال دائیں طرف یعنی روحانیت میں مل جائے گا وہ اپنا حساب آسانی سے کریں گے اور وہ شادمانی سے اپنے دوستوں سے کہیں گے کہ آؤ دیکھو میرے نامۂ اعمال کو! اس کا مطلب یہ ھوا کہ کامیابی کی صورت میں نامۂ اعمال دوسروں کو دکھانے کی اجازت ھوگی.

- یہ آیت اس بندۂ درویش کے بارے میں ھے، میرا نامۂ اعمال دائیں طرف یعنی باطن میں دیا گیا ھے

اور میں اپنے گروپ کی طرف آسانی اور خوشی سے آگیا ہوں. پس یہ بندۂ درویش ڈائمنڈ جوبلی سے شروع کرکے قیامت کی آخری منزل تک علی اللہ کے اذن سے اپنا نامۂ اعمال اپنے شاگردوں اور خاندان کو دکھا سکتا ہے! (RBLP ۱۰۵۱)

- اگرچہ میرا نامۂ اعمال کتابوں کی شکل میں ظاہر میں بھی ہے اور روحانی معجزات کی صورت میں باطن میں بھی ،مگر ہم باطن کو لیں گے، اس میں قرآنِ پاک کی بہت ساری آیات اس بندۂ درویش کے نامۂ اعمال سے متعلق ہو جاتی ہیں. (RB ۱۰۶۸)

- اس آیت کے دو بڑے مقاصد ہیں: ایک مقصد یہ کہ کچھ لوگ بہت ہی مطمئن ہیں، شادمان ہیں، اور وہ اپنی شادمانی اپنے احباب کو بتاتے ہیں. اور دوسرا مقصد یہ کہ بہشت میں جہاں بے شمار عجائبات ہیں وہاں ایک اعجوبہ یہ بھی ہے کہ آپ اپنے دوستوں کے نامۂ اعمال کو پڑھ سکتے ہیں، کیونکہ بہشت میں کوئی چیز پوشیدہ نہیں، ہر چیز ظاہر ہے۔

- تمام جشن جو نُفوسِ خانۂ حکمت نے مشرق و مغرب میں انجام دئے ہیں یہ خانۂ حکمت کا مجموئی نامۂ اعمال ہے! اعمال ریکارڈ کرنے کا یہ کام اب علی اللہ زندہ نورانی مووی سے کرتا ہے.

- پس ایک درویش اُستاد کی حیثیت سے مَیں اس بات کو قبول کرتا ہوں اور اپنے عزیز شاگردوں کو بہت سے معنوں میں کہتا ہوں کہ آؤ دیکھو اور پڑھو میرے نامۂ اعمال کو اور اپنی اسی کتابِ اعمال سے ہر بار ایک نئی حکمت کو بیان کرتا ہوں. البتہ اس سے زیادہ بھاری بوجھ جو بڑے بڑے القابات کی صورت میں ہیں، اُن کو اُٹھانا اس ضعیف ا لعمر درویش کے لئے انتہائی مشکل ہے. (RB ۱۰۲۶)

- سورۂ اعراف (۷:۷) ”ہم علم کے ساتھ حاضر تھے غائب نہیں تھے“

اس میں بڑی عجیب منطق ھے کہ علی اللہ کے دفتر میں ہر چھوٹی بڑی چیز ریکارڈ ھے جیسے سورۂ کہف (۱۸: ۴۹) میں فرمایا گیا "اَحْصٰھَا" یعنی یہ کیسا عجیب نامۂ اعمال ھے جو ہر چھوٹی اور بڑی بات کا اِحصا کرتا ھے، یعنی تمام باتوں کو گھیر لیتا ھے.

- سورۂ نسآء (۴: ۱۲۶) "اور آسمان و زمین کی ہر چیز علی اللہ ہی کے لئے ھے اور وہ ہر چیز پر محیط ھے" تاویل: جہاں علی اللہ محیط ھے وہاں آسمان و زمین کی کوئی چیز اُس سے پوشیدہ نہیں، یعنی ہم جس حالت میں بھی ھیں وہ اُس کے ریکارڈ میں محفوظ ھے، اس اسمِ محیط سے کوئی چیز باہر نہیں ہماری دنیا و آخرت، ہماری اولاد و احفاد، ہمارے اقوال و اعمال، ہمارا عشق و شوق، الغرض تمام چیزیں گھیری ہوئی ھیں. علی اللہ کو محیط کہنے میں بہت بڑا فائدہ ھے کہ حورانِ پرنور اسی احاطۂ نور میں پرواز کر سکتی ھیں.

- نامۂ اعمال کے لئے مختلف قرآنی الفاظ یہ آئے ھیں:
۱. علّیّین (۸۳: ۱۸)
۲. ملیک = شاھنشاہ (جو سب سے آخری درجے کا نامۂ اعمال ھے) (۵۴: ۵۵)
۳. عرشِ وحدت (۴۰: ۷)
۴. سات آسمان، اور سات زمین (۶۵: ۱۲)
۵. زمین میں خلافت (۲۴: ۵۵)

- سورۂ مطففین (۸۳: ۱۸-۲۰): علی اللہ کے دوستان کا نامۂ اعمال علّیّین میں ھے. یہ چار اصول = عقلِ کُلّ، نفسِ کُلّ، ناطق اور اساس ھیں، یعنی علی اللہ خود ھے، جس میں تمام مقرّب فرشتے حاضر ہوتے ھیں.

﴾ سورۂ حآقه (۱۹:۶۹)

تاویل: اور جس کو کتابِ اعمال داہنی طرف سے عطا ہوگی یعنی نامۂ اعمال باطنی یا سرّی اعتبار سے دیا جائے گا تو وہ کہے گا: آؤ دیکھو پڑھو میرے نامۂ اعمال کو. یہ واقعہ دورِ قیامت کا ھے کہ جب دنیا بھر میں نامہ ہائے اعمال کا مقابلہ ھوا تو نفوسِ خانۂ حکمت کی کامیابی ھوئی اور انہوں نے اپنے غریب استاد کی کتابوں کو بڑے بڑے اداروں میں پیش کیا اور اعلان کیا کہ آؤ دیکھو اور پڑھو اس کتابِ اعمال کو.

نعمتیں:

سورۂ مائدہ (۵:۶۵–۶۶)– تاویل: یہاں ان روحانی اور نورانی نعمتوں کا ذکر ھے جو مومنین کو اُن کے سروں کے اوپر اور پیروں کے نیچے سے مہیا ھوتی ھیں۔ یہاں ایک بہت بڑا انکشاف یہ ھوا ھے کہ علی اللہ روحانی اور نورانی رزق کو یاجوج وَ ماجوج کے سُرخ ذرّات کے ذریعے مہیا کرتا ھے، کہ ان لشکرِ ذرّات کو نور بنا کر ان کو مومنین کے پیروں سے گزار کر عرشِ اعلیٰ تک بلند کرکے اسی میں سے بھشت کے معجزات کرتا ھے. پس علی اللہ لشکرِ یاجوج وَ ماجوج جو کہ **اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ** ھیں، یہ وہ ذرّاتِ اوراح ھیں جن کو علی اللہ **کن فیکون** کی قوّت بنا کر بھشت کا رزق اور **جَنَّاتُ النَّعِيْم** بناتا ھے، جس میں سا رے معجزات ھیں، اور ساری قیامت بھی اسی میں ھے اور بھشت بھی اسی میں ھے.

نطفۂ مخلوط:

سورۂ دھر (۷۶:۱–۲) علی اللہ نے آدمِ اوّل اور حوّائے اوّل کو پیدا کیا، دونوں میں الٰہی نور کی تجلّی تھی. یہ بھشتِ ازل کے حوران و غلمان میں سے ایک جوڑا تھا، دونوں میں علی اللہ کا نور تھا. دونوں کے نطفۂ مخلوط سے انسان = آدم پیدا ھوا۔ اور جب اس دورِ اعظم میں سب لوگ اُمّتِ واحدہ ھوجائیں گے اور نورانی تالاب میں سب حوران و غلمان کے جوڑے ھوں گے تو علی اللہ

آدم و حوّا کے لئے ایک جوڑے کا انتخاب کرے گا. سورۂ روم (۳۰:۳۰) کے مطابق یہی علی اللہ کی سُنّت ھے. یہ دینِ فطرت ھے اور علی اللہ کی خلق میں کوئی تبدیلی نہیں۔ اس پر غور کریں. سورۂ ملک (۶۷:۳) میں بھی غور کریں. **الْخلقُ عِیَالُ اللہ** کے مطابق نورانی ترقی کے آخر میں لوگ علی اللہ کی فیملی ھوجاتے ھیں۔

نطقاء:

بحوالۂ سورۂ مُلک (۶۷:۳) – تاویل: سات آسمانوں کی خلقت سے سات نطقاء کی وحدتِ روحانیت مراد ھے، جس میں سب سے پہلے حضرتِ آدمؑ کی تخلیق کو جاننا ھے. قصۂ نوحؑ میں ظہورِ عرش قائم اور طوفانِ نوح کو یکجا دیکھنا ھے. حضرتِ ابراھیمؑ میں حج کا اعلان اور آتشِ سرد کا معجزہ ھے. حضرتِ موسیٰؑ کے نو معجزات اور کوہِ طور پر علی اللہ کی تجلّی کا بیان ھے. حضرتِ عیسیٰؑ میں یدِ بیضا اور مُردوں کو جِلا بخشنے جیسے معجزات ھیں. رسولِ کریمؐ میں قصۂ معراج اور قرآنِ حکیم کا معجزۂ دائمی و عقلی ھے. اور آخراً خداوندِ قیامت میں پانی پر ظہورِ عرش کا معجزہ اور عقلی شریعت کی کارفرمائی ھے. سُبحان اللہ! سُبحان اللہ!

نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ:

سورۂ حاقّہ (۶۹:۱۳) تاویل: یہاں "**نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ**" میں اجتماعی ناقور کا ذکر ھے. آج تک ھم نے نفخۂ اوّل، نفخۂ دوم، آخری بگل وغیرہ کہا، مگر یہاں وحدتِ ناقور کی بات ھے، جس سے صَوتی وحدت مراد ھے، اور اس کے زیرِ اثر زمین کے ہل جانے (۶۹:۱۳)، پہاڑوں کے لرزنے (۶۹:۱۳) اور آسمان کے پھٹ جانے (۶۹:۱۶) کا تذکرہ ھے.

نفس:

- قرآنِ حکیم میں نفسانی ترقی کی تین بڑی منزلیں ھیں: **نفسِ امّارہ**، **نفسِ لوّامہ**، **نفسِ مُطمئِنّہ**.

سورۂ یوسُف (۱۲:۵۳) – **نفسِ امّارہ** – یعنی وہ نفس جو بار بار شر کی طرف مائل کرے یہ

نفس کی سب سے نچلی منزل ھے. اس سے اوپر نفسِ لوّامه ھے.

سورۂ قیامة (۲:۷۵) – **نفسِ لوّامه** – ملامت کرنے والا نفس. یه نفس کی درمیانی منزل ھے اور خداوندِ تعالیٰ نے اس کی قسم کھائی ھے. اور نفس کی آخری اور انتھائی بلند ترین منزل نفسِ مُطمئِنَّه ھے.

سورۂ فجر (۸۹:۲۷-۲۸) – **نفسِ مُطمئِنَّه** – اطمینان یافته نفس (RB ۸۹۹)
چنانچه دورِ کشف کے اعتبار سے نفسِ مُطمئِنَّه کی نورانی تاویل یه ھے که جو لوگ حورانِ پُر نور کو اعلیٰ درجات میں مانتے ھیں اُن کے لئے یہاں دعوتِ غور و فکر ھے که حوران کی کئی حیثیتیں ھیں: وہ فرشته ھو سکتی ھیں، وہ جنّ = پری پرواز ھو سکتی ھیں وہ روحِ مُطمئِنَّه ھو سکتی ھیں لہٰذا اُن کے مشاھدات کا ماننا ضروری ھے. (RB ۱۰۳۵)

نفسِ واحده = نورانی آدم:

سورۂ نسآٔ (۴ : ۱)
نفس عربی میں جان کو کہتے ھیں اور واحده بروزنِ فاعله یعنی ایک کرنے والا. اس اعتبار سے نفسِ واحده کے دو معنی ھوئے: ایک جان اور سب کو ایک جان کر دینے والا.

علی اللہ نے ۱۹۵۱ شہرِ کاشغر میں خانۂ حکمت کے نمائندے کو نفسِ واحده = آدمِ جدید بنا لیا اور اس وقت کی عالمی آبادی کے مُطابق دو ارب ساٹھ کروڑ نُفوس کے ذرّاتِ روح کو اس آدمِ جدید میں جمع کرتے ھوئے اس کی نورانی نسل قرار دیا، جبکه اس وقت آدمِ جدید کی حوّا ہنوز نہیں تھی، اس معجزے کے بعد حوّا پیدا کی گئی. علی اللہ نے حوّا کو رباب کی آواز سے پیدا کیا، لہٰذا اسماعیلی مذہب میں رباب کی آواز بہت مُقدّس مانی گئی. علی اللہ نے نُفوسِ خلائق کو نفسِ واحده سے پیدا کیا ھے.

میرے عالمِ شخصی میں علی اللہ نے اپنے پاک اسمِ اعظم سے = ایک جان سے = آدم سے دو اَرب ساٹھ کروڑ بنی آدم کو پیدا کیا، بعدازاں حوران میں سے ایک حور کے دل میں علی اللہ نے اپنا پاک عشق ڈالا اور اُس کو حوّا بنایا اور آدم و حوّا کو علی اللہ کی تجلّی عطا ہوئی۔

یہ خطاب کسی ایک گروپ یا کسی ایک مذہب سے نہیں بلکہ اُن تمام لوگوں سے ھے جو عالمِ ذرّ ھیں، کہ اے نفوسِ عالم! یا اے عالمِ ذرّ! اپنے پروردگار یعنی علی اللہ سے ڈرو کہ جس نے تم سب کو ظاھر اور باطن میں نفسِ واحدہ یعنی حوّا کے بغیر آدم سے پیدا کیا، اور اُسی آدم سے اُس کی بیوی حوّا کو رباب کی آواز سے پیدا کیا، اور ان دونوں سے بے شمار مرد اور خواتین کو پھیلا دیا. یاد رھے! **خَلَقَکُمْ** میں کُمْ کا خطاب جملہ ارواح سے ھے جو اُس علامتی آدم کی روحانی قیامت میں داخل و شامل ھوچکی تھیں، جیسا کہ ارشاد ھے: "**اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ هُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ**" (۲:۲۴۳). اے رسول! کیا آپ اُن لوگوں = ارواحِ یاجوج وَ ماجوج کو نہیں دیکھتے ھیں جو موت = صورِ اسرافیل کے ڈر سے ہزاروں کی تعداد میں اپنے گھروں سے نکل بھاگتے ھیں، اُس آدم کی طرف جس کو مذہب کی خاطر آدم بنایا گیا تھا. اشارہ آپ کے درویش استاد کی طرف ھے. (RBLP-۲۳۸)

چونکہ یہ ایک جامع الامثال آیت ھے، لہٰذا اس کی معنوی اہمیت کے پیشِ نظر پاک مولانا حاضر امام مظہر قائم جابجا اپنی تقاریر میں اس کا حوالہ دیتے ھیں، یہاں تک کہ آپ علیہ السّلام نے اپنی گولڈن جوبلی کے Emblem کے لئے بھی اسی آیت کا انتخاب کیا. اس عمل میں حقیقت شناس لوگوں کے لئے بہت سے اشارے ھیں.

سورۂ لقمان (۳۱:۲۸) - آج معجزات کے اس مرحلے میں علی اللہ نے تمام نفوسِ پاکانِ خانۂ حکمت کو نفسِ واحدہ بنایا ھے. یہ آپ کے لئے مباکبادی ھے!

آپ لفظِ خَلَق َاور بَعَث َمیں غور کریں، کہ جس طرح داعئ قیامت نے بارِ اوّل بلایا تھا، اسی طرح بارِ دوم بھی بلایا جائے گا، یعنی مر کر دوبارہ زندہ کیا جائے گا، جس کو قرآنی اصطلاح میں خلقِ جدید کہتے ھیں. اسی اعتبار سے ھونزا و نگر میں "جدید ھونزا" اور "جدید نگر" کے نام سے علی اللہ کی دعوت جاری ھے.

نفسِ واحدہ کے قرآنی حوالاجات:

سورۂ نسآء (۴:۱)

سورۂ اَنعام (۶:۹۸)

سورۂ اعراف (۷:۱۸۹)

سورۂ لقمان (۳۱:۲۸) (RB ۷۷۴)

نور:

سورۂ نور (۲۴:۳۵) : "**اللہُ نورُالسَّمٰوٰت و الاَرْض**" تاویل: علی اللہ کا نور (امامِ مُبین) وہ (لوحِ محفوظ = کُرسی [۲:۲۵۵]) ھے جو آسمانوں اور زمین پر مُحیط ھے، جس میں سب کُچھ ھے (۳۶:۱۲). علی اللہ کے نور میں ھفت آسمان اور ھفت زمین ھیں (۶۵:۱۲).

علی اللہ آسمانوں اور زمین کے باطن کا نور ھے پس نور علی اللہ خود ھے. "**نور**" علی اللہ کی صفات میں سے ایک صفت ھے جس کے ساتھ تمام صفات کی وحدت ھے، پس وہ زندہ بہشت ھے. تمام اسماء میں نور ھے. کلمۂ کُن کے مُطابق علی اللہ کے نور میں سب کچھ ھے. جب علی اللہ کے نور سے زمین منوّر ھوگی تو کلمۂ کُن سے اس میں بھی سب کچھ ھوگا.

اگر علی اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ھے، تو اس نور کے سمندر میں تیرنے والی کوئی مچھلی ھو تو یہ مچھلی دائیں بائیں اور اوپر نیچے اس طرح جا سکتی ھے جس طرح کوئی پرندہ ھوا میں

پرواز کرتا ھے. یہ مچھلی حوران ھیں، کیونکہ نورانی تالاب میں پانی نہیں ھے مگر نور ھے. اس نور کے پانی میں حوران دائیں بائیں اور اوپر نیچے بڑی مہارت سے شناوری کرتی ھیں. پس اگر مانا جائے کہ یہ کائنات یعنی سات آسمان اور سات زمین ایک بہت بڑا تالاب ھے اور اس تالاب میں علی اللہ کا نور ھے، تو حوران اس میں دائیں بائیں شناوری کر سکتی ھیں اور تِیر کی طرح نیچے سے اوپر کی طرف جا سکتی ھیں. یہ الٰہی سائنس کا ایک انکشاف ھے.

- **اللہُ نورُالسَّمٰوٰت و الاَرض** کے قانون کے تحت جب ہر چیز منوّر ھو جائے گی، تب رافعہ کے معنی میں اُن کو پرواز کے مختلف طریقوں یا بذریعۂ سیڑھی آسمان پر بلند کیا جائے گا، جس کی مستند دلیل رسولِ کریم صلعم کی پاک سنّت ھے کہ آپؐ معراج پر تشریف لے گئے تھے.

- **اللہُ نورُالسَّمٰوٰت و الاَرض** کے تحت ساری کائنات علی اللہ کے نور میں مستغرق ھے، جب کہ علی اللہ کا نور زندہ نورانی بھشت ھے، اور اس نورانی بھشت سے کوئی پہاڑ باہر نہیں. چنانچہ ھم علی اللہ پر توکّل کرتے ھوئے یہ کہہ سکتے ھیں کہ علی اللہ ھونزا اور نگر کے پہاڑوں میں زندہ بھشت کے نورانی بنگلے بنا رہا ھے. (RB ۹۳۱)

- یہ علی اللہ کے پاک زندہ نور کا دائرہ ھے، یہی دائرہ حضرت قائم (ع-س) کی عملی قیامت اور الٰہی گھوڑوں کی پرواز کا زبردست دائرہ ھے، اسی پاک دائرے میں تمام حوران وغلمان کی الٰہی سائنس کی پرواز ھوتی رہتی ھے، اور اسی دائرۂ نُور میں نورانی بھشت کے باغات اور تمام پرواز والے بنگلے ھیں، اس کو صرف علی اللہ کے حوران و غلمان کے سوا اور کوئی نہیں دیکھ سکتا، اور سورۂ انعام (۶:۱۲۲) کے مطابق علی اللہ نے جن حوران و غلمان کو برقی پرندہ بنایا ھے وہ اس میں سیاحت کر سکتے ھیں اور پرواز کر سکتے ھیں اور وہ اس سے فائدہ اُٹھا سکتے ھیں. علی اللہ نے اپنے ایک روحانی فرزند نصیر الدّین ذبیحُ اللہ کو بے مقصد قربان نہیں کیا ھے.

(آیۂ مصباح کی عجیب و غریب تاویل ۲۳ نومبر ۲۰۱۵ء)

❁ سورۂ حدید (۲۸:۵۷) – علی اللہ مومنین کے لئے ایسا نور مقرر کرتا ھے جس کی روشنی میں وہ چلتے پھرتے ھیں

❁ سورۂ انعام (۱۲۲:۶) – ترجمہ: ”ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ھم نے اس کو زندہ کردیا اور ھم نے اس کو ایک ایسا نور دے دیا کہ جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ھے....“
تاویل: یہاں **نُوۡرًا يَّمۡشِىۡ بِهٖ** میں چلنا اور پرواز کرنا دونوں شامل ھے، یعنی جسمِ لطیف میں لوگوں کی ارواح کو اپنے اوپر سوار کر کے بصورتِ پرواز لے جانا.
چونکہ یہ نورِ اسمِ اعظم اور نورِ معرفت نورانی بدن ھے جو علی اللہ کی شناخت رکھنے والے حوران و غلمان میں سے کسی کو بھی عطا ھو سکتا ھے لہٰذا گمان ھے کہ شاید اس بندۂ درویش کو بھی علی اللہ قادرِ مُطلق نے یہ نورانی بدن عطا کر دیا ھوگا یہی وجہ ھے کہ حضرتِ سارہ تاجِ خلیلی نے اپنے درویش اُستاد کو مورخہ ۱۲، دسمبر کو اپنے نورانی خواب میں جسِم لطیف میں دیکھا.
(RB ۹۷۳)

❁ سورۂ حدید (۱۲:۵۷) – جس دن مومنین ومومنات کا نور ان کے آگے اور دائیں جانب دوڑ یگا
تاویل: یہاں مومنین و مومنات کے ساتھ اُن کے نور کے دوڑنے کا ذکر ھے (**يَسۡعٰى نُوۡرُهُمۡ**) اور کشفی تاویل کے تناظر میں یہ مومنین و مومنات حوران و غلمان ھیں. جب یہ حوران و غلمان ھیں تو یہاں نور کے دوڑنے سے مراد نور کی پرواز ھے. کیونکہ نور جب دوڑتا ھے تو زمین سے لگ کر نہیں دوڑتا، بلکہ زمین سے بالاتر ھو کر دوڑتا ھے. یہ دوڑنا کسی نورانی پرندے یا نورانی گھوڑے کی پرواز کی طرح ھو سکتا ھے. اس سے معلوم ھوا کہ یہاں حوران و غلمان کی نورانی پرواز کی بات ھے.

❁ سورۂ یاسین (۲۰:۳۶) میں ھے کہ جب حضرتِ موسیٰؑ کے خلاف سازش ھو رہی تھی تو اُن کو آگاہ کرنے کے لئے دُور اُفتادہ مقام سے ایک شخص نور کے لباس میں دوڑتا ھوا آیا، یعنی پرواز

کرتا ہوا آیا، کیونکہ وہ جسمِ لطیف تھا اور جسمِ لطیف میں چلنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا بلکہ پرواز کی بات ہوتی ہے.

- سائنسدانوں کی تحقیق کے مطابق سورج کی روشنی کی رفتار تقریباً ۳۰۰،۰۰۰ کلومیٹر فی سیکنڈ ہے، اس حساب سے سورج کی روشنی تقریباً ۵۰۰ سیکنڈ میں زمین تک پہنچتی ہے.
جب مادّی سورج کی روشنی کی رفتار اس قدر تیز ہے تو علی اللہ کا نور اس سے بھی زیادہ تیزی سے کام کرتا ہے. (RB ۲۲ے)

- سورۂ توبہ (۹:۳۲) اور سورۂ صفّ (۶۱:۸) :ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کے اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بُجھا دیں مگر اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل کرئے گا ہرچند کے کافر ناخوش ہوں
تاویل: ۱۹۵۱ء کی روحانی قیامت میں چشمِ باطن سے دیکھا گیا کہ علی اللہ تعالیٰ = الحیُّ القیُّوم کسطرح اپنے پاک نور کو درجۂ کمال پر پہنچاتا ہے.

- سورۂ تحریم (۶۶:۸) : "رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْلَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ"

چونکہ یہ یوم الآخر ہے اور علی اللہ سے نور کے درخواست کرنے کا موقع ہے، لہٰذا ممکن ہے کہ اس دعا کو پڑھنے سے جسمِ لطیف کا کوئی انعام ہو، یا نورانی فون کا کوئی معجزہ ہو، یا علی اللہ نے اپنے رسول صلعم سے جو وعدے کئے ہیں وہ وعدے پورے ہو جائیں. جب علی اللہ نے حکم فرمایا ہے کہ آیاتِ نور پر ریسرچ ہو، تو اس طویل ریسرچ میں سے یہ ایک آخری دُعا لگتی ہے، جبکہ یہ دَورِ آخر ہے. لہٰذا آپ اس دُعا کو دل و جان سے گریہ و زاری کے ساتھ پڑھیں.

- حُوران و غلمان علی اللہ کے نور میں زندہ بہشت ہیں

- نور کا ذکر علی اللہ کا ذکر ہے اور دوستانِ علی اللہ کا ذکر ہے

◈ <u>خیمۂ نور</u>

علی اللہ کا زندہ نور آسمان اور زمین کا زندہ خیمۂ نور ھے. **"حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ"** (۵۵:۷۲). زمین کے تمام حوران و غلمان ان خیموں کی وجہ سے عرش تک بلند ھو جاتے ھیں، چونکہ یہ خیمے اُونچے ھیں. یہ خیمے علی اللہ کا زندہ نور ھے جو اپنے تمام عاشقوں کو عرش تک بلند کر رہا ھے. یہ زندہ نورانی خیمے علی اللہ کی عطا کردہ نورانی بہشت بھی ھے. ان میں فرشتوں کی نورانی پرواز ھے، لہٰذا ان خیموں کا نام عالمِ ملکوت بھی ھے. ایسے میں حوران و غلمان کا زمین سے آسمان کی طرف پرواز کا سوال پیدا نہیں ھوتا، کیونکہ ان خیموں میں نورانی پرواز ہی پرواز ھے. یہ علی اللہ کے پاک نور اور اسمائے عظام کی پرواز ھے. یہ پاک خیمے آسمان و زمین کے درمیان ہر جگہ موجود ھیں. علی اللہ کے اس انعام کا افتتاح حوران و غلمانِ خانۂ حکمت سے شروع ھو رہا ھے.

<u>نورانی تالاب:</u>

◈ سورۂ طلاق (۶۵: ۱۱-۱۲): نورانی تالاب کی وسعت ۷ آسمان اور ۷ زمین کے برابر ھے

◈ سورۂ کوثر (۱۰۸): نورانی تالاب میں لاانتہا خیرِ کثیر کے معنی ھیں. عروسانِ علی اللہ سب گوھر زا ھیں. (کوثر : کثرت سے مُبالغہ کا صیغہ ھے جس کے لغوی معنی بے انتہا کثرت کے ھیں)

◈ سورۂ صافات (۳۷:۱۰۷): تاشغورغان کا ایک بڑا نورانی خواب: میں نے دیکھا کہ مُجھ کو علی اللہ پاک نے ذبح کیا تھا. سر جُدا تھا اور تن جُدا. آسما ن میں جانبِ غرب نورانی تالاب کا نمونہ تھا جس میں بے شمار ذرّات چمکتے ھوئے نظر آتے تھے. یہ بے شمار ذرّات = لشکرِ ارواح = نورانی تالاب میں حوران و غلمان تھے. مَیں ذبح ھو کر مر چُکا تھا مگر عالمِ ذرّ میں ضروری احوال کو دیکھ رہا تھا، اور یہ چھوٹی قربانی، ذبحِ عظیم جو ۱۹۵۱ء میں ھوئی اس

کی تیاری کے طور پر تھی.

❖ نورانی تالاب کارخانۂ نور ھے، یہ علی اللہ کے اسمائے صفات کی انوار افشانی کا مقام ھے. علی اللہ نے حیدرآباد محلّہ شاہ آباد میں نصیر کو چھ سال کی عمر میں نورانی تالاب، ظاہری تالاب کی مثال میں دکھایا تھا. فرشتۂ بزرگ اور فرشتۂ ناقور دو پاک فرشتے تالاب کے کنارے جانبِ شرق جلوہ فرما تھیں. یہ یاد یادِ خدا کی طرح میرے دل میں محفوظ ھے. یہ وہ زمانہ تھا جب مشنری سبز علی نے مولا کے حکم سے ان علاقوں میں چھوٹے بچوں کے مکتب بنائے تھے.

❖ نورانی تالاب نورانی آئینہ ھے جس میں یہ معجزہ ھے، جس میں بے شمار تجلّیات بھی ھیں اور وحدت بھی ھے.

❖ علی اللہ نے حوضِ کوثر کو نورانی پانی کا تالاب بنایا ھے، یہ آئینۂ نورانی بھی ھے، یہ بہشتِ وحدت بھی ھے، یہ معجزاتِ حوران بھی ھے، یہ جوہرِ معجزاتِ بہشت بھی ھے، یہ خیرِ کثیر کا معجزہ بھی ھے، یہ منظرِ خاص بہشت بھی ھے، یہ دریائے گوہر بھی ھے، یہ تالابِ نور بھی ھے، یہ چشمۂ نور بھی ھے، یہ حورانِ گوہر زا بھی ھے، یہ تالابِ انور بھی ھے، یہ اعراف بھی ھے، شریعتِ عقلی کی امتحان گاہ بھی ھے، علی اللہ کا کارخانۂ نور بھی ھے، آئینۂ جمالِ حور بھی ھے، علی اللہ جمیل کی تجلّی بھی ھے، عرشِ اعلیٰ کی سیڑھی بھی ھے، اس کے بہت سے نام ھیں.

نورانی شادی:

❖ دورِ قیامت کی تمام حورانِ پُرنور عروسانِ علی اللہ ھیں. اس حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے چند دلائل اس طرح ھیں:

دلیل ۱ . حدیثِ شریف: " اِنَّ اللهَ جَمِیۡلٌ یُحِبُّ الۡجَمَال " . اس مقدس قول میں بیک وقت تمام حورانِ پُرنور سے نورانی شادی کر کے ان کو نظری دُلہن بنانے کا بیان ھے.

دلیل ۲ . بحوالۂ کتابِ سرائر حضرتِ مریمؑ کی ظاہری شادی حبیب النجار سے ہوئی تھی، ساتھ ہی عالمِ ملکوت سے علی اللہ نے بحیثیتِ فرشتہ حضرت مریمؑ کے پاس آکر فرمایا: مَیں تم کو ایک پاکیزہ لڑکا دینے کے لئے آیا ھوں اور یہ صاحبِ کلمۂ کن کا حکم ھے (۱۹:۱۷-۲۱). یہاں نورانی شادی کا بیان فَحَمَلَتۡهُ (۱۹:۲۲) میں ھے.

دلیل ۳. یہود و نصاریٰ نے کہا: " نَحۡنُ اَبۡنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ " (۵:۱۸). دورِ ستر میں علی اللہ کے بیٹے اور عزیزان ہونے کا دعویٰ ممکن نہیں تھا، یہ تصوّر صرف اور صرف دورِ کشف میں شریعتِ عقلی کے نفاذ کے بعد ہی ممکن ھے.

مذکورہ چند دلائل سے یہ ثابت ہوا کہ دورِ قیامت میں کوئی حُور علی اللہ کی دلہن ہونے سے مستثنیٰ نہیں ھے اور خانۂ حکمت کے تمام لٹل اینجلز علی اللہ کے بچے ھیں.

- رابعہ کو ولیّہ مانتے ھیں، ایک دفع اللہ تعالیٰ نے رابعہ سے فرمایا: تم شادی کیوں نہیں کرتی ھو؟ عرض کیا: یا مولا! یا مولا! آپ نے مجھے ولیّہ بنا لیا ھے، آپ حکم کریں مَیں آپ سے شادی کر لوں.

- علی اللہ سے نورانی شادی میں زیادہ حوران کا مقصد زیادہ گوھر زائی ھے، یعنی نورانی گوھر کو زیادہ حاصل کر کے دنیا روشن کرنا.

- فرعون جو ایک کافر ظالم بادشاہ تھا، اُس نے بنی اسرائیل کے تقریباً نوّے ہزار خوبصورت

اصیل بچوں کو اپنی جان بچانے کے لئے قتل کروایا تھا. بعد ازان خود ہی وقت آنے پر اپنے لشکر کے ساتھ ڈوب کر ہلاک ہوگیا تھا. پس علی اللہ نے چاہا کہ وہ نوّے ہزار خوبصورت بچّے جو حضرت یعقوبؑ کی نسل سے تھے، اُن کو زندہ کرنا چاہئے۔ حُسنِ اتفاق سے فرعون کی بیوی نے خداوند تعالیٰ کے حضور درخواست کی کہ اُس کو بہشت میں خدا کی ہمسائیگی میں ایک گھر بنا کر دیا جائے (۶۶: ۱۱) . خدا کے قریب گھر بنانے کا مطلب خدا کے ساتھ نورانی شادی کرنا تھا. چنانچہ علی اللہ نے اس درخواست کو منظور کیا، کیونکہ آسیہ زنِ فرعون کی حضرتِ موسیٰؑ کے لئے بیش بہا خدمات تھیں اور وہ فرعون کے عمل سے بیزار ہوچکی تھیں، لہٰذا علی اللہ نے آسیہ کی اس خواہش کو اس طرح پورا کیا کہ اُس کو نوجوان حورِ پُرنور بنا کر بہشت میں اُس کے ساتھ نورانی شادی کر لی اور نورانیّت میں اُن نوّے ہزار بچوں کو زندہ کیا.

لمسی شادی اور نظری شادی:

سورۂ زُخرف (۴۳: ۷۰-۷۳) تاویل: اے حوران و غلمانِ قائم القیامت! تم اور تمہاری دنیا کی ازواج اور بهشت کی ازواج اُس جنّت الفردوس میں داخل ہو جاؤ جو موروثی فردوسِ برین ھے جہاں بکثرت نورانی پھل مہیا ھیں جو باعثِ قوت اور لذّت ھیں.

یہاں "**تَلَذُّ الْاَعْیُنُ**" میں ایک خاص اشاراتی تاویل ھے وہ یہ کہ علی اللہ دو طرح سے نورانی شادی کرتا ھے: ایک لمسی شادی اور دوسری نَظَری شادی. لمسی شادی سے علی زادے اور علی زادیاں ھونے کا امکان ھے جبکہ نَظَری شادی شاہ دیدار کے لئے ھے یعنی اُن حورانِ پُرنور کے مبارک چہروں میں علی اللہ جمیل کا حسن و جمال اور پاک تجلّی ھو گی! سُبحان اللہ! سُبحان اللہ! یہ ایک خاص تاویل ھے!

نورانی صدف:

سورۂ قلم (۶۸: ۱، ۴۲-۴۳) علی اللہ نورانی صدف کی قسم کھاتا ھے،یہاں علی اللہ کے ہر عاشق کو صدفِ نورانی کے سامنے سُجود کا حکُم ھے. اس سے قائم شناسی کا امتحان مکمل ھو جاتا ھے.

نیا سیّارہ:

سورۂ انبیاء (۲۱: ۱۰۴ – ۱۰۵)

ظاہری سائنس کی تعریف اپنی جگہ پر ھے کہ انہوں نے NASA کے حوالے سے زمین ہی کی طرح ایک نئے سیارے کا انکشاف کیا ھے اور اُن کے مطابق وہ سیارہ ھمارے اس سیارے سے قدرے بڑا ھے۔ البتہ قرآنِ حکیم کی روشنی میں اگر جاننا ھے تو جہاں **وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ** (۲۷: ۱۶) اور **اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا** ؕ (۳۴: ۱۳) کا ذکر آیا ھے وہاں دو سلطنتوں کا یکجا اشارہ ھے: ایک حضرتِ داؤدؑ کی خلافت و سلطنت اور دوسرا حضرتِ سلیمانؑ کی بادشاھت و سلطنت. چونکہ داؤد و سلیمان کی سلطنت علی اللہ کی سلطنت ھے لہٰذا موجودہ وقت میں جو قیامت کا آخری زمانہ ھے، علی اللہ نے اپنی رحمتِ بے نہایت سے تمام جماعتِ مومنین اور جملہ قائم شناسوں یعنی علی اللہ کے لئے اقرار کرنے والوں کے لئے دنیا کے تمام ممالک میں خلافت اور سلطنت مہیا کر دی ھے اور یہ نظامِ الٰہی کافروں اور منافقوں پر غالب آنے کے لئے کافی ھے (RBLP ۱۰۵۶).

سورۂ طلاق (۶۵: ۱۲)

تاویل: قرآنِ حکیم میں علی اللہ نے علم و عمل میں مقابلے کے لئے دو آیتوں میں ایک جیسا ارشاد فرمایا ھے جس کا آغاز سابقوا (۵۷: ۲۱) اور سارعوا (۳: ۱۳۳) سے ھوتا ھے. اور ظاہری سائنس نے NASA کے حوالے سے یہ بتایا ھے کہ زمین سے بھی ایک بڑا سیارہ دریافت ھوا ھے. چنانچہ سورۂ طلاق کے مذکورہ ارشاد کی اگر تاویل کی جائے تو قابلِ غور طلب بات یہ ھے کہ سات ناطقوں کی نورانیت میں سات اساسان ھیں اور یہ سات آسمان اور سات زمین ایک دوسرے کے مانند ھیں اور انہی میں مقابلہ ھے، اور علی اللہ ان کے درمیان امر کو جاری کرتا ھے. یہ کلمۂ کُن ھے جس میں علی اللہ کے عاشقوں کی روحیں سات آسمان اور سات زمین میں تیرتی رہتی ھیں.

پس سورۂ طلاق کے مطابق بهشت کے باطن میں ناطقان اور اساسان هیں اور ظاہر میں Space کا ایک سیارہ هے جو بهشت کی سلطنت کے لئے هے. جیسا که حضرتِ مہرانگیز کے مشاهدات میں فرمایا گیا هے که یه نیا سیارہ نصیر الدّین کی مشقتوں کے لئے نفوسِ خانۂ حکمت کے لئے خاص هے. اس ارشاد میں خانۂ حکمت پر علی الله کے بے شمار کرامات و احسانات هیں، لہٰذا آپ خلفاء، ملوک اور سلاطین کے علاوہ سورۂ قمر (۵۴:۵۵) کے مطابق لفظِ ملیک پر بهی غور کریں. (RBLP ۱۰۵۵)

نیند:

سورۂ نبا (۷۸:۹) : "**وَجَعَلْنَا نَوْ مَکُمْ سُبَا تًا**"

ترجمه: اور هم نے تمہاری نیند کو تمہارے لئے باعثِ سکون بنایا

حدیثِ شریف: **اَلنَّومُ اَخُ الْمَوْت** – نیند موت کی بہن هے (RB ۷۸۸)

سورۂ زُمر (۳۹:۴۲) – علی الله تعالٰی نفوسِ انسانی کو موت کے وقت قبض کر لیتا هے اور جو مرے نہیں هیں ان کی روحوں کو حالتِ خواب میں قبض کر لیتا هے، ان میں سے جن کو اٹهانے کا وقت هوا هے اُن کو اُٹها لیتا هے اور باقی کو دنیا میں بهیج دیتا هے.

اَلْوَاحِدُالْقَهَّار :

"سب کو ایک کر دینے والا"

سورۂ یوسُف (۱۲:۳۹)؛ سورۂ رعد (۱۳:۱۶)؛ سورۂ ابراهیم (۱۴:۴۸)؛ سورۂ صٓ (۳۸:۶۵)؛ سورۂ زُمَر (۳۹:۴)؛ سورۂ مُومن (۴۰:۱۶)

الواحد – واحد بروزنِ فاعل، ایک بنانے والا = علی الله کے حوران و غلمان کو علی الله میں ایک کر لینے والا.

وارث/ خیرالوارثین:

سورۂ مومنون (۲۳: ۱۰–۱۱) :" اُولٰٓئِکَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ – الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ط هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ"
تاویل: سلطانِ اعظم علی اللہ اور سلمانِ اعظم علی اللہ زندہ فردوسِ برین هیں اور یہ وراثت میں جنّت دوسروں یعنی اپنے دوستداران کو دے دیں گے. یہاں وارثون فاعل هے یعنی وراثت دینے والا.

- یہ لوگ وارث هیں اُن لوگوں کے جو زندہ نورانی فردوس کے وارث هیں. وارث اس کو کہتے هیں جو کسی سابق کی وراثت کو لیتا هے، چنانچہ یہاں وراثت سے مراد ایک سلسلہ هے جو سلسلۂ نورٌ علٰی نور هے. یہ آدمِ اوّل سے شروع کر کے خداوندِ قیامت تک آٹھ فرشتے هیں جو سلسلۂ نورٌ علٰی نور زندہ فردوسِ اعلٰی هیں. کیونکہ آگے چل کر اسی سورہ میں (۲۳:۲۷) کشتیٔ نوح کا ذکر هے جو عرشِ اعظم کا ممثول هے، جس کے حاملان بھی آٹھ فرشتے ہوتے هیں. چنانچہ آدمِ اوّل زندہ فردوس هے اور اس کا جانشین شیث زندہ فردوس کا وارث هے، اس طرح یہ وراثت سلسلۂ نورٌ علٰی نور میں چلتی هے. اور اسی زندہ فردوسِ برین نورٌ علٰی نور میں تمام حوران و غلمان کی وراثت هے.

- خیرالوارثین:

سورۂ مومنون (۲۳: ۱۰–۱۱) تاویل: علی اللہ خیرالوارثین هے، وہ اولیاء میں سے جن کو چاهے فردوس کا وارث بناتا هے۔*یعنی زندہ فردوس بناتا* هے یہ سب سے اعلیٰ *بہشت* هے .فردوس کے وارث = جو ازل سے *ہی* فردوس میں رهتے هیں، وہ پاک ارواح جو ازلی *بہشت* میں هیں.
جو فردوس میں داخل هوئے هیں وہ ازل سے علی اللہ سے واصل هیں. یہ تاویل خاص هے!
وارث فاعل هے = میراث دینے والا، مفعول = میراث لینے والا. علی اللہ خیرُالوارثین میں مطلب واضح هے کہ علی اللہ *بہترین* میراث دینے والا هے، یعنی ازل *ہی* سے علی اللہ کے نور یا علی

اللہ کی وحدت سے واصل کر دینے والا ھے.

- علی اللہ نے فرمایا ھے کہ وہ تمام نفوسِ خانۂ حکمت کو مَلِیک بنائیگا. وہ خود مَلِیک = شاھنشاہ زندہ فردوس ھے یعنی علی اللہ، اور وہ تمام حوران و غلمان کو زندہ فردوس بنائیگا. تمام کو عرشِ وحدت بنائیگا یعنی عرش بھی اور صاحبِ عرش بھی. اسمیں علی اللہ کے تمام انعامات اور احسانات ھیں. یہ ھے پرتوِ شاہ کی سالگرہ کا کبھی ختم نہ ھونے والا کیک، مبارکباد!

- سورۂ حجر (۱۵:۲۳) – علی اللہ **اَلْمُحْيِي / اَلْحَيّ** = زندہ کرنے والا اور **اَلْمُمِيت** = موت دینے والا ھے، اور وہی **اَلْوَارِث** بھی ھے، یعنی علی اللہ ہی فردوس کی بہشت میں اپنے اولیاء کا وارث ھے. اور علی اللہ خیرُالوارثین ھے (۲۱:۸۹).

جب نصیر جسمانی طور پر مر جائے گا تو علی اللہ روحانی بچّوں اور جسمانی بچّوں کے لئے کام کرے گا، کیونکہ علی اللہ نصیر کا خیرُالوارثین ھے.

- سورۂ آلِ عمران (۳:۱۶۹) تاویل: یہاں بڑی عجیب و غریب تاویل ھے، ارشادِ باری تعالیٰ ھے: اور یقیناً ھم ہی ھیں جو زندہ کرتے ھیں اور موت دیتے ھیں، اور ھم ہی وارث ھیں. یعنی دور و نزدیک کے ہمارے تمام آباء واجداد علی اللہ کی لوحِ محفوظ میں محفوظ ھیں اور زندہ ھیں اور جب ھم بھشت میں جائیں گے تو اُن کو دیکھ سکیں گے. (RBLP - ۷۴۳)

<u>والدہ کے حقوق:</u>

سورۂ احقاف (۴۶:۱۵) – یہ آیت والدین کے حقوق سے متعلق ھے اور اس میں والدہ کے حقوق زیادہ ھونے کا فیصلہ ھے کہ ماں نو مہینے تک بچے کو اپنے شکم میں اُٹھائے رہتی ھے. بوجھ

برداشت کرنے کو حمل کہتے ھیں. پھر زچگی میں اس سے زیادہ مشقت اُٹھاتی ھے. پھر بچے کی پرورش میں دونوں والدین کی خدمات اپنے بچوں کے لئے کیا کیا ھیں یہ سب کو نیک روشن ھے.

وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا:

سورۂ نَبَا (۷۸: ۹)

تاویل: علی اللہ کے فضل و کرم سے اس بندۂ درویش پر قربانی کے وقت سبات والی پُر سکون اور آرام والی نیند طاری کی گئی تھی، اس لئے میرے حلق پر چُھری یا خنجر جو کچھ چلتا تھا مجھے اس کی کچھ خبر نہیں ھوئی، یہ علی اللہ کا اس بندۂ مسکین کے لئے بہت بڑا انعام ھے. میں اُس وقت قربان بھی ھوگیا اور ساتھ ہی ساتھ عرشِ وحدت میں میری تکفین و تدفین بھی ھوگئی یعنی میرا نورانی کفن اور قبر عرشِ وحدت پر ھوگیا اور میں ستّر کھرب روحوں میں زندہ ھوگیا. جیسا کہ میرا ایک بروشسکی شعر ھے:

مردہ قبرر اکی اُن تکُ لو پسوم عاشقہ رو!
دوستہ جسمُ لو دُکُوَر ضَا گنہ زندو لو ھرٹ!

(۱۰۵۸ RBL P)

وَجْهُ اللهِ:

سورۂ بقرہ (۲: ۱۱۵): "فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ"

تاویل: ہر طرف آئینۂ خدا نما، خدا کے دیدار کا کام کرے گا. مبارکباد!

(۱۰۴۵ RB)

وحوش:

سورۂ تکویر (۸۱: ۵): "وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ"

تاویل: بوقتِ صبح آرام کی حالت میں پہاڑی بکریوں کو دیکھا، وہ آزاد کھلی ہوئی تھیں اور بہت دلکش نظر آ رہی تھیں، ان کو دیکھ کر بہت اچھا لگ رہا تھا اور محسوس ہوتا تھا جیسے بہشت کا کوئی منظر ہو. لفظِ وحوش میں تمام جنگلی جانور شامل ھیں، یعنی وہ تمام جانور جو جنگل، پہاڑوں اور بیابانوں میں پائے جاتے ھیں. پہاڑی بکری اُن ہی میں سے ایک بہت صاف ستھرا جانور ھے اور اس کا دودھ غائبانہ طور پر پیا جاسکتا ھے.

قرآنِ حکیم میں مال مویشی کی کثرت کے لئے لفظ جمال (۱۶:۶) آیا ھے. چنانچہ وحوش کی اس ریسرچ میں پہاڑی بکری یقیناً شامل ھے اور یہ تمام جنگلی جانور لشکرِ روحانی کا حصّہ ھیں.

نوٹ: (وحوش سے مراد وہ چوپائے ھیں جو جنگل میں رہتے ھیں، جیسے گھوڑا، گدھا، خچّر، ہاتھی، شیر، اونٹ، پہاڑی بکری، اور پہاڑی بکرا ، یاک، ہرن کا جوڑا وغیرہ۔)

وحی کے تین درجے:

- سورۂ شوریٰ (۴۲:۵۱): کسی بشر کے لئے یہ امکان نہیں کہ علی اللہ سے کلام کرے مگر وحی (اشارہ) سے ھو سکتا ھے یا حجاب کے پیچھے سے کلام ھو سکتا ھے. تاہم الہام بھی ھے، توفیق بھی ھے، اسمِ اعظم کا وسیلہ بھی ھے، روشن خیالی بھی ھے، نورانی خواب بھی ھے، اعتکاف بھی ھے.

- سورۂ نمل (۱۶:۶۸) – یہاں یہ ذکر ھے کہ علی اللہ شہد کی مکھی کو وحی (اشارہ) کرتا ھے علی اللہ کا ایک پر حکمت نام لطیف ھے یعنی نہایت باریک کام کرنے والا = باریک بین.

- حدیثِ شریف میں ھے کہ ہر چیز کا دل ھوتا ھے، پس تمام ذی حیات چیزوں کا دل ھے، اور ہر

ایسی چیز میں ذرّۂ روح ہے، اور ہر روح میں فطری صلاحیّت ہے، اور ہر چیز زبانِ حال سے سُبحان اللہ کہتی رہتی ہے۔

اَلْوَدُوْد:

سورۂ ہود (۱۱:۹۰) – علی اللہ تعالیٰ رَحِیم اور وَدُوْد ہے

وَمَا قَدَرُوا اللہَ حَقَّ قَدْرِہٖ:

بحوالۂ سورۂ انعام (۶:۹۱)، سورۂ حجّ (۲۲:۷۴)، اور سورۂ زُمر (۳۹:۶۷): **"وَمَا قَدَرُوا اللہَ حَقَّ قَدْرِہٖ"** تاویل: یہ آیۂ مقدسہ قرآنِ حکیم کے تین مقامات پر ہے۔ پہلا مقام وہ ہے جس میں توریت کو قراطیس = کاغذ بنانے کا ذکر ہے اور یہ اُس شکایت کا جواب ہے جس میں لوگوں نے کہا کہ علی اللہ نے کسی بشر پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔ اس کے جواب میں علی اللہ نے فرمایا: موسیٰ جس کتاب کے ساتھ آیا تھا وہ کتاب کس نے نازل کی؟ جس کو تم لوگ قراطیس بناتے ہو۔ اشارہ نورانی تورات = حضرتِ ہارونؑ اور نورانی قرآن = مولانا علی المرتضیٰؑ کی طرف تھا۔

- دوسرا مقام وہ ہے جہاں پہلے معبودانِ باطل کی مذمت کی گئی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ وہ معبودانِ باطل ایسے ہیں کہ مکھی جیسی چھوٹی سی مخلوق کو بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ اگر وہ اُن سے کچھ چھین کر لے جائے تو اُس کو چُھڑا بھی نہیں سکتے (۲۲:۷۳)۔ اس کے فوراً بعد ارشاد ہے: مَا قَدَرُوا اللہَ حَقَّ قَدْرِہٖ، علی اللہ کی جیسی قدر شناسی ہونی چاہئے تھی ویسی قدر شناسی نہیں کی گئی جبکہ وہ بڑا ہی قوت والا اور عزت والا ہے۔

- اور تیسرا مقام وہ ہے جس میں سلطانِ اعظم علی اللہ نے ایک ساتھ روحانی جنگ بھی کی اور روحانی قیامت کو بھی برپا کیا اور یاجوج وَ ماجوج لآؤ کو آخر تک پہنچایا اور ساری زمین اور آسمان کو اپنے قبضۂ باطن میں لے لیا۔ اس سب کے باوجود ہم نے اُن کی معرفت کو نہیں سمجھا

اور قدر شناسی نہیں کی. (RB ۷۴۴)

۞ سورۂ زُمر (۳۹:۶۷) – ۱. قائم شناسی کی معرفت سے دور رہنا
۲. علی اللہ کے طوفانی انعامات کی قدر نہ کرنا

وَمَا كُنَّا غَآئِبِيۡنَ (۷:۷):

سورۂ انبیاء (۲۱:۳۳) اور سورۂ یاسین (۳۶:۴۰)

تاویل: قرآنِ پاک کا ارشاد ہے کہ ہر چیز گولائی میں تیرتی رہتی ہے. وہ کس طرح؟ اس کے جواب کے لئے ایک تاویلی مثال پیشِ خدمت ہے: فرض کریں کہ یہ کائنات جنّات کا بنایا ہوا ایک بہت بڑا لگن ہے، جس میں صاف پانی اور چھوٹی چھوٹی مچھلیاں ہیں، جو اس لگن اور صاف پانی میں تیرتی رہتی ہیں. اس مثال میں نہ تو پانی مچھلیوں سے خالی ہے، نہ مچھلیاں مچھلیوں سے خالی ہے اور نہ ہی وہ لگن. دراصل یہ سب ایک ہی شئ ہے جو خدا کی تجلّی کی مثال ہے، اور یہی **وَمَا كُنَّا غَآئِبِيۡنَ** (۷:۷) کی بھی مثال ہے کہ جملہ حوران و غلمان اپنے معشوق علی اللہ میں حاضر و ناظر ہیں اور یہی **كُلٌّ فِيۡ فَلَكٍ يَّسۡبَحُوۡنَ** بھی ہے. پس قرآنِ حکیم کی روشنی میں معلوم ہوا کہ خدا کی تجلّی اپنے دائرے میں گھومتی رہتی ہے.
(۱۶، ستمبر ۲۰۱۶ء)

۞ جب سے آفتابِ قیامت عالمِ دین میں طلوع ہو گیا تب سے وہ اپنے محور میں گردش کرتا رہا اور وہ ایک بار روشن ہوا تو کسی وقت بھی غروب نہ ہوا. وہ قیامت کا دن تھا اور آج بھی قیامت کا دن ہے کہ آج قیامت کی مبارکبادی کا سورج وَمَا كُنَّا غَآئِبِيۡنَ میں طلوع ہو گیا.

۞ سوال: وَمَا كُنَّا غَآئِبِيۡنَ خدائے واحد کے لئے صیغۂ جمع میں کیوں ہے؟
جواب: جب قیامت کا آخری وقت ہوتا ہے تو اُس میں وعدۂ الٰہی یہ ہے کہ بڑے بڑے معجزات ہوں

گے اور اس سے بڑے معجزات اور کیا ہوں کہ تمام حوران و غلمان فنا فی اللہ و بقا باللہ ہو گئے اورعلی اللہ کی وحدت ہو گئے اسی لئے کہا گیا: وَمَا كُنَّا غَآئِبِيۡن۔

❁ قیامت کے سلسلے میں عالمی ٹی۔ وی پر بہت سے معجزات ہوئے اُن میں دو معجزے مچھلیوں کے ظہورکے ھوئے. دوسری دفعہ جب مچھلیوں کے طوفان کا معجزہ ہوا تو اُس سے مجھے بڑا تعجب ہوا. وہ مچھلیاں پانی اور فضا میں یکسان تیر رہی تھیں اور اُن میں بہت لطافت اور پاکیزگی تھی. دران صورت مچھلیوں کی ایک ایسی قسم بھی نظر آئی جو سائز میں بہت چھوٹی اور صاف و شفاف تھی گویا وہ ایک قسم کی نورانی فلم میں تھیں. ایسا لگتا تھا کہ اُن میں تمام ممالک اور اچھے اچھے اشخاص کی نمائندگی تھی یا یوں کہنا چاھئے کہ وہ نورانی آئینے تھے اور اُن میں خدا کی تجلّی تھی. اسی اعتبار سے فرمایا: وَمَا كُنَّا غَآئِبِيۡن = خداوندِ عالم کسی وقت بھی غائب نہیں ھے اپنی پاکیزہ مخلوقات کے آئینوں میں اُس کی جھلک اور چمک ہمیشہ موجود و حاضر ھے.
(۳۰، ستمبر ۲۰۱۶ء)

وَهُوَ مَعَكُمۡ اَيۡنَ مَا كُنۡتُمۡ:

سورۂ حدید (۵۷:۴)

تاویل: مَیں اپنی جسمانی اور روحانی اولاد کی یاد میں گریان تھا کہ یکا یک بتائیدِ الٰہی سورۂ حدید کی مذکورہ آیات کی معجزانہ تاویل ذہن میں آگئی اور وہ یہ کہ خانۂ حکمت کے ہر عزیز میں اسمِ اعظم کا ایک معجزانہ آئینہ ھے اور اس معجزانہ آئینے کا نام آئینۂ ہمہ بین ھے. یہ ایک ایسا عجیب آئینۂ نور ھے کہ جس میں ہماری روح سب کو دیکھتی ھے اور وہ سب ہماری روح کو دیکھتے ھیں. اور اسی آئینۂ ہمہ بین میں ھم سب علی اللہ کے ساتھ ھیں اور اس کو دیکھتے ھیں اور وہ علی اللہ بھی ھمارے ساتھ ھے اور ھم سب کو دیکھتا ھے کیونکہ حضرت شاھنشاہِ ممکنات میں کوئی معجزہ ناممکن نہیں. (RB ۱۰۴۱)

ہر چیز امامِ مبین میں سموئی ہوئی ھے:

کتابِ جامعِ ترمذی، جلدِ دوم، ص ۲۹۳ پر یه حدیثِ شریف درج ھے: **اِنَّ لِکُلِّ شَیۡءٍ قَلۡبًا وَ قَلۡبُ الۡقُرۡاٰنِ یٰسٓ.** ہر چیز کا ایک دل ھوا کرتا ھے اور قرآن کا دل سورۂ یاسین ھے. سورۂ یاسین کو قلب القرآن کہنے کی وجه اس میں موجود چند کُلّیات ھیں. جیسا که ارشاد ھے: "**وَکُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰهُ فِیۡۤ اِمَامٍ مُّبِیۡنٍ**" (۳۶:۱۲). یہاں امامِ مبین، امامِ مبین بھی ھے اور لوحِ محفوظ بھی ھے. اسی طرح ایک اور کُلّیه ھے: **وَکُلٌّ فِیۡ فَلَکٍ یَّسۡبَحُوۡنَ** (۳۶:۴۰)، اور ہر چیز ایک دائرے پر تیرتی ھے یا گردش کرتی ھے.

ہر چیز پر علی اللہ کا علم محیط ھے:

سورۂ طلاق (۶۵:۱۲)

ہر چیز کا سجدہ:

سورۂ حج (۲۲:۱۸) تاویل: کیا تم نے نہیں دیکھا آسمان اور زمین میں جو بھی ھیں وہ سب سجودِ تسخیری کرتے ھیں، یعنی مسخّر ھیں. سجود عبادت ھے، ایک زبانِ قال سے ھے، ایک زبانِ حال سے ھے. جانور اور درخت کس طرح سے سجدہ کر رھے ھیں؟ ہر چیز میں ذرّۂ روح ھے اور ہر چیز کی روح اپنے کُلّ کے ساتھ تسبیح اور سجدہ کرتی ھے.

سورۂ رعد (۱۳:۱۵) تاویل: اور جو کچھ آسمان میں ھے اور جو کچھ زمین میں ھے، وہ سب طوعاً و کرھاً علی اللہ کے لئے سجدہ کرتے ھیں، اور صبح و شام جو سائے بدلتے ھیں اُن سایوں میں بھی سجدہ کا اشارہ ھے. بالفاظِ دیگر آسمان اور زمین کی ہر چیز علی اللہ کے لئے سجدہ کرتی ھے. ظاہری سورج، چاند، ستارے، فرشتے، امام اور دنیا کے تمام لوگ willingly اور unwillingly سجدہ کرتے ھیں. کافر لوگ اگرچه کافر ھیں لیکن ان کے سائے سجدہ کرتے ھیں.

ہر چیز کی تسبیح خوانی / ہر چیز کی گویائی:

سورۂ بنی اسرائیل (۱۷:۴۴) – تاویل: سات آسمانوں اور سات زمینوں میں جو کچھ بھی ھے علی اللہ کی تسبیح خوانی کرتی ھے اور وہ غالب اور حکیم ھے . اس کا مطلب یہ ھے کہ ہر چیز میں علی اللہ کی تجلّی ھے، اور وہ تجلّی اپنی چمک دمک میں علی اللہ کی تسبیح خوانی کرتی ھے ! بروشسکی دیوان کا ایک شعر ھے:

تھہ لکن شیل دَیَو دُنڻرا سا ایونلو بیہ بے ؟

عالمکٹ سکٹ نہ ھمیش نورہ اکھیسٚ سان ئیڈم

پہاڑ، کنکر، درخت، پھل، جانور، پرندے، ہر ساز، ہر نغمہ، ہر باجا علی اللہ کی تسبیح خوانی کرتا ھے زبانِ حال سے بھی اور زبانِ قال سے بھی. تسبیح کے معنی ھیں:علی اللہ کو سُبحان قرار دینا. اسمِ سبحان (سبحان اللہ) کہنا علی اللہ کی تسبیح ھے!

- آسمان و زمین کی ہر چیز علی اللہ کے لئے حمد = مقامِ عقل کُلّ کی روشنی میں سبحان اللہ کہتی رہتی ھے۔ اگرآپ حمد= فرشتۂ عقلِ کُلّ کو مانتے ھیں تو اسکے نور کی روشنی میں ہر چیز علی اللہ کے لئے سبحان اللہ کہتی ھے. سبحان اللہ کی تاویل ھے کہ علی اللہ لوگوں کے خیالات سے پاک ھے اور لوگوں کے جو عقائد ھیں اس سے پاک و برتر ھے، سبحان اللہ! سبحان اللہ!!

- حمد عقلِ کُلّی ھے. ہر چیز کے اندر اس چیز کی ایک ساخت ھے جس کو علی اللہ عجائب و غرائب کی صورت میں دکھائے گا اور ھم تعجب کریں گے کہ کسطرح ہر چیز عقلِ کُلّ کے دائرے میں کام کرتی ھے اور عقل کے فیوضات ہر چیز میں موجود ھیں، اور یہی معنی حمد کے ساتھ علی اللہ کی تسبیح خوانی کے ھیں، اَلْحَمْدُلِلّٰہ!

﴾ سورۂ حٰمٓ السَّجدہ (۲۱:۴۱) : "اَنۡطَقَ كُلَّ شَیۡءٍ" علی اللہ ہی ہر چیز کو گویائی بخشتا ھے! پس ہر چیز کی تسبیح خوانی کے لئے گویائی علی اللہ کے حضور سے ھے!

مثال ۱ : <u>درخت کا کلام:</u>

درخت نے حضرتِ موسیٰؑ (۲۸ : ۲۹-۳۰) سے کلام کیا تھا.

مثال ۲ : <u>پہاڑ اور پرندوں کی تسبیح خوانی:</u>

علی اللہ قادرِ مُطلق جبال کو روح بنا کر داؤد کا هم نوا بنا سکتا تھا اور داؤد کو نور بنا کر جِبال میں هم نوا کر سکتا تھا. حضرتِ داؤد کے ساتھ پہاڑ اور پرندے تسبیح خوانی کرتے تھے (۳۴:۱۰)، حضرتِ داؤد میں علی اللہ کی تجلّی تھی، پہاڑ پر خود حضرتِ داؤد کا عکس پڑتا تھا اور پہاڑ زندہ هوتا تھا، یعنی علی اللہ کے عکس سے. جیسے ارشاد ھے: واشرقت الارض بنور ربّها (۳۹:۶۹). زمین اپنے ربّ کے نور سے منّور هو جائے گی.

مثال ۳: <u>پتھروں اور درختوں کا کلام:</u>

حدیث : حضرتِ علی بن ابی طالب فرماتے هیں که مَیں آنحضرت کے ساتھ مکه کی گلیوں میں نکلا تو هر پتھر اور درخت آپ کو سلام کرتا که " اے رسول اللہ! آپ پر سلام!" جامعِ ترمذی، جلدِ دوم، ابواب المناقب، حدیث ۳۴۰۲ ص ۵۲۳

مثال ۴: <u>پرندوں کی بولی:</u>

سورۂ نمل (۲۷:۱۶) **وَوَرِثَ سُلَيۡمٰنُ دَاوٗدَ** – اور داؤد کا وارث سلیمان هوا۔ اس ارشاد کے بعد حضرتِ سلیمان نے اعلان کیا: **یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمۡنَا مَنۡطِقَ الطَّیۡرِ** – اے لوگو! ہم کو پرندوں کی بولی سکھائی گئی ھے. یه پرندوں کی ظاہری آواز نہیں تھی، علی اللہ نے پرندوں میں ذرّہ برابر تجلّی رکھی ھے اُس کی وجه سے حضرتِ سلیمان اُن کی گفتگو کو جانتے تھے اور ہُد ہُد پرندے کے ساتھ ایک

تفصیلی گفتگو ہوئی تھی (۲۷: ۲۰-۲۸). اور ہُد ہُد کے ذریعے سے ملکۂ سبا کے ساتھ ایک غیر معمولی گفتگو ہوئی تھی.

- پرندوں کی بولی سکھانے کی ایک تاویل یہ ھے کہ خانۂ حکمت میں جتنے رجال و خواتین مولا کی تعریفی نظمیں گانے والے اور سازوں کو بجانے والے ھیں اُن کے ساتھ بھشت کے تمام پرندے ہمنوا ھو جائیں گے. (RB ۷۷۵)

- زمانۂ یارقند کے روحانی معجزات کے دوران قرانگغو توغراق گاؤں میں میرے لئے یہ معجزہ ھوا کہ ایک مرغِ سحر روز صبح میرا نام لیتا اور کہتا : نصیر کے بچو! اُٹھو! دعا کا وقت ھو گیا ھے. مرغِ سحر کی یہ اذان بروشسکی زبان میں ھوتی تھی.

خروسانِ سحر گویند کہ قُم یَآیُّھَا الغَافل
تو از مستی نمی دانی کسی داند کہ ہشیار است

ہر نبی کو اپنی قوم کی زبان میں بھیجا گیا:

سورۂ ابراھیم (۱۴: ۴)

ھونزا و نگر کے پہاڑوں پر زندہ نورانی بہشت کا معجزہ:

ھونزا و نگر کے پہاڑوں پر زندہ نورانی بہشت کے معجزے کی چند تاویلات:

۱) ھونزا و نگر کے درمیان دو رشتے ھیں: ایک رشتہ زبان کا ھے اور دوسرا رشتہ علی شناسی = قائم شناسی کا، اور دنیا کے تمام لوگ قائم شناسی یعنی اُمّتِ واحدہ میں جمع ھونے والے ھیں.

۲) ۱۹۴۰ء میں علی اللہ نے ظہورِ نور کا وعدہ فرمایا تھا.

۳) ہونزا و نگر کے درمیان ظہورِ عرش کا معجزہ ہوا تھا.

۴) اس زندہ نورانی بہشت کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ یہ بہشت اطرافِ عالم پر محیط ہے اور تمام جہاں کا نظّارہ یہاں سے ہو سکتا ہے، جس طرح زمانۂ یارقند میں جماعت خانے کے بار بار ذکر کرنے سے یہ یقین آیا کہ پاک امام جماعت خانے کا زندہ نور ہے اور جماعت خانہ پاک امام کا نمائندہ.

۵) جدید ہونزا و نگر کہنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ علی اللہ نے بہت پُرانے لوگوں کو زندہ کر دیا اور خلقِ جدید بنایا، جس سے بے شمار حوران و غلمان زندہ ہو گئے.

۶) علی اللہ کا منشاء یہ ہے کہ ہونزا و نگر کے تمام پہاڑوں میں زندہ قرآن یعنی علی اللہ کا نور ڈال کر اُن میں وہاں کے حوران و غلمان اور باغات سمیت زندہ نورانی بہشت، سلطنتیں اور خلافتیں بنائے.

۷) علی اللہ اس دورِ قیامت کے معجزات میں ہونزا اور نگر کے پہاڑوں سے شروع کر کے ہر پہاڑ پر زندہ نورانی بہشت بنانا چاہتا ہے.

<u>یارقند:</u>

سورۂ صافات (۳۷:۱۰۲-۱۰۸) اور سورۂ سبا (۳۴:۱۳)
زمانۂ یارقند میں بڑی بڑی مشکلات تھیں جن کو علی اللہ نے معجزات میں تبدیل کیا، اور قصۂ سلیمان کے حوالے سے جنّات، محاریب یعنی روحانی قلعے بناتے تھے. علی اللہ قادرِ مطلق اپنے فضل و کرم سے میرے خاندان اور میرے شاگردوں کے لئے ملکِ چین شہرِ یارقند میں ایک بہت بڑی بہشت کا عطیہ دینا چاہتا ہوگا. یارقند میں جماعت خانے کی جگہ پر خانۂ کعبہ اور محاریب

کی تاویل میں جنّات سے بڑے بڑے مظبوط روحانی قلعے بنوانا چاھتا ہوگا. (RB ۱۰۴۴)

<u>یَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوْجُ:</u>

سورۂ انبیأ (۲۱: ۹۵-۹۶) = اگرچہ بظاھر ایک بستی یا گاؤں کا تذکرہ ھے، بباطن منافقین کا ایک ایسا گروہ مراد ھے جو روحانی طور پر ہلاک شدہ ھے، اور جب تک اُن پر یاجوج وَ ماجوج کا طوفان برپا نہیں ھوگا وہ رجوع نہ کر سکیں گے. یہ اس بات کا ثبوت ھے کہ یاجوج وَ ماجوج کا کام ختم نہیں ھوا، آخری بار خروج ابھی باقی ھے.

- روحانی قیامت اور کائناتی قیامت کو برپا کرنے کے لئے یہ لشکر روحانی ذرّات (لشکرِ جرّار) علی اللہ کے حکم سے جمع ھو جاتا ھے. **الاروَاحُ جُنودٌ مُّجَنَّدَةٌ** کا ارشاد اس کی دلیل ھے. یاجوج و ماجوج کا خُرُوج اور عالمی ناقُور مُمکن ھے. علی اللہ سے آخری ناقور کی درخواست کے طور پر خانۂ حکمت عاجزانہ گریہ و زاری کرئے.

<u>یُدَّبِرُالْاَمْرَ = وہ (علی اللہ) اپنے کام یا حُکم کا اعادہ کرتا ھے:</u>

سورۂ یونس (۱۰ :۳، ۳۱)؛ سورۂ رعد (۱۳ :۲)؛ سورۂ سجدة (۳۲ :۵)

<u>یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ ؕ</u>

بحوالۂ سُورۂ فاطر (۳۵ :۱)

ارشادِ ربّانی ھے: **اِنِّی اَنَا رَبُّکَ** (۲۰ :۱۲) . چونکہ یہ دَورِ قیامت ھے اور ھم اسی دورِ قیامت کے تحت تاویل کرتے ھیں، لہٰذا یہاں **یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ** ؕ کے قانون کے مطابق ایک ضروری تاویل یہ ھے کہ حضرت موسیٰؑ کو درخت سے روشنی نظر نہیں آئی تھی جس نے اِنِّی اَنَا رَبُّکَ کہا تھا، بلکہ حضرت موسیٰؑ کو حضرت شعیبؑ نے اسمِ

اعظم دیا تھا اور اسی اسمِ اعظم کے کامیاب کورس کے بعد حضرت موسیٰؑ کی پیشانی سے علی اللہ کا نور روشن ہونے لگا تھا اور اُن کے سر میں جتنے نیورونز تھے اُن میں روشنی ہونے لگی تھی، گویا حضرت موسیٰؑ نے علی اللہ کے نور کو پیشانی پر دیکھا تھا. الغرض یہ درخت نہیں تھا بلکہ حضرت موسیٰؑ کی شخصیت میں اسمِ اعظم کا نور تھا. (RB ۱۱۰۹)

یو۔ ایف۔ اوز:

- سورہ (۴۲:۲۹) – حالیہ وقت میں U.F.Os کثرت سے نمودار ہو رہے ہیں دراصل یہ ظہورِ قائم اور نُزولِ عیسیٰ کی علامت ہیں. الٰہی سائنس کی ریسرچ کے مطابق حوران و غلمان میں ایک تو پرواز کا عنصر ہے اور دوسرا وہ علی اللہ کی تجلّی ہیں. پس علی اللہ کے حوران و غلمان عوام کے لئے U.F.Os (Unidentified Flying Objects) ہیں.

- قیامت کی علامت میں ایک صیحہ (آواز) ہے اور ایک بِگل ہے، اور یو–ایف– اوز میں یہ دونوں علامتیں ہیں، جس کی شہادت زمانۂ یارقند میں یو–ایف– اوز کے معجزات سے ملی. اہلِ دانش کے لئے یو–ایف– اوز ایک مسئلہ ہے، مگر قرآن کی روشنی میں یہ وہی ہیں جن کا ذکر سورۂ رحمان میں بار بار ہے: **فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ**. ساتھ ہی قرآنِ حکیم میں جہاں ذکر ہے کہ علی اللہ آسمانوں اور زمین میں **دَابۃ** کو پھیلانے اور جمع کرنے پر قادر ہے (۴۲:۲۹)، اُس سے بھی یو– ایف–اوز کے لئے دلیل مل سکتی ہے.

- UFO's – روح اور جسم کی ایک مرکب مخلوق یعنی جثۂ ابداعیّہ ہے جو جسمِ لطیف بھی رکھتی ہے اور روحِ شریف بھی.

- سورۂ غاشیہ (۸۸:۱۳) **فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ**

تاویل: بهشت میں سب سے بلند پرواز والے تخت هیں. یه یو-ایف-اوز هیں جو زنده اور سب سے بلند پرواز هیں.

- بهشت اور کائنات کے ظاهر و باطن کا نظّاره کرنے کے لئے علی الله نے سب سے بلند پرواز تختوں کو بھی بنایا ھے، یه الٰہی پرواز کے تحت حوران و غلمان یا جنّ و پری هیں. ان کی رفعت کا ثبوت سورۂ رحمان (۵۵:۳۳) میں ھے. یہاں سلطان غلبۂ قیامت کو کہا گیا ھے چنانچه اب اس دور آخر میں قیامت کا غلبه = قیامت کا زور ھے، ایسے میں آسمان اور زمین کے کناورں سے گزر کر کائنات کا نظّاره کرنا سب سے بڑی بلندی ھے. اس سے یو-ایف-اوز کا مسئله حل هوگیا، Nothing is impossible in Paradise. یو-ایف-اوز کے بارے میں یه ایک نئی دریافت اور انکشاف ھے.

<u>یوسف علیهِ السَّلام:</u>

سورۂ یوسف (۱۲:۹۳) – قمیض = نورانی تجلّی ھے یوسف امام تھا، امام میں علی الله کی تجلّی = نور هوتا ھے

سورۂ احقاف (۴۶:۱۵) – یہاں روحانی ماں باپ کا ذکر ھے، ہر امام روحانی باپ اور حجّت ماں کی مثال ھے!

سورۂ یوسُف (۱۲:۴) – سورج، چاند اور گیاره ستاروں کا یوسُف کے لئے سجده کرنے کی تاویل یه ھے که وقت آنے پر یوسف امام هونے والا تھا جس کے لئے امام، حجت اور گیاره داعی اطاعت کرنے والے تھے.

- سوال: قصص الانبیاء میں سے قصۂ یوسف کو احسنُ القصص کیوں کہا جاتا ھے؟

جواب: قرآنِ پاک میں قصۂ یوسف سب سے طویل قصه ھے جو سورۂ یوسف میں تفصیلاً بیان ھے،

جس میں حکمت اور تاویل کے بڑے بڑے قوانین موجود ھیں. جیسا کہ حضرتِ یوسف نے نورانی خواب میں سورج، چاند اور گیارہ ستاروں کو سجدہ کرتے ھوئے دیکھا تھا(۱۲ :۴). اس میں قانونِ تاویل یہ پنہاں ھے کہ جب اسمِ اعظم کے ذریعے سے لشکرِ یاجوج و ماجوج = ذرّاتِ ارواح حضرتِ یوسفؑ کے مبارک پیروں سے شروع کر کے جسم کے باقی حصوں سے بُلند ھوتے ھوتے سینے اور گردن سے گزر کر پیشانی پر مرکوز ھوگئے اور وہاں سے دوبارہ پیروں کی طرف پھیل گئے تو اُس حال میں عالمِ دین کا سورج = امام، چاند = باب اور گیارہ ستارے = داعی یا حجت کا ایک بار سجدہ ھوگیا. پھر یہ روحیں اور حدودِ دین سر تک گئے تو قانونِ تاویل کے مطابق حضرتِ یوسفؑ نے اپنے روحانی والدین کو عرش پر بٹھایا (۱۲ :۱۰۰)، جبکہ باقی تمام روحیں willingly اور unwillingly دوبارہ سجود میں گئیں.

علاوہ بریں قرآنِ حکیم میں نفسِ امّارہ کا ذکر کہیں اور نہیں مگر قصۂ یوسفؑ میں ھے کہ حضرتِ یوسفؑ نے پیغمبر ھونے کے باوجود نفسِ امّارہ کو ملامت کے طور پر استعمال کیا اور قیدخانے کو قبول کیا (۱۲ :۵۳،۳۳). ازین بران زُلیخا کا حضرتِ یوسفؑ سے عشق ھونا اور دنیا میں زُلیخا کا کامیاب نہ ھونا (۱۲ :۲۳–۳۴)، اشارہ ھے کہ اُن کی نورانی شادی **لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَآءُونَ** کے قانون کے مطابق بہشت میں ھونے والی تھی. (RBLP - ۲۳۰)

- سورۂ یوسف (۱۲ :۳) تاویل: قرآنِ حکیم نے سورۂ یوسف کو اَحْسَنُ الْقَصَص کے نام سے موسوم کیا ھے، اور یہ صرف اور صرف حضرتِ یوسف علیہ السلام کی پاک امامت، تاویلی حکمت، اور حسن و جمالِ ظاھر و باطن کی وجہ سے ھے. چنانچہ جب مصر کی خواتین نے حضرتِ یوسفؑ کے ظاہری جمال کو دیکھا تو اُنہوں نے پھلوں کی بجائے اپنے ہاتھوں کو کاٹ دیا اور بے ساختہ پکار اُٹھیں: ”یہ بشر نہیں، یہ تو مَلَکٌ کَرِیْمٌ ھے“.

- چونکہ حضرتِ یوسفؑ امام تھے اور امام ظاھراً و باطناً مظہرِ نورِ خدا ھوتا ھے، لہٰذا آپؑ کا جمالِ ظاھر و باطن جمالِ بیمثالِ الٰہی تھا، کیونکہ مصر کی خواتین آپ کے روحانی حسن و جمال کی

معرفت نہیں رکھتی تھیں، اس لئے اُنھوں نے حضرتِ زُلیخا علیھا السلام کے حضرت یوسفؑ سے عشق کرنے پر اعتراض کیا تھا. یہاں خواتین کا اپنے ہاتھوں کو کاٹنا مدہوشی کی علامت ھے کیونکہ جب علی اللہ حوران و غلمان کو اپنے دیدارِ پاک سے نوازتا ھے تو وہ دیدارِ الٰہی سے مست و مدہوش ھو جاتے ھیں. (RB ۹۳۳)

بحوالۂ سورۂ یوسف (۱۲: ۴) تاویل: حضرتِ یوسفؑ کو شمس و قمر اور گیارہ ستاروں نے سجدہ کیا تھا یعنی تمام حدودِ دین نے تابعداری کی تھی. یہاں شمس: سلمانِ اعظم علی اللہ، قمر: سلطان اعظم علی اللہ اور ستارے: جملہ حوران و غلمان ھیں. چنانچہ اس آیت کی مطابقت قانون تسخیر اور آیۂ خزائن کے ساتھ ھے. آپ سب کو بہت مبارک ھو کہ قیامت کے اس آخری دَور میں علی اللہ تعالٰی نے خانۂ حکمت کے لئے سورۂ یوسف احسن القصص کا معجزہ کیا ھے اور وہ یہ کہ ہر شخص کا ایک عالم شخصی ھے اور وہ اپنے روحانی عالم میں بادشاہ ھے ، ہر حور پُرنور زُلیخا ھے اور تمام غلمان حضرت یوسف کی تجلّی ھیں اور یہ سب **انَّ اللہ جَمِیلٌ یُحِبُّ الجَمَال** کے عالم میں ھیں جو زندہ موروثی بھشت کا عالم ھے. (RB ۱۰۶۱)

مونورئیلٹی پرنٹرر